قوموں کی ترقی نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی

اپریل مئی 1956

ماہنامہ

خالد

ربوہ

مسیح موعود نمبر

۱

ایڈیٹر:- محمد صدیق
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- دوست محمد شاہد

خالد مسیح موعود نمبر ربوہ

ترسیل زر بنام مینجر

جلد ۴ | ماہ مئی ۱۹۵۶ء | نمبر ۵

مندرجات

تعارف

خالد کا "مسیح موعود نمبر" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ شمارہ جو کم و بیش اسّی صفحات پر مشتمل ہے۔ اپنی جاذبِ نظر اور دلآویز تصاویر، بلند پایہ مضامین اور روح پرور نظموں کے لحاظ سے ایک حسین مرقع قرار دیا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

کوشش کی گئی ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ اور سوانح مبارک کے متعلق قارئین کے سامنے ایک اجمالی نقشہ ضرور آجائے۔ اس نقطہ نظر سے خالد کے ابتدائی صفحات خاص درجہ اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ ان میں سیدنا مسیح موعودؑ کے خود نوشت سوانح حیات درج ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے حقیقت افروز قلم سے حضور کی زندگی کا خاکہ کھینچا گیا ہے۔ اور حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ جیسے عاشقِ مسیح موعودؑ نے حضور کے اخلاق کاملہ کی ایک جھلک نمایاں کی ہے!

مولانا مولوی محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ غلبہ اسلام کے روح افزا نظارے پیش کر رہے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انقلاب انگیز لٹریچر کے عنوان کے تحت حضرت اقدس کا قریباً تمام کتب کا ملخص شائع کیا جا رہا ہے۔

"حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام میں خدا تعالیٰ، رسول اکرم اور قرآن سے عشق" کا مقالہ جناب اختر صاحب گوبندپوری کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے۔

مکرم محمد احمد صاحب پانی پتی نے مخصوص انداز میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی نگارشات پر روشنی ڈالی ہے۔

ہمارے لٹریچر میں حضرت سلطان القلم مسیح موعودؑ کے اسلوب بیان کے متعلق تو کسی قدر لکھا گیا ہے۔ مگر حضور کے ہمعصر ادبا کی طرز نگارش کے متعلق کچھ نہیں کہا گیا۔ سالک صاحب نے اپنے مقالہ میں اس ضرورت کی طرف توجہ فرمائی ہے۔

اسی طرح جناب گیانی عباد اللہ صاحب۔ جناب خواجہ خورشید احمد صاحب اور حمید قریشی صاحب کے قابل قدر مضامین بھی رسالہ کی افادیت میں نمایاں اضافہ کا موجب ہوئے ہیں۔

غزلوں اور نظموں کے حصہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا عربی، فارسی اور اردو کلام زیب اشاعت ہے۔ علاوہ ازیں جناب عبدالمنان صاحب ناہید جناب نسیم سیفی صاحب۔ جناب اختر صاحب گوبندپوری اور جناب عبدالسلام صاحب اختر اور دیگر نامور شعراء کا تازہ کلام بھی شامل ہے۔

ہمارے نوجوان شعراء میں سے امین اللہ خانصاحب سالک۔ عبدالسلام صاحب ظافر۔ عبدالحکیم صاحب اکمل اور حافظ عبید اللہ صاحب عابد نے بھی ہدیۂ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

ہم اپنے جملہ قلمی معاونین کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں اپنے قلمی شہ پاروں سے نوازا اور شمارہ کو معیاری بنانے میں گہری دلچسپی کا ثبوت دیا۔ مجزاہم اللہ۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
و السلام علیٰ عبدہ المسیح الموعود

خالد ———— مئی ۱۹۵۶ء

کاروانِ اسلام کی سرفرازی کیلئے

ساقیٔ کوثر کے ایک خادم کی نہایت پُرسوز اور درد انگیز دعائیں

میرے آنسو اس غمِ دلسوز سے تھمتے نہیں
دیں کا گھر ویراں ہے دنیا کے ہیں عالی منار (المسیح الموعودؑ)

—— انیسویں صدی عیسوی کا وسط آخر تاریخ اسلام میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ کیونکہ اس نازک ترین دور میں عیسائیت اور دیگر غیر مسلم قوتیں مجتمع ہو کر اسلامی قلعہ پر حملہ آور ہو گئی تھیں اور کفر کی چیرہ دستیوں نے مردِ مسلم کو پوری طرح نڈھال کر دیا تھا۔ اور وہ نہایت حسرت و یاس کے عالم میں پکار رہا تھا ؎

"وہ بیمار قریبِ مرگ ہے اسلام۔ واویلا!
مسیحا کو نہیں ہے جس کی امیدِ شفا باقی"
(رپورٹ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس ۱۸۹۱ء)

—— اس مایوس کن فضا میں مشرق سے ساقیٔ کوثر کا ایک خادم نمودار ہوا جس نے نہایت پُرشوکت انداز میں اعلان کیا:۔

"میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے ..... چنانچہ میں اس میں صاحبِ تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذاہب مُردے، اُن کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں .... اے نادانو! تمہیں مُردہ پرستی میں کیا مزہ ہے اور مردار کھانے میں کیا لذت!! آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے؟ اور کس قوم کے ساتھ ہے؟ اسلام اس وقت موسیٰؑ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا۔ آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔"
(ضمیمہ انجام آتھم صلا۶)

—— اس آواز کا بلند ہونا ہی تھا کہ دنیائے مذاہب میں ایک زبردست تہلکہ مچ گیا۔ کفر کے کیمپوں میں سنسنی پھیل گئی اور لادینیت کے علمبردار آناً فاناً میدانِ کارزار اُتر آئے۔ اور کفر و اسلام کے درمیان ایک عظیم روحانی جنگ کا آغاز ہو گیا۔

—— کفر اپنے مادی سامانوں اور اسباب پر نازاں تھا۔ مگر یہاں مادی اسباب سرے سے ہی ناپید تھے۔ یہ اندوہناک

حالت دیکھ کر اسلام کا یہ شیدائی خدائے قدوس کے آستانہ پر جھک گیا اور اس کے حضور نہایت عاجزی اور الحاح وزاری سے التجائیں کرنی شروع کیں :۔

جنگ روحانی ہے اب اس خادم و شیطان کا
دل گھٹا جاتا ہے یارب سخت ہے یہ کارزار
اے خدا شیطاں پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار

فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰؐ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

——— انگریز کی سرپرستی میں پھیلنے والے مہیب فتنہ کی تباہی کے لئے وہ یوں دست بدعا ہوا :۔

حَلَّتْ بِاَرْضِ الْمُسْلِمِیْنَ جُنُوْدُھُمْ
فَسَرَتْ غَوَائِلُھُمْ اِلٰی نِسْوَانِھِمْ
یَارَبِّ اَحْمَدَ یَا اِلٰہَ مُحَمَّدٍ
اِعْصِمْ عِبَادَكَ مِنْ سُمُوْمِ دُخَانِھِمْ
کَسِّرْ زُجَاجَتَھُمْ اِلٰھِیْ بِالصَّفَا
وَاعْصِمْ عِبَادَكَ مِنْ سُمُوْمِ بَیَانِھِمْ
سَبُّوْا نَبِیَّكَ بِالْعِنَادِ وَ کَذَّبُوْا
خَیْرَ الْوَرٰی فَانْظُرْ اِلٰی عُدْوَانِھِمْ
یَارَبِّ سَحِّقْھُمْ کَسَحْقِكَ طَاغِیًا
وَاَنْزِلْ بِسَاحَتِھِمْ لِھَدْمِ مَکَانِھِمْ
یَارَبِّ مَزِّقْھُمْ وَ فَرِّقْ شَمْلَھُمْ
یَارَبِّ قَوِّدْ ھُمْ اِلٰی ذَوْبَانِھِمْ

(نور الحق حصہ اول)

یعنی اے میرے خدا ان کے لشکر مسلمانوں کی زمین پر اُتر آئے ہیں اور ان کی بلاؤں نے مسلمانوں کی عورتوں تک سرایت کی ہے۔ اے احمد کے رب اے محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے الٰہ اپنے بندوں کو ان کے دھوئیں کی زہر سے بچالے۔ اے خدا پتھروں سے ان کے شیشے کو توڑ دے اور ان کے بیان کے زہر سے اپنے بندوں کی حفاظت فرما۔ تیرے نبی کو انہوں نے عناد سے گالیاں دیں اور جھٹلایا وہ نبی جو افضل المخلوقات ہے سو تُو اُن کے ظلم کو دیکھ۔ اے میرے رب انکو ایسا پیس ڈال جیسا کہ تُو ایک طاغی کو پیستا ہے اور انکی عمارتوں کو مسمار کرنے کے لئے انکے صحن خانہ میں اُتر آ۔ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور اُنکی جمعیت کو پاش پاش کر کے رکھ دے۔

دین کی سربلندی کے لئے درد بھرے دل اور اشکبار آنکھوں سے یہ دعا کی :۔

اس دیں کی شان وشوکت یارب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے

——— حق و باطل کے معرکہ اور اس برگزیدہ انسان کی دعاؤں پر آج پون صدی کا عرصہ بیت رہا ہے اس پون صدی میں الحاد پرستی نے اسلام کے خلاف اپنی پوری قوتیں صرف کر دیں مگر ساقیٔ کوثر کے اس خادم کی باطل سوز دعاؤں کی بدولت اب فضائیں یکسر بدل چکی ہیں۔ خزاں کا دَور گذر گیا اور گلشن اسلام میں ہر طرف بہار ہی بہار نظر آ رہی ہے۔ یورپ، امریکہ، افریقہ غرضیکہ چار دانگِ عالم میں اسلام کی آمد آمد کے غلغلے بلند ہو رہے ہیں۔ مساجد تیار ہو رہی ہیں۔ قرآنی نغمے گونج رہے ہیں اور سعید روحیں سرتاج مدینہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں کھنچی چلی آ رہی ہیں۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ خود عالم اسلام میں ترقی اور عظمت کی ایک نئی برقی لہر دوڑ چکی ہے اور اس کی پیشانی پر چند برس پیشتر پاکستان کا درخشندہ ستارہ بھی طلوع ہو چکا ہے۔ جہاں عنقریب اسلام کے جمہوریت پسند اور عادلانہ نظام کا عملی تجربہ کیا جانے والا ہے۔

دوسری طرف صلیب پرستی کا وہ طنطنہ اس کی گذشتہ شان وشوکت اور ٹھاٹھ باٹھ سبھی رخصت ہو چکے ہیں

(باقی صفحہ ۳۲)

نتیجۂ فکر جناب عبدالمنان صاحب ناہید راولپنڈی

مہدی معہود

آ گیا تو مہدویت کی ردائے زرد میں
چشمِ ملّت میں نگاہِ اعتبار آتی نہیں

مہدئ خونی کا دیرینہ تصوّر کیا ہوا
تیرے پہلو سے صدائے کارزار آتی نہیں

ڈھونڈھتی ہے آنکھ تیری تیغِ خوں آشام کو
کان میں ھَل مِن مبارز کی پکار آتی نہیں

تیرے آنے پر چمن والے پریشاں کیوں ہوئے
اس چمن میں کیا کبھی صبحِ بہار آتی نہیں

"چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیر حرفِ ینسلون"
آنکھ کیا جو وقت آنے پر بکار آتی نہیں

"کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام"
گردِ راہوارِ امامِ کامگار آتی نہیں

آنیوالے! دیکھنے والوں نے دیکھا ہر تجھے
دامِ غفلت میں نگاہِ انتظار آتی نہیں

یا ترے آنے سے آیا موسمِ کسرِ صلیب
یا کلیسا کو ہوا یہ سازگار آتی نہیں

مختصر سایہ تہی ساماں گروہِ عاشقاں
غالب ان پر یورشِ لیل و نہار آتی نہیں

دیدۂ بینا میں زندہ ہے ترا عبداللطیفؓ
موت کے قابو میں جانِ جاں نثار آتی نہیں

اہلِ دل کو کاش یہ ناہید سمجھا دے کوئی
یہ گھڑی آئی ہے لیکن بار بار آتی نہیں

۵/۲۱ اقبال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خود نوشت سوانح حیات کا ایک قیمتی ورق

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب رئیس دتاؤلی نے ۱۸۹۵ء میں بذریعہ خط یہ درخواست کی کہ اُن کی زیر تالیف کتاب کے لئے مختصر طور پر اپنے سوانح سپرد قلم کئے جائیں جس پر حضور نے کتاب البریہ میں مندرجہ ذیل حالات زیب رقم فرمائے ——————— (محمد اشرف ناصر جودھامل بلڈنگ لاہور)

"میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمدؒ اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمدؒ تھا۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ہماری قوم مغل برلاس ہے ..... اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔ اور ان کے ساتھ قریباً دو سو آدمی ان کے توابع اور خدام اور اہل و عیال میں سے تھے۔ اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے۔ اور اس قصبہ کی جگہ میں جو اس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا × × × × × × × × × × جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ پچاس کوس بگوشۂ شمال مشرق واقعہ ہے فروکش ہو گئے جس کو انہوں نے آباد کر کے اس کا نام اسلام پور رکھا جو پیچھے سے اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا اور رفتہ رفتہ اسلام پور کا لفظ لوگوں کو بھول گیا اور قاضی ماجھی کی جگہ پر قاضی رہا اور پھر آخر قادی بنا اور پھر اس سے بگڑ کر قادیان بن گیا .....

اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔ ایک دفعہ ہندوستان کا پیادہ پا سیر بھی کیا لیکن میری پیدائش کے دنوں میں ان کی تنگی کا زمانہ فراخی کی طرف بدل گیا تھا اور یہ خدا تعالےٰ کی رحمت ہے کہ میں نے انکے مصائب کے زمانہ سے کچھ بھی حصہ نہیں لیا۔ اور نہ اپنے دوسرے بزرگوں کی ریاست اور ملک داری سے کچھ حصہ پایا بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح جن کے ہاتھ میں صرف نام کی شہزادگی بوجہ داؤد کی نسل سے ہونے کے تھی۔ اور ملک داری کے اسباب سب کچھ کھو بیٹھے تھے۔ ایسے ہی میرے لئے بھی بگفتن یہ بات حاصل ہے کہ ایسے رئیسوں اور ملک داروں کی اولاد میں سے ہوں۔ شاید یہ اس لئے کہ یہ مشابہت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پوری ہو۔ اگرچہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میرے لئے سر رکھنے کی جگہ نہیں مگر تاہم میں جانتا ہوں کہ وہ تمام صف ہمارے اجداد کی ریاست اور ملک داری کی لپیٹی گئی اور وہ سلسلہ ہمارے وقت میں آکر بالکل ختم ہو گیا۔ اور ایسا ہوا تا کہ خدا تعالیٰ نیا سلسلہ قائم کرے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ میں اس سبحانہ کی طرف سے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام

یہ الہام ہے۔ سبحان اللہ تبارک وتعالیٰ زاد مجدک
ینقطع اٰباءک ویبدء منک۔ یعنی خدا جو بہت برکتوں
والا اور بلند اور پاک ہے اس نے تیری بزرگی کو تیرے خاندان
کی نسبت زیادہ کیا۔ اب سے تیرے آباد کا ذکر قطع کیا جائے گا
اور خدا تجھ سے شروع کرے گا۔ اور ایسا ہی اس نے مجھے بشارت
دی کہ "میں تجھے برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں
سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ پھر میں پہلے سلسلہ کی طرف عود کر کے
لکھتا ہوں کہ بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی۔
کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خوان معلم
میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند
فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں۔ اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی
تھا۔ اور جب میری عمر قریباً دس برس کی ہوئی۔ تو ایک
عربی خوان مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے
جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم
خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی۔ اس لئے
ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی
صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ
بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی
بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو کے ان سے پڑھے۔ اور بعد اس کے
جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا۔ تو ایک اور مولوی صاحب
چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی
میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کیلئے
مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو
اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ
نے چاہا حاصل کیا۔ اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے
والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق
طبیب تھے۔ ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر
توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار
ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ
نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور
نیز ان کا یہ بھی مطلب تھا۔ کہ میں اس شغل سے الگ ہو کر ان کے
غموم وہموم میں شریک ہو جاؤں۔۔۔۔ اور میری طبیعت اس
طریق سے سخت بیزار تھی۔ ایک مرتبہ ایک صاحب کمشنر نے قادیان
میں آنا چاہا۔ میرے والد صاحب نے بار بار مجھ کو کہا کہ ان کی پیشوائی
کے لئے دو تین کوس جانا چاہیئے مگر میری طبیعت نے نہایت
کراہت کی اور میں بیمار بھی تھا اس لئے نہ جا سکا۔ پس یہ امر بھی
ان کی ناراضگی کا موجب ہوا۔۔۔۔۔ ایسا ہی ان کے زیر سایہ
ہونے کے ایام میں چند سال تک میری عمر کراہت طبع کے ساتھ انگریزی
میں بسر ہوئی۔ آخر چونکہ میرا جدا رہنا میرے والد صاحب پر بہت
گراں تھا۔ اس لئے ان کے حکم سے جو عین میری منشاء کے موافق
تھا۔ میں نے استعفاء دے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری
طبیعت کے مخالف تھی سبکدوش کر دیا اور پھر والد صاحب کی خدمت
میں حاضر ہو گیا۔ اس تجربہ سے مجھے معلوم ہوا کہ اکثر نوکری پیشہ
گندی زندگی بسر کرتے ہیں۔۔۔۔۔ جب میں حضرت والد صاحب
مرحوم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا۔ تو بدستور انہی زمینداری کے
کاموں میں مصروف ہو گیا۔ مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے
تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔ اور
بسا اوقات حضرت والد صاحب کو وہ کتابیں سنایا بھی کرتا تھا۔ اور
میرے والد صاحب اپنی ناکامیوں کی وجہ سے اکثر مغموم اور مہموم
رہتے تھے۔۔۔۔۔

مجھے ایک خواب میں بتلایا گیا تھا۔ کہ اب ان کے انتقال کا
وقت قریب ہے۔ میں اس وقت لاہور میں تھا جب مجھے یہ خواب آیا تھا
تب میں جلدی سے قادیان پہنچا۔ اور ان کو مرض زحیر میں مبتلا پایا۔
لیکن یہ امید ہرگز نہ تھی۔ کہ وہ دوسرے دن میرے آنے سے فوت
ہو جائیں گے۔ کیونکہ مرض کی شدت کم ہو گئی تھی۔ اور وہ بڑے استقلال
سے بیٹھے رہتے تھے۔ دوسرے دن شدت دوپہر کے وقت ہم سب عزیز
ان کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ مرزا صاحب نے مہربانی سے مجھے فرمایا
کہ اس وقت تم ذرا آرام کر لو۔ کیونکہ جون کا مہینہ تھا اور گرمی سخت پڑتی
تھی۔ میں آرام کے لئے ایک چوبارہ میں چلا گیا۔ اور ایک نوکر پیر
دبانے لگا۔ کہ اتنے میں تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھے الہام ہوا
وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ۔ یعنی قسم ہے آسمان کی جو قضاء وقدر
کا مبدء ہے اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آج آفتاب کے غروب کے بعد

نازل ہوگا۔ اور مجھے سمجھایا گیا۔ کہ یہ الہام بطور عزا پرسی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ......

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب مجھے حضرت والد صاحب مرحوم کی وفات کی نسبت اللہ جل شانہٗ کی طرف سے یہ الہام ہوا جو میں نے ابھی ذکر کیا ہے تو بشریت کی وجہ سے مجھے خیال آیا۔ کہ بعض وجوہ آمدن حضرت والد صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں پھر نامعلوم کیا کیا ابتلاء ہمیں پیش آئے گا۔ تب اسی وقت یہ دوسرا الہام ہوا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں ہے۔ اور اس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا اور فولادی میخ کی طرح میرے دل میں دھنس گیا۔ پس مجھے اس خدائے عزّ وجلّ کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے اپنے اس مبشرانہ الہام کو ایسے طور سے مجھے سچا کر کے دکھلایا کہ میرے خیال اور گمان میں بھی نہ تھا میرا وہ ایسا متکفل ہوا کہ کبھی کسی کا باپ ہرگز ایسا متکفل نہیں ہوگا۔ میرے پر اس کے وہ متواتر احسان ہوئے کہ بالکل محال ہے کہ میں ان کا شمار کر سکوں۔ اور میرے والد صاحب اسی دن بعد غروب آفتاب فوت ہو گئے۔ یہ ایک پہلا دن تھا جو میں نے بذریعہ خدا کے الہام کے ایسا رحمت کا نشان دیکھا جس کی نسبت میں خیال نہیں کر سکتا کہ میری زندگی میں کبھی منقطع ہو۔ میں نے اس الہام کو انہی دنوں میں ایک نگینہ میں کھدوا کر اس کی انگشتری بنائی۔ جو بڑی حفاظت سے اب تک رکھی ہوئی ہے۔ غرض میری زندگی قریب قریب چالیس برس کے زیر سایہ والد بزرگوار کے گذری۔ ایک طرف ان کا دنیا سے اٹھایا جانا تھا اور ایک طرف بڑے زور شور سے سلسلہ مکالمات الٰہیہ کا مجھ سے شروع ہوا۔ میں کچھ بیان نہیں کر سکتا کہ میرا کونسا عمل تھا جس وجہ سے یہ عنایت الٰہی شامل حال ہوئی۔ صرف اپنے اندر یہ احساس کرتا ہوں کہ فطرتاً میرے دل کو خدا تعالیٰ کی طرف وفاداری کے ساتھ ایک کشش ہے جو کسی چیز کے روکنے سے رک نہیں سکتی۔ سو یہ اسی کی عنایت ہے۔ میں نے کبھی ریاضات شاقہ بھی نہیں کیں۔ اور نہ زمانہ حال کے بعض صوفیوں کی طرح مجاہدات شدیدہ میں اپنے نفس کو ڈالا۔ اور نہ گوشہ گزینی کے التزام سے کوئی چلہ کشی کی اور نہ خلاف سنت کوئی ایسا عمل رہبانیت کیا جس پر خدا تعالیٰ کے کلام کو اعتراض ہو۔

بلکہ میں ہمیشہ ایسے فقیروں بدعت شعار لوگوں سے بیزار رہا۔ جو انواع واقسام کے بدعات میں مبتلا ہیں۔ ہاں حضرت والد صاحب کے زمانہ میں ہی جبکہ ان کا زمانہ وفات بہت نزدیک تھا۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمّر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجا لاؤں۔ سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا ...... اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس اُمت میں گذر چکے ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مع حسنین و علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا۔

سیرت مولانا شیر علی رض

جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی نظر میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں نے سیرت مولانا شیر علی صاحبؓ مؤلفہ ملک نذیر احمد صاحب ریاض کو پڑھا ہے۔ مؤلف نے سیرت نگاری کا بہت عمدہ اسلوب اختیار کیا ہے۔ ابتداء میں صاحب سوانح کے مختصر حالات دیکر بعد میں "ایمان افروز واقعات" کے عنوان کے ماتحت مختلف احباب کے تاثرات کو درج کیا گیا ہے۔ یہ نہایت موثر طریق ہے۔ میں اس کتاب سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ میں نے جب اپنے ایک غیر احمدی دوست کو یہ کتاب بھجوائی۔ تو انہوں نے بھی اس کی بہت تعریف کی۔

تربیتی لحاظ سے چونکہ یہ ایک بہت مفید کتاب ہے [illegible] اشاعت میں کثرت سے حصہ لینا چاہیئے۔ اور نہ صرف خود پڑھنے کی ترغیب دینی چاہیئے ٭ (دستخط) خاکسار [illegible]

حضرت مسیح موعودؑ کی پاک زندگی کا مختصر خاکہ

(از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ)

"جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے مندرجہ ذیل واقعات ذیل کے سنین میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

سنہ ۱۸۳۶ء یا سنہ ۱۸۳۷ء۔ ولادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سنہ ۱۸۴۲ء یا سنہ ۱۸۴۳ء۔ ابتدائی تعلیم از منشی فضل الٰہی صاحب۔

سنہ ۱۸۴۶ء یا سنہ ۱۸۴۷ء۔ صرف ونحو کی تعلیم از مولوی فضل احمد صاحب

سنہ ۱۸۵۲ء یا سنہ ۱۸۵۳ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی شادی (غالباً)

سنہ ۱۸۵۳ء یا سنہ ۱۸۵۴ء۔ نحو و منطق و حکمت و دیگر علوم مروجہ کی تعلیم از مولوی گل علی شاہ صاحب اور اسی زمانہ کے قریب بعض کتب اپنے والد ماجد سے۔

سنہ ۱۸۵۵ء یا سنہ ۱۸۵۶ء۔ ولادت خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب (غالباً)

سنہ ۱۸۵۷ء یا سنہ ۱۸۵۸ء۔ ولادت مرزا فضل احمد صاحب (غالباً)

سنہ ۱۸۶۴ء یا سنہ ۱۸۶۵ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رویا آنحضرت صلعم کی زیارت اور اشارات ماموریت

سنہ ۱۸۶۴ء تا سنہ ۱۸۶۸ء۔ ایام ملازمت بمقام سیالکوٹ

سنہ ۱۸۶۸ء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا انتقال۔

سنہ ۱۸۶۸ء یا سنہ ۱۸۶۹ء۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ بعض مسائل میں مباحثہ کی تیاری اور الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" جو غالباً سب سے پہلا الہام ہے۔

سنہ ۱۸۷۵ء یا سنہ ۱۸۷۶ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آٹھ یا نو ماہ تک لگاتار روزے رکھنا (غالباً)

سنہ ۱۸۷۶ء۔ تعمیر مسجد اقصیٰ۔ الہام الیس اللہ بکاف عبدہٗ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد کا انتقال۔

سنہ ۱۸۷۷ء۔ اخبارات میں مضامین بھجوانے کا آغاز (غالباً) مقدمہ از جانب محکمہ ڈاکخانہ (غالباً) سفر سیالکوٹ۔

سنہ ۱۸۷۸ء۔ انعامی مضمون رقمی پانصد روپیہ و مقابلہ آریہ سماج۔ تیاری تصنیف براہین احمدیہ (غالباً)

سنہ ۱۸۷۹ء۔ ابتداء تصنیف براہین احمدیہ و اعلان طبع و اشاعت

سنہ ۱۸۸۰ء۔ اشاعت حصہ اول و حصہ دوم براہین احمدیہ

سنہ ۱۸۸۲ء۔ اشاعت حصہ سوم براہین احمدیہ و الہام ماموریت قل انی امرتُ وانا اول المؤمنین۔

سنہ ۱۸۸۳ء۔ وفات مرزا غلام قادر صاحب برادر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سنہ ۱۸۸۴ء۔ اشاعت حصہ چہارم براہین احمدیہ۔ اشتہار اعلان دعویٰ مجددیت و اشتہار دعوت برائے دکھانے نشان آسمانی۔ تعمیر مسجد مبارک۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کرتے پر چھینٹے پڑنے کا نشان۔ نکاح حضرت ام المومنین بمقام دہلی۔

سنہ ۱۸۸۵ء لیکھرام کا قادیان میں آنا۔ قادیان کے آریوں کے ساتھ نشان آسمانی دکھانے کی قرار داد۔

سنہ ۱۸۸۶ء۔ چلہ ہوشیار پور۔ الہام درباره مصلح موعود۔ مناظرہ ماسٹر مرلی دھر بمقام ہوشیار پور۔ ولادت عصمت۔ تصنیف و اشاعت سرمہ چشم آریہ۔

سنہ ۱۸۸۷ء۔ تصنیف و اشاعت شحنہ حق۔ ولادت بشیر اول

سنہ ۱۸۸۸ء۔ پیشگوئی درباره مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری و نکاح محمدی بیگم۔ وفات بشیر اول۔ اشتہار اعلان بیعت

سنہ ۱۸۸۹ء۔ ولادت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی۔ بیعت اولیٰ بمقام لدھیانہ سفر علی گڑھ

سنہ ۱۸۹۰ء۔ تصنیف فتح اسلام و توضیح المرام

سنہ ۱۸۹۱ء۔ سفر لدھیانہ۔ اشاعت فتح اسلام و توضیح المرام۔ اعلان دعویٰ مسیحیت۔ دعوت مباحثہ بنام مخالف علماء مناظرہ مولوی محمد حسین بٹالوی بمقام لدھیانہ۔ الحق (لدھیانہ) سفر دہلی۔ تیاری مناظرہ مولوی نذیر حسین دہلوی بمقام جامع مسجد

۱۸۹۱ء - مناظرہ مولوی محمد بشیر بھوپالوی بمقام دہلی۔ الحق (دہلی)
سفر پٹیالہ - ولادت شوکت۔ وفات عصمت۔ تصنیف و اشاعت
ازالہ اوہام۔ اعلان دعویٰ مہدویت۔ طلاق زوجہ اول۔
فتویٰ کفر۔ تصنیف و اشاعت آسمانی فیصلہ۔ پہلا سالانہ جلسہ

۱۸۹۲ء - سفر لاہور۔ مناظرہ مولوی عبدالحکیم کلانوری بمقام لاہور
سفر سیالکوٹ۔ سفر جالندھر۔ وفات شوکت۔ تصنیف و
اشاعت نشان آسمانی۔ موت مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری
ابتداء تصنیف آئینہ کمالات اسلام

۱۸۹۳ء - بقیہ تصنیف و اشاعت آئینہ کمالات اسلام۔ قادیان میں
پریس کا قیام۔ دعوت مباہلہ بنام مخالفین۔ مخالفین کو آسمانی
نشان دکھانے کی دعوت۔ لیکھرام کے متعلق پیشگوئی میعادی
چھ سال۔ عربی میں مقابلہ کی دعوت۔ تصنیف و اشاعت
برکات الدعا۔ ولادت خاکسار مرزا بشیر احمد۔
تصنیف و اشاعت حجۃ الاسلام و سچائی کا اظہار۔ مناظرہ
آتھم بمقام امرتسر۔ پیشگوئی در بارہ آتھم۔ (جنگ مقدس)
مباہلہ عبدالحق بمقام امرتسر۔ تصنیف و اشاعت تحفہ
بغداد۔ و کرامات الصادقین۔ شہادۃ القرآن

۱۸۹۴ء - تصنیف و اشاعت حمامۃ البشریٰ۔ نشان کسوف و خسوف
و اشاعت نور الحق و اتمام الحجۃ۔ سر الخلافہ۔ پیشگوئی آتھم
کی میعاد گزر جانے اور آتھم کے بوجہ رجوع الی الحق کے نہ
مرنے پر مخالفین کا شور و استہزاء۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی طرف سے جوابی اشتہارات۔ تصنیف و اشاعت انوار الاسلام

۱۸۹۵ء - ولادت مرزا شریف احمد صاحب۔ تصنیف منن الرحمٰن۔
اس تحقیق کے متعلق کہ عربی ام الالسنہ ہے۔ تصنیف و اشاعت
نور القرآن۔ سفر ڈیرہ بابا نانک۔ تصنیف و اشاعت ست بچن
بابا نانک علیہ الرحمۃ کے مسلمان ہونے کی تحقیق کا اعلان۔
مسیح ناصری علیہ السلام کی قبر واقعہ سری نگر کی تحقیق کا اعلان۔
تصنیف و اشاعت آریہ دھرم۔

۱۸۹۶ء - تحریک تعطیل جمعہ۔ موت آتھم۔ ابتداء تصنیف انجام آتھم
تصنیف و اشاعت اسلامی اصول کی فلاسفی۔ نشان
جلسہ اعظم مذاہب لاہور۔

۱۸۹۷ء - اشاعت انجام آتھم۔ مخالف علماء کو نام لے کر مباہلہ کی
دعوت۔ موت لیکھرام۔ ولادت مبارکہ بیگم۔ تلاشی مکانات حضرت
مسیح موعود علیہ السلام۔ تصنیف و اشاعت استفتاء و سراج منیر
و تحفہ قیصریہ و حجۃ اللہ۔ محمود کی آمین۔ و سراج الدین عیسائی کے
سوالوں کا جواب۔ قادیان میں ترکی قونصل کی آمد۔ مقدمہ
اقدام قتل منجانب پادری مارٹن کلارک۔ مقدمہ انکم ٹیکس۔
الحکم کا اجراء امرتسر سے۔ سفر ملتان برائے شہادت۔
میموریل بخدمت وائسرائے ہند برائے اصلاح مذہبی مناقشات
ابتدائی تصنیف کتاب البریہ۔ تجویز قیام مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔

۱۸۹۸ء - قیام مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔ اشاعت کتاب البریہ۔
پنجاب میں طاعون کے پھیلنے کی پیشگوئی۔ الحکم کا اجراء قادیان
سے۔ تصنیف فریاد درد۔ تصنیف و اشاعت ضرورۃ الامام
تصنیف نجم الہدیٰ۔ تصنیف و اشاعت راز حقیقت و کشف الغطاء
جماعت کے نام رشتہ ناطہ اور غیر احمدیوں کی امامت میں نماز
پڑھنے کے متعلق احکام۔ تصنیف ایام الصلح۔

۱۸۹۹ء - اشاعت ایام الصلح۔ مقدمہ ضمانت برائے حفاظت امن۔
منجانب مولوی محمد حسین بٹالوی۔ تصنیف و اشاعت
حقیقۃ المہدی۔ تصنیف مسیح ہندوستان میں۔ ولادت
مبارک احمد۔ تصنیف و اشاعت ستارہ قیصرہ۔ جماعت
میں عربی کی تعلیم کے لئے سلسلہ اسباق کا جاری کرنا۔ تصنیف
تریاق القلوب۔

۱۹۰۰ء - مسجد مبارک کے رستہ میں مخالفین کی طرف سے دیوار کا
کھڑا کر دیا جانا۔ تصنیف تحفہ غزنویہ۔ خطبہ الہامیہ بر موقع
عید الاضحیٰ۔ بشپ آف لاہور کو مقابلہ کا چیلنج۔ تجویز عمارت
منارۃ المسیح۔ فتویٰ حرمت جہاد۔ تصنیف و اشاعت
رسالہ جہاد۔ تصنیف لجۃ النور۔ ابتداء تصنیف تحفہ گولڑویہ
تصنیف و اشاعت اربعین۔ جماعت کا نام احمدی رکھا جانا

۱۹۰۱ء - بقیہ تصنیف تحفہ گولڑویہ۔ تصنیف خطبہ الہامیہ۔ تصنیف و
اشاعت اعجاز المسیح۔ بشیرہ و شریف و مبارکہ کی آمین۔ مقدمہ
دیوار و انہدام دیوار۔

۱۹۰۲ء - رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو و انگریزی کا اجراء۔

۱۹۰۲ء۔ تصنیف و اشاعت دافع البلاء و الھدیٰ۔ تصنیف نزول المسیح۔ اشاعت تحفہ گولڑویہ و تحفہ غزنویہ و خطبہ الہامیہ و تریاق القلوب۔ البدر کا قادیان سے اجراء۔ نکاح خاکسار مرزا بشیر احمد۔ نکاح و شادی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی تصنیف و اشاعت کشتی نوح و تحفہ ندوہ۔ مناظرہ مابین مولوی سید سرور شاہ صاحب و مولوی ثناء اللہ امرتسری بمقام مد ضلع امرتسر۔ تصنیف و اشاعت اعجاز احمدی و ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی۔ مولوی ثناء اللہ کا قادیان آنا۔

۱۹۰۳ء تصنیف و اشاعت مواہب الرحمٰن۔ سفر جہلم برائے مقدمہ مولوی کرم دین۔ تصنیف و اشاعت نسیم دعوت و سناتن دھرم۔ منارۃ المسیح کی بنیادی اینٹ کا رکھا جانا۔ طاعون کا پنجاب میں زور اور بیعت کی کثرت کا آغاز۔ ولادت امۃ النصیر۔ مقدمہ مولوی کرم دین گورداسپور میں۔ شہادت مولوی عبد اللطیف صاحب شہید بمقام کابل۔ تصنیف و اشاعت تذکرۃ الشہادتین و سیرۃ الابدال۔ وفات امۃ النصیر۔

۱۹۰۴ء۔ مقدمہ مولوی کرم دین گورداسپور میں۔ سفر لاہور اور لیکچر لاہور۔ سفر سیالکوٹ اور لیکچر سیالکوٹ۔ اعلان دعویٰ مثیل کرشن۔ ولادت امۃ الحفیظ بیگم۔ فیصلہ مقدمہ مولوی کرم دین ماتحت عدالت میں۔

۱۹۰۵ء۔ مقدمہ مولوی کرم دین کا فیصلہ عدالت اپیل میں۔ بڑا زلزلہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا باغ میں جا کر قیام کرنا۔ تصنیف براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ البدر کا بدر میں تبدیل ہونا۔ وفات حضرت مولوی عبد الکریم صاحب و وفات مولوی برہان الدین صاحب جہلمی۔ تجویز مدرسہ احمدیہ قادیان۔ سفر دہلی و قیام لدھیانہ و امرتسر و لیکچر ہر دو مقامات۔ الہام قرب وصال۔ تصنیف و اشاعت الوصیت۔ تجویز قیام مقبرہ بہشتی۔

۱۹۰۶ء۔ اشاعت ضمیمہ الوصیت۔ ابتداء انتظام مقبرہ بہشتی قیام صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ تصنیف و اشاعت چشمہ مسیحی۔ تصنیف تجلیات الٰہیہ۔ شادی خاکسار مرزا بشیر احمد۔ ولادت نصیر احمد پسر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی۔ تشحیذ الاذہان کا اجراء

۱۹۰۷ء۔ تصنیف و اشاعت قادیان کے آریہ اور ہم۔ ہلاکت اراکین اخبار شبھ چنتک قادیان۔ ہلاکت ڈوئی۔ ہلاکت سعد اللہ لدھیانوی۔ تصنیف و اشاعت حقیقۃ الوحی۔ ولادت امۃ السلام دختر خاکسار مرزا بشیر احمد۔ نکاح مبارک احمد وفات مبارک احمد۔ توسیع مسجد مبارک۔ نکاح مرزا شریف احمد صاحب۔ نکاح مبارکہ بیگم۔ جلسہ وچھووالی لاہور و مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

۱۹۰۸ء۔ تصنیف و اشاعت چشمہ معرفت۔ فنانشل کمشنر پنجاب کا قادیان آنا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات۔ سفر لاہور۔ رؤسا کو تبلیغ بذریعہ تقریر۔ تصنیف لیکچر پیغام صلح۔ الہام درباره قرب وصال۔ وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام بمقام لاہور۔ قیام خلافت و بیعت خلافت بمقام قادیان۔ تدفین حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔"

(سیرۃ المہدی صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۴)

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

حضرت مسیح موعودؑ کا ہدیۂ عقیدت

لَا شَكَّ أَنَّ مُحَمَّدًا خَيْرُ الْوَرٰى

بے شک محمد صلے اللہ علیہ وسلم خیر الوریٰ

رِيْقُ الْكِرَامِ وَنُخْبَةُ الْأَعْيَانِ

برگزیدہ کرام اور چیدہ اعیان ہیں۔

تَمَّتْ عَلَيْهِ صِفَاتُ كُلِّ مَزِيَّةٍ

ہر قسم کی فضیلت کی صفتیں آپ کے وجود میں اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہیں

خُتِمَتْ بِهٖ نَعْمَاءُ كُلِّ زَمَانٍ

اور ہر زمانہ کی نعمتیں آپ کی ذات پر ختم ہیں۔

وَاللّٰهِ إِنَّ مُحَمَّدًا كَرِدَافَةٍ

اللہ کی قسم آنحضرتؐ شاہی دربار کے سب سے اعلیٰ افسر کی طرح ہیں

وَبِهِ الْوُصُوْلُ بِسُدَّةِ السُّلْطَانِ

آپ ہی کے ذریعہ سے دربارِ سلطانی میں رسائی ہو سکتی ہے

هُوَ فَخْرُ كُلِّ مُطَهَّرٍ وَمُقَدَّسٍ

آپ ہر مطہر اور مقدس کا فخر ہیں

وَبِهٖ يُبَاهِي الْعَسْكَرُ الرُّوْحَانِيْ

اور روحانی لشکر کو آپ ہی کے وجود پر ناز ہے

قَدْ مَاتَ عِيْسٰى مُطْرِقًا وَنَبِيُّنَا

عیسیٰ چپ چاپ گذر گئے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حَيٌّ وَرَبِّيْ إِنَّهٗ وَافَانِيْ

زندہ ہیں اور بخدا وہ مجھ سے ملے بھی ہیں

وَاللّٰهِ إِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ جَمَالَهٗ

قسم بخدا میں نے آپ کا جمال

بِعُيُوْنِ جِسْمِيْ قَاعِدًا بِمَكَانِيْ

دیدۂ سر سے اپنے مکان میں بیٹھے دیکھا ہے

وَرَأَيْتُ فِيْ رَيْعَانِ عُمْرِيْ وَجْهَهٗ

میں نے آغازِ جوانی میں آپ کا چہرہ دیکھا

ثُمَّ النَّبِيُّ بِيَقْظَتِيْ لَاقَانِيْ

پھر آنحضرتؐ بیداری میں بھی مجھ سے ملے

إِنِّيْ لَقَدْ أُحْيِيْتُ مِنْ إِحْيَائِهٖ

میں آپ کے زندہ کرنے سے زندہ کیا گیا ہوں

وَاهًا لِإِعْجَازٍ فَمَا أَحْيَانِيْ

سبحان اللہ کیا ہی اعجاز ہے اور میں بھی کیا خوب زندہ ہوا ہوں

يَا رَبِّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ دَائِمًا

اے میرے رب اپنے اس نبی پر ہمیشہ درود بھیج

فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْثٍ ثَانِيْ

اس دنیا میں بھی اور دوسرے بعث میں بھی۔

يَا سَيِّدِيْ قَدْ جِئْتُ بَابَكَ لَاهِفًا

میرے آقا میں سخت غمزدہ ہو کر تیرے دروازہ پر آیا ہوں

وَالْقَوْمُ بِالْإِكْفَارِ قَدْ آذَانِيْ

اور قوم نے مجھے کافر کہہ کر سخت ستایا ہے

جِسْمِيْ يَطِيْرُ إِلَيْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا

میرا جسم شوقِ غالب کے سبب تیری طرف اڑا چلا جاتا ہے

يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

اے کاش! مجھ میں اڑنے کی قوت ہوتی

حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاقِ کاملہ کی ایک جھلک

(از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ)

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اخلاق میں کامل تھے یعنی:-

آپ نہایت رؤف و رحیم تھے سخی تھے۔ مہمان نواز تھے۔ اشجع الناس تھے۔ ابتلاؤں کے وقت جب لوگوں کے دل بیٹھے جاتے تھے۔ آپ شیر نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔ عفو، چشم پوشی۔ فیاضی۔ دیانت۔ خاکساری۔ صبر، شکر۔ استغناء حیا، غضِ بصر، عفت۔ محنت۔ قناعت۔ وفاداری۔ بے تکلفی۔ سادگی۔ شفقت، ادب الٰہی۔ ادب رسول و بزرگان دین۔ حلم۔ میانہ روی۔ ادائیگی حقوق۔ ایفائے وعدہ۔ چستی۔ ہمدردی۔ اشاعت دین۔ تربیت، حسن معاشرت۔ مال کی نگہداشت، وقار، طہارت، زندہ دلی اور مزاح۔ رواداری۔ غیرت، احسان۔ حفظِ مراتب، حسن ظنی۔ ہمت اور اولو العزمی۔ خودداری۔ خوش روئی اور کشادہ پیشانی۔ کظم غیظ۔ کفِ ید و کفِ لسان۔ ایثار، معمور الاوقات ہونا، انتظام، اشاعت علم و معرفت۔ خدا اور اس کے رسول کا عشق۔ کامل اتباع رسول۔ یہ مختصراً آپکے اخلاق و عادات تھے۔

آپ میں ایک مقناطیسی جذب تھا۔ ایک عجیب کشش تھی، رعب تھا۔ برکت تھی۔ موانست تھی۔ بات میں اثر تھا۔ دعا میں قبولیت تھی۔ خدام پروانہ وار حلقہ باندھ کر آپکے پاس بیٹھتے تھے۔ اور دلوں سے زنگ خود بخود دھلتا جاتا تھا۔

بے صبری۔ کینہ۔ حسد۔ ظلم۔ عداوت۔ گندگی۔ حرص دنیا۔ بدخواہی۔ پردہ دری۔ غیبت۔ کذب۔ بے حیائی۔ ناشکری۔ تکبر۔ کم ہمتی۔ بخل۔ ترش روئی و کج خلقی۔ بزدلی۔ چالاکی۔ فحشاء۔ بغاوت۔ عجز۔ کسل۔ ناامیدی۔ ریا۔ تفاخر، ناجائز دل دکھانا۔ استہزاء۔ تمسخر۔ بدظنی۔ بے غیرتی۔ تہمت لگانا۔ دھوکا۔ اسراف و تبذیر۔ بے احتیاطی۔ چغلی۔ لگائی بجھائی۔ بے استقلالی۔ لجاجت۔ بے وفائی۔ لغو حرکات یا فضولیات میں انہماک۔ ناجائز بحث و مباحثہ۔ پرخوری۔ کن رسی۔ افشائے عیب۔ گالی۔ ایذا رسانی۔ سفلہ پن۔ ناجائز طرفداری۔ خود بینی۔ کسی کے دکھ میں خوشی محسوس کرنا۔ وقت کو ضائع کرنا۔ ان باتوں سے آپ کوسوں دور تھے۔

آپ فصیح و بلیغ تھے۔ نہایت عقلمند تھے۔ دور اندیش تھے۔ سچے تارک الدنیا تھے۔ سلطان القلم تھے۔ اور حسب ذیل باتوں میں آپ کو خاص خصوصیت تھی۔ خدا اور اس کے رسول کا عشق۔ شجاعت محنت۔ توحید و توکل علی اللہ۔ مہمان نوازی۔ خاکساری اور نمایاں پہلو آپ کے اخلاق کا یہ تھا کہ کسی کی دل آزاری کو نہایت ہی ناپسند فرماتے تھے۔ اگر کسی دوسرے کو بھی ایسا کرتے دیکھ پاتے تو منع کرتے۔

آپ نماز باجماعت کی پابندی کرنے والے۔ تہجد گذار۔ دعا پر بے حد یقین رکھنے والے۔ سوائے مرض یا سفر کے ہمیشہ روزہ رکھنے والے۔ سادہ عادات والے۔ سخت مشقت برداشت کرنے والے۔ اور ساری عمر جہاد میں گذارنے والے تھے۔

آپ نے انتقام بھی لیا ہے۔ آپ نے سزا بھی دی ہے۔ آپ نے جائز سختی بھی کی ہے۔ تادیب بھی فرمائی ہے یہاں تک کہ تادیباً بعض دفعہ بچہ کو مارا بھی ہے۔ ملازموں کو یا بعض غلط کار لوگوں کو نکال بھی دیا ہے۔ تقریر و تحریر میں سختی بھی کی ہے۔ عزیزوں سے قطع تعلق بھی کیا ہے۔ بعض خاص صورتوں میں توریہ کی اجازت بھی دی ہے۔ بعض وقت سلسلہ کے دشمن کی پردہ دری بھی کی ہے۔ مثلاً مولوی محمد حسین بٹالوی کے مہدی کے انکار کا خفیہ پمفلٹ۔ بددعا بھی کی ہے۔ مگر اس قسم کی ہر ایک بات ضرورتاً اور صرف رضاء الٰہی اور دین کے مفاد کے لئے کی ہے۔ نہ کہ ذاتی غرض سے۔ آپنے جھوٹے کو جھوٹا کہا۔ جنہیں لعین یا زنیم لکھا۔ وہ واقعی لعین اور زنیم تھے۔ جن مسلمانوں کو غیر مسلم لکھا۔ وہ واقعی غیر مسلم بلکہ اسلام کے حق میں غیر مسلموں سے بڑھ کر تھے۔

مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ آپ کے رحم اور عفو اور نرمی

اور حلم والی صفات کا پہلو بہت غالب تھا۔ یہاں تک کہ اس کے غلبہ کی وجہ سے دوسرا پہلو عام حالات میں نظر بھی نہیں آتا تھا آپ کو کسی نشہ کی عادت نہ تھی۔ کوئی لغو حرکت نہ کرتے تھے۔ کوئی لغو بات نہ کیا کرتے تھے۔ خدا کی عزت اور دین کی غیرت کے کسی کی پروا نہیں کرتے تھے۔ آپ نے ایک دفعہ علانیہ ذبّ تہمت بھی کیا۔ ایک مرتبہ دشمن پر مقدمہ میں خرچہ پڑا۔ تو آپ نے اس کی درخواست پر اُسے معاف کر دیا۔ ایک فریق نے آپ کو قتل کا الزام لگا کر پھانسی دلانا چاہا۔ مگر حاکم پر حق ظاہر ہو گیا۔ اور اس نے آپ کو کہا کہ آپ ان پر قانوناً دعویٰ کر کے سزا دلا سکتے ہیں مگر آپ نے درگذر کیا۔ آپ کے وکیل نے عدالت میں آپ کے دشمن پر اس کے نسب کے متعلق جرح کرنی چاہی۔ مگر آپ نے اُسے روک دیا۔

غرض یہ کہ آپ نے اخلاق کا وہ پہلو دنیا کے سامنے پیش کیا جو معجزانہ تھا۔ سراپا حسن تھے۔ سراسر احسان تھے۔ اور اگر کسی شخص کا مثیل آپکو کہا جا سکتا ہے تو وہ صرف محمد رسول اللہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور بس۔

آپ کے اخلاق کے اس بیان کے وقت قریباً ہر خلق کے متعلق میں نے دیکھا۔ کہ میں اس کی مثال بیان کر سکتا ہوں۔ یہ نہیں کہ میں نے یونہی کہہ دیا ہے۔ میں نے آپکو اس وقت دیکھا جب میں دو برس کا بچہ تھا۔ پھر آپ میری ان آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے۔ جب میں ۲۷ سال کا جوان تھا۔ مگر میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپ سے بہتر آپ سے زیادہ خلیق آپ سے زیادہ نیک آپ سے زیادہ بزرگ آپ سے زیادہ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوا۔ اور ایک رحمت کی بارش تھے۔ جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی۔ اور اُسے شاداب کر گئی۔ اگر حضرت عائشہ رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بات سچی کہی تھی کہ کان خُلقُہُ القراٰن۔ تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ کان خلقہٗ حب محمدٍ واتباعہٖ علیہ الصلوٰۃ والسلام ؎

(سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۳۰۵ تا ۳۰۸)

اے مرے ماہِ تمام!

اے مسیحِ قادیاں اے مہدیٔ آخر زماں
اے کہ جس کے نور سے کافور ہیں تاریکیاں

اے کہ جس کے جلوۂ تاباں پہ مہر و مہ نثار
باغِ احمدؐ میں ہے آئی تیرے آنے سے بہار

اے کہ جس کا کام ہر دم خدمتِ اسلام تھا
دیں کی خاطر جاں بلب تھا وقفِ صد آلام تھا

اے کہ جس کے سامنے جادو بیاں بھی تھے خموش
تیرے آگے ہیچ تھے عقل و خرد جوش و خروش

اے کہ جس کو خود خدا نے کثرتِ اعجاز دی
اس نے ہی بامِ ثریا تک تجھے پرواز دی

تیری تائیدوں میں تھے ارض و سما صبح و مسا
اے کہ جس کا ہر بیاں، ہر قول تھا معجز نما

تیرے آگے ہاتھ جو اٹھا وہیں شل ہو گیا
جس نے دیکھا روئے تاباں نیم بسمل ہو گیا

دی فلک سے مہرِ عالمتاب نے تیری خبر
تیری آمد پر زمیں بھی ہو گئی زیر و زبر

اے کہ جس نے پھر سے عالم کو دیا وحدت کا جام
تیرے آنے سے ہوا تثلیث کا قصہ تمام

اے کہ جو اخلاق میں آقا کی اک تصویر تھا
دشمنانِ دینِ احمدؐ کے لئے شمشیر تھا

تجھ پہ ہو رحمت خدا کی اے مرے ماہِ تمام
تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام اے خادمِ خیر الانام

عبدالسلام ظافر
بھکھری

از قلم مبلغ اسلام جناب مولانا محمد شریف صاحب
سابق مبلغ فلسطین

حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ غلبۂ اسلام کے روح افزا نظارے

آج کل "اسلام" کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

اوّل - وہ شریعت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور قرآن مجید میں مدوّن اور محفوظ ہے۔ اور آپؐ کا وہ عمل جو آپ نے اس شریعت کے احکام کی روشنی میں کر کے دکھایا جسے سنت کہا جاتا ہے اور احادیث کی ثقہ اور معتبر کتابوں میں درج ہے۔

دوم - اسلام کے ماننے والوں یعنی مسلمانوں کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جو اس وقت دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

ہمارے نزدیک اسلام کے پہلے معنے حقیقی ہیں اور دوسرے معنے مجازی ہیں۔

جس وقت حضرت میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام (۱۲۵۰ھ ۔ ۱۸۳۵ء) اور سن رشد کو پہنچے (۱۲۹۰ھ ۔ ۱۸۷۵ء) اس وقت اسلام کی پہلے معنوں کے رو سے کیا حالت تھی؟ حاجت بیان نہیں! قرآن مہجور ہو گیا تھا۔ اور مسلمانوں کی اس کی طرف بالکل توجہ نہیں تھی۔ تمام عالم اسلامی قرآن شریف کی ان تفسیروں پر اکتفاء کر چکا تھا۔ جو اس وقت سے صدیوں پہلے لکھی جا چکی تھیں اگر کسی آیت کے معنوں میں اختلاف ہو جاتا۔ تو انہی گذشتہ تفاسیر کی طرف رجوع کیا جاتا۔ اور کسی آیت یا کسی لفظ کے وہی معنے درست سمجھے جاتے جو کسی پہلی تفسیر میں موجود ہوتے۔ اور ہر نئے معنوں یا ہر نئی تفسیر کو تحریف فی القرآن کا لقب دے کر رد کر دیا جاتا اور ایسے معنے یا تفسیر کرنے والے کو ملت اسلامیہ سے خارج قرار دے دیا جاتا۔ یا کم از کم اُسے "غیر مقلد" شمار کر کے "ملحد" قرار دے دیا جاتا۔ اور ان فروعی مسائل میں جو اجتہاد کا رنگ رکھتے ہیں اور زمانہ کے تبدیل ہو جانے کی وجہ سے تبدیلی کے مقتضی ہیں۔ اور فقہ کی کتابوں میں درج ہیں۔ ان میں بھی یہی مذکورہ بالا طریق اختیار کیا گیا۔ کہ جو کچھ سینکڑوں سال قبل فقہ کی کتابوں میں لکھا گیا وہی خیال کیا جاتا۔ اور حدیث کا بھی یہی حال تھا۔ کہ جو کچھ حدیث کی پہلی شرحوں میں گذشتہ علماء کرام اور محدثین لکھ گئے۔ وہی الہام ربانی شمار کیا گیا۔ اور روایت کے علم پر تو زور دیا گیا۔ مگر درایت یعنی عقل سے اس کی پیمائش اور مطابقت کو بکلی نظر انداز کر دیا گیا۔

یہ مسلمانوں کے علماء کرام کی حالت کا مختصر بیان ہے۔ مگر اسلام کے ساتھ جو سلوک اس کے بالمقابل اغیار کی طرف سے ہو رہا تھا۔ وہ یہ تھا۔ کہ اسلام کے دشمنوں نے قرآن شریف اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے اعتراضات کا نشانہ بنا رکھا تھا۔ سوامی دیانند جی کی کتاب ستیارتھ پرکاش کا چودھواں سمولاس (باب) اب بھی وہ زمانہ یاد دلا رہا ہے جس میں سورۃ فاتحہ کی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے لے کر سورۃ والناس تک اعتراضات کا انبار جمع کر دیا گیا ہے۔ اور پادری فانڈر کی کتاب (میزان الحق) عیسائیوں کے لئے اس بارہ میں ایک شاہکار ہے۔ "اُمّہات المومنین" اس یاد کو تازہ کر رہی ہے۔ جو ضعیف احادیث کو سند اور حجت بنا کر نبی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو نقصان پہنچانے کے لئے لکھی گئی تھی۔ نیز پادری عماد الدین کی کتابیں اور مصر میں قائم شدہ مَطْبَعَۃُ النِّیْلِ الْمَسِیْحِیَّۃ (Christian Nile Press.) کی عربی کتب اور بیروت (لبنان) کے مَطْبَعَۃُ الْآبَاءِ الْیَسُوْعِیِّیْن کی

عربی کتب اور یورپ کے بہت سے مستشرقین اور فلسفیوں کی یورپین زبانوں میں کتابیں اس بات کا زندہ ثبوت ہیں۔ کہ ۱۲۷۰ھ یا ۱۲۹۰ھ تک اسلام یعنی قرآن شریف کی وہی حالت ہو چکی تھی۔ جو کربلاء کے میدان میں حضرت حسین رضؓ کی تھی۔

اور اگر اسلام کے دوسرے معنوں کے لحاظ سے دیکھا جائے۔ تو حالت اس سے بھی ناگفتہ بہ تھی۔ دنیا میں سب ممالک سے زیادہ مسلمانوں کی آبادی ہندوستان میں تھی۔ (دس کروڑ مسلمان) ہندوستان کے بعد انڈونیشیا میں (پانچ کروڑ مسلمان) اور انڈونیشیا کے بعد عرب ممالک میں (ساڑھے چار کروڑ) ان ہر سہ ممالک کے علاوہ بھی دنیا کے دیگر ممالک میں بھی مسلمان تھے۔ مگر ان ممالک میں مسلمانوں کی تعداد کو ان سے کوئی نسبت نہ تھی۔ مگر دنیا کا وہ ملک جس میں سب ممالک سے زیادہ مسلمانوں کی آبادی تھی (سواد اعظم) یعنی ہندوستان، وہ انگریزوں کا غلام بن چکا تھا۔ اور انڈونیشیا ہالینڈ کا غلام تھا۔ مصر سوڈانی مہدی کی بدولت انگریزوں کے قبضہ میں جا چکا تھا۔

عرب ممالک میں گو ترکوں کی حکومت تھی اور ایک عظیم الشان اسلامی سلطنت سمجھی جاتی تھی۔ مگر وہ بھی آہستہ آہستہ چراغ سحری کی طرح ماند پڑ رہی تھی۔ اور مملکت سلیمانی سے مشابہ تھی۔ جو بظاہر تو قوی نظر آتی تھی مگر درحقیقت اس عصا سے مشابہ تھی جو کرم خوردہ ہو اور اپنے ٹوٹنے کے لئے ذرا سا بہانہ چاہتا ہو۔ بلقان اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ شمالی افریقہ کی مسلم آبادی والے علاقے اس کے ہاتھ سے ایک ایک کر کے نکل چکے تھے اور یورپین طاقتوں اور حکومتوں کے لئے مال غنیمت بن چکے تھے۔ اور خود عربوں اور ترکوں کی آپس میں مخالفت اور مزاحمت تھی۔ نہ ترک عربوں کو اپنے ہم پایہ سمجھتے تھے اور نہ عرب ترکوں کو اپنی خاطر خاطر میں لاتے تھے۔ جس کا نتیجہ پہلے زلزلۂ عظیمہ (جنگ عظمیٰ) کے بعد دنیا پر ظاہر ہو گیا۔ کہ عربوں نے ترکوں کا ساتھ چھوڑ کر ترکوں کو بھی یورپین قوموں کے جال میں پھنسا دیا۔ اور خود بھی انگریزوں اور فرانسیسیوں اور رومیوں (اٹالین) کے پنجہ میں پھنس گئے۔ اور نہ صرف یہ کہ تمام مسلمان یورپین قوموں کے غلام بن گئے تھے بلکہ تمام دینی اور دنیاوی علوم سے بھی بہرہ ور نہ تھے۔

خانہ جنگی۔ ناخواندگی۔ مفلسی اور فاقہ کشی تمام عالم اسلام میں خیمہ زن تھی۔ اور اسلام اور مسلمان اس حقیقت ثابتہ کے مصداق تھے:—

"مے سزد گر خوں ببارد دیدۂ ہر اہل دین
بر پریشاں حالیٔ اسلام و قحط المسلمین
دین حق را گردشے آمد صعیبناک و سہمگین
سخت شورے او فتاد اندر جہاں از کفر و کین
آنکہ نفس اوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب
مے تراشد عیب ہا در ذات خیر المرسلین
آنکہ در زندان ناپاکی ست محبوس و اسیر
ہست در شان امام پاکبازاں نکتہ چیں
تیر بر معصوم می بارد خبیثِ بدگہر
آسماں را می سزد گر سنگ بارد بر زمین

ایسے تاریک و تار ماحول میں اور نازک ترین ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔ اور آپ کو کہا گیا:—

"اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ"

یعنی خدائے رحمان ہی ہے جس نے خود تجھے قرآن شریف سکھلایا ہے۔ تا تو ان لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراوے۔ جن کے باپ دادے اس عذاب سے نہیں ڈرائے گئے۔ اور تا تیرے ذریعہ مجرموں کو پتہ لگ جائے کہ جس راہ پر وہ چل رہے ہیں وہ راہ درست نہیں۔ اور ان کو سزا ضرور مل کر رہے گی" اور اس کے علاوہ بھی آپ پر بہت سے انکشافات کئے گئے جو براہین احمدیہ کے تیسرے اور چوتھے حصہ میں درج ہو کر ۱۸۸۲ء۔ ۱۸۸۴ء سے دنیا میں شائع شدہ ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے:—

"يُحْيِي الدِّيْنَ وَيُقِيْمُ الشَّرِيْعَةَ"

یعنی آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو زندہ کرے گا۔ اور شریعت محمدیہ کو دنیا میں رائج کرے گا"

اور آپ کے دل میں جو درد اسلام کو زندہ کرنے کیلئے تھا وہ آپ کا اس دعا سے ظاہر ہے۔ جو آپ کی کتاب

آئینہ کمالات اسلام کے شروع میں درج ہے :-

"رَبِّ اَحْیِ الْاِسْلَامَ بِجُھْدِیْ وَھِمَّتِیْ وَدُعَائِیْ وَکَلَامِیْ وَ اَعِدْ بِیْ سَحْنَتَہٗ وَحِبْرَہٗ وَسِبْرَہٗ وَمَزِّقْ کُلَّ مُعَانِدٍ وَّکِبْرَہٗ۔ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی"۔ صفحہ ۶

کہ اے میرے خدا تو میری دعاؤں اور ہمت اور کوششوں اور کلام کے ذریعہ اسلام کو زندہ کر دے۔ اور میرے ذریعہ اس کے رنگ اور روپ اور شکل اور حسن کو دوبارہ پہلے رنگ میں لے آ۔ اور اس کے ہر ایک دشمن کو پارہ پارہ کر دے۔ اور ان کے تکبر اور غرور کو توڑ دے۔ اے میرے خدا! تو مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردے زندہ کرتا ہے"۔

مگر مومن نہ تو اسباب کے جمع کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور نہ ہی دعا یعنی خدا سے مدد مانگنے سے غافل ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کی کوششوں کا جو براہین احمدیہ (۱۸۸۰ء) سے شروع ہوئیں۔ اور چشمۂ معرفت (۱۹۰۸ء) پر ختم ہوئیں۔ اور آپ کی دعاؤں کا ہی یہ ثمرہ آج دنیا میں نظر آ رہا ہے کہ قرآن شریف دوبارہ زندہ ہو گیا ہے۔ اور اس کی تفاسیر مختلف زبانوں میں آپ کی جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہو رہی ہیں۔ اور نہ صرف جماعت احمدیہ کی طرف سے ہی بلکہ ان علماء کرام کی طرف سے بھی نئی تفاسیر شائع ہو رہی ہیں۔ جو پہلے ہر نئی تفسیر کرنے کی وجہ سے کفر و الحاد کے فتوے دیا کرتے تھے۔

احادیث اب روایت کے رنگ سے نکال نکال کر درایت کی طرف لائی جا رہی ہیں۔ اور علماء کرام کے بورڈ ز اجتہادی مسائل کی از سر نو تدوین کرنے میں مشغول ہیں۔ اور اب "قَالَ فُلَانٌ" کی بجائے "قرآن اور سنت" کی طرف آ رہے ہیں۔ اور ہمارے پاکستان کے علماء نے تو "قرآن و سنت" پر اب گذشتہ چند سالوں سے اس قدر زور دیا ہے کہ اتنا زور کسی دوسرے اسلامی ملک میں نہیں دیا گیا۔ اور یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوششوں کا ہی نتیجہ اور آپ کی توجہات کا ہی عکس ہے اور وہی قرآن شریف جو مہجور تھا۔ آج جماعت احمدیہ کی طرف سے دنیا کے بادشاہوں اور پریذیڈنٹوں کو ان کی زبانوں میں بطور تحفہ پیش کیا گیا ہے۔ اور اسلام کی دلکش تعلیم مختلف زبانوں میں تمام دنیا میں شائع ہو رہی ہے۔ اور آپ کی جماعت کے ذریعے ساری دنیا میں اسلام کی منادی ہو رہی ہے۔ اور یورپ کے نیک بخت گورے اور امریکہ کے سعید سفید اور کالے اور افریقہ کے نیک طینت سیاہ فام انسان اور ایشیا کے بنی آدم آپ کی جماعت کے سرفروش (واقف زندگی) مجاہدوں کے ذریعہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہے ہیں۔ اور ان ممالک میں آپ کی جماعت کی تعمیر کردہ مساجد سے

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کی پانچ وقت روزانہ ندائیں بلند ہو رہی ہیں۔ اور وہی اسلام پر حملہ کرنے والے اور انجیلوں اور ستیارتھوں کے وعظ کرنے والے اور مکہ معظمہ پر ادوم کا جھنڈا گاڑنے کے مدعی ایسے دم بخود ہوئے ہیں کہ ان پر ؎

نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن

پورے طور پر صادق آ رہا ہے۔

مسلمان غلامی کی زنجیروں سے رہا ہو چکے ہیں۔ سرزمین ہندوستان کے اندر دنیا میں سب سے بڑی اسلامی جمہوریت "پاکستان" کے نام سے بن گئی ہے۔ انڈونیشیا آزاد ہو کر دنیا میں دوسرے درجہ کی اسلامی جمہوریت بن چکی ہے تمام عربی ممالک حجاز۔ مصر۔ سوڈان۔ اردن۔ لبنان۔ شام۔ عراق وغیرہ آزاد ہو کر پاکستان کے دوش بدوش کھڑے ہیں۔ ٹرکی آزاد جمہوریت ہے۔ ایران آزاد ہے۔ شمالی افریقہ کے بعض مسلمان علاقے آزاد ہو چکے ہیں۔ اور باقی آزاد ہونے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ اور مغربی افریقہ کے مسلمان بھی نیشنل حکومتیں بنا رہے ہیں۔ اور تمام دنیا کے مسلمان علم و عمل کی راہ پہ گامزن ہو چکے ہیں۔

الغرض اسلام جو آج سے ستر سال قبل (۱۸۸۶ء) مغلوب ہو چکا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں اور کوششوں کے ذریعہ ۱۳۷۵ھ تک غالب آ گیا ہے۔ اور کوئی نہیں جو اس حقیقت نیرہ کا انکار

نتیجۂ فکر جناب نسیم سیفی صاحب لیگوس (افریقہ)

تبدیلی

یا تو خُم کے خُم پی جانے پر بھی مَیں باہوش رہا تھا
یا اب اُن کی ایک نظر سے بے خود ہو کر جھوم رہا ہوں

یا تو ماہ و انجم کی محفل سے بھی کترا کر گذرا
یا اب خاک کے ذرّے ذرّے کو آنکھوں سے چُوم رہا ہوں

یا تو منزل خود چل کر ان قدموں میں آجاتی تھی
یا اب یہ حالت ہے اپنی صحرا صحرا گھوم رہا ہوں

یا تو اکثر تھام لیا کرتا تھا صبح و شام کی گردش
یا اب صبح و شام کی زد میں آکر میں بھی گھوم رہا ہوں

یا تو رندانہ کیفیت میں بھی تھا اک سدِّ سکندر
یا اب زُہد کا جامہ اوڑھے صحنِ حرم میں جھوم رہا ہوں

تبدیلی اور وہ بھی ایسی کون کہے کیا بات ہوئی ہے
رات گئی دن چڑھ آیا، یا دن ڈوبا اور رات ہوئی ہے

"تحریک ختمِ نبوت" کے پرجوش علمبردار اور مشہور روزنامہ "آزاد" کی قلم سے

دو حیرت انگیز اعترافات

حضرت آدمؑ سے لے کر اس وقت تک اگر کسی شخص کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تعریف بیان کرنے کی توفیق ملی ہے تو وہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں؟

(۱)

"حضور علیہ السلام کی تعریف تو انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر قیامت تک کسی مرسل اور کسی بشر کی طاقت نہیں کہ آپ کی تعریف کر سکے۔ مرسلین کے بعد حضور کے اصحاب و تابعین کا شمار ہے۔ اور ان کا بھی یہی حال ہے۔ باقی اُمت تو کسی شمار و قطار میں نہیں۔ بہر حال اولیاء کرام اور صوفیائے عظام کو راہ عرفان میں جو کچھ مشاہدات پیش آتے ہیں وہ حضور کے نور مقدس سے ہی توسل رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں علمائے کرام نے حضور کی جو تعریف کی ہے۔ وہ آپ کے اسوۂ حسنہ اور علم الحدیث سے ماخوذ ہے... ورنہ حضور کی تعریف یہی ہے (جو حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی طبع اول کے صفحہ ۲۱۲ پر فرمائی ہے اور اگلے صفحہ پر درج ہے۔ ناقل) ؎

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

(آزاد ۲۹ دسمبر ۱۹۵۰ء)

انگریزی حکومت کے عہد میں قیام سلطنت کی آرزوئیں حضرت مسیح موعود کی بلند پردازی اور اولوالعزمی کا پتہ دیتی ہیں۔

(۲)

"مرزا صاحب کا پہلا الہام ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں ہوا۔ یہ تھا کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ گو بادشاہوں کی متابعت کا کشف یا خواب کبھی پورا نہ ہو لیکن اس سے کم از کم مرزا صاحب کی ذہنی کیفیت۔ ان کے خیالات کی بلند پروازی اور ان کی اولوالعزمی کا ضرور پتہ ملتا ہے۔ آخر کیوں نہ ہو۔ قوم کے مغل تھے۔ اور رگوں میں تیموری خون دوڑ رہا تھا۔ میرے خیال میں مرزا صاحب نے قیام سلطنت کی جن آرزوؤں کو اپنے دل میں پرورش کیا۔ وہ قابلِ صد ہزار تحسین تھیں"

(آزاد ۲۴ نومبر ۱۹۵۰ء)

محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

عجب نوریست در جانِ محمدؐ — عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف — کہ گردد از محبّانِ محمدؐ

عجب دارم دلِ آں ناکساں را — کہ رو تابند از خوانِ محمدؐ

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم — کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

خدا زاں سینہ بیزار است صد بار — کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

خدا خود سوزد آں کرمِ دنی را — کہ باشد از عدوّانِ محمدؐ

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس — بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت — بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش — محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ — دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم — نثارِ روئے تابانِ محمدؐ

دریں رہ گر کشندم ور بسوزند — نتابم رو ز ایوانِ محمدؐ

بکارِ دیں نترسم از جہانے — کہ دارم رنگ ایمانِ محمدؐ

بسے سہل است از دنیا بریدن — بیادِ حسن و احسانِ محمدؐ

فدا شد در رہش ہر ذرۂ من — کہ دیدم حسنِ پنہانِ محمدؐ

دگر استاد را نامے ندانم — کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں

عصر حاضر کے نامور مسلم زعماء کا خراجِ عقیدت

۱۔ "امام الہند" مولانا ابوالکلام آزاد

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا۔ اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جسکی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے۔ اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا۔۔۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق نہ حاصل کیا جائے۔ ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندانِ تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں۔ تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بہت بڑا شخص اُن سے جدا ہو گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی، خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے۔

۔۔۔۔ مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و منزلت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے ۔۔۔۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔"

"غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنیوالی نسلوں کو گراں بار احسان رکھے گی۔ کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی صف اول میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا۔ جو اس وقت تک مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔"

(مرزا صاحب کی) "اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیوں کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے۔ جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اُنکی جان تھا۔ اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس خطرناک حملہ کی زد سے بچ گئے۔ بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔۔۔۔ اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے

اسلام کی خاص خدمت انجام دی۔"

(اخبار وکیل امرتسر مئی ۱۹۰۸ء)

۲۔ شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال:۔

"یہ فی الفور واضح ہو جائیگا۔ کہ مصنف نے ہیگل کی جدلیات کے بنیادی پہلو کو نمایاں طور پر اس کے بہت پہلے ہی بیان کر دیا ہے۔ اور کس طرح اسی کے نظریہ Logos پر زور دیا ہے اور یہ نظریہ ایسا ہے جو دقیق نگاہ اسلامی مفکرین کو ہمیشہ مرغوب رہا ہے۔ موجودہ زمانہ میں یہ نظریہ مرزا غلام احمد قادیانی نے از سر نو پیش کیا ہے جو غالباً جدید ہندی مسلمانوں میں سب سے بڑے دینی مفکر ہیں۔"

رسالہ انڈین اینٹی کویری جلد ۲۹ ستمبر ۱۹۰۰ء ص ۲۳۷

(انگریزی سے ترجمہ)

۳۔ میرزا حیرت صاحب دہلوی:۔

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں۔ وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی۔ کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔ ..... اگرچہ مرحوم پنجابی تھا۔ مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی۔ کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندیٔ ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں۔ اس کا پُر زور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے۔ اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ ..... اس نے ہلاکت کی پیشگوئیوں۔ مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کی آگ میں سے ہو کر اپنا رستہ صاف کیا۔ اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا۔"

(کرزن گزٹ یکم جون ۱۹۰۸ء)

۴۔ مفکر احرار چوہدری افضل حق صاحب:۔

"آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسد بے جان تھا۔ جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی۔ ..... مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی۔ ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا۔ اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب کا دامن فرقہ بندی کے داغ سے پاک نہ ہوا۔ تاہم اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا۔ جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔"

(فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں ص ۴۶)

قرارداد تعزیت

مجلس خدام الاحمدیہ لاہور صاحبزادہ عبدالسلام صاحب عمر کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتی ہے۔ صاحبزادہ صاحب مرحوم سلسلے کے مخلص خادموں میں تھے۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے فرزند اکبر ہونے کی وجہ سے ہمارے لئے بے حد محترم اور قابل عزت بزرگ تھے۔

مجلس لاہور اس موقع پر مرحوم کے پسماندگان سے ہمدردی کے گہرے جذبات کے ساتھ اظہار تعزیت کرتی ہے اور دعا کرتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام۔ محمود احمد میرزا

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور

مرتبہ جناب مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا انقلاب انگیز لٹریچر

ایک طائرانہ نظر میں

زیر نظر مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف کا نہایت مختصر رنگ میں تعارف کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ وقت کم ہونے کی وجہ سے زیادہ تحقیق نہیں کیجا سکی حضور کی انہی مطبوعہ تحریروں۔ تقریروں۔ مقتبسات اور اشتہارات کے مجموعوں کے بیان کرنے پر اکتفاء کی گئی ہے جو مرکزی لائبریری سے دستیاب ہو سکے۔ ورنہ آپ کی بعض اور ایسی تحریریں بھی ہیں جو علیحدہ شکل میں دنیا کے سامنے آچکی ہیں اور آئندہ بھی زمانہ کی ضرورت کے مطابق انہیں مختلف رنگوں میں پیش کیا جاتا رہیگا:

۱۔ **براہین احمدیہ ہر چہار حصص**:۔ پہلا اور دوسرا حصہ ۱۸۸۰ء میں تیسرا حصہ ۱۸۸۲ء اور چوتھا حصہ ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا۔ ان میں آریہ مذہب۔ عیسائیت۔ برہمو اور دہریوں کا رد کیا گیا ہے۔ اور اسلام پر وارد ہونے والے ہر قسم کے اعتراضات کا جواب نہایت معقول رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تائیدات سماوی اور شواہد اسمانی سے ذریعہ صداقت اسلام کو ثابت کیا گیا ہے اور قرآن کریم کی بعض آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کتاب میں مندرج دلائل کو توڑنے والے یا ان کے مقابل اتنے دلائل بلکہ ان کا نصف یا ثلث یا ربع یا خمس اپنے مذہب کی تائید میں پیش کرنے والے کے لئے اپنی ساری جائداد مالیتی دس ہزار روپیہ پیش کی ہے۔

اسی معرکۃ الآراء کتاب کو دیکھ کر لدھیانہ کے نامور صوفی حضرت صوفی احمد جان صاحب بے ساختہ پکار اٹھے تھے سے

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نظر — تم مسیحا بنو خدا کے لئے

۲۔ **سرمہ چشم آریہ**:۔ ۱۸۸۶ء میں ہوشیار پور میں قیام کے دوران میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مباحثہ مشہور آریہ مناظر لالہ مرلی دھر سے ہوا۔ وہ تمام مناظرہ مع جواب الجواب کے اس کتاب میں درج ہے۔ کتاب کے آخر میں ایک مقدمہ میں قانون قدرت۔ معجزات کے باہمی تعلق اور خلاف عقل اور بالا تر از عقل کے مابہ الامتیاز پر لطیف بحث کی گئی ہے یہ کتاب ۱۸۸۶ء میں ہی شائع ہوئی۔ اس کتاب کا جواب لکھنے والے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پانصد روپیہ کا انعام مقرر کیا ہے۔

۳۔ **شحنہ حق**:۔ سن اشاعت اپریل ۱۸۸۷ء۔ صرف چار پانچ گھنٹوں میں تصنیف کی گئی۔ اس میں آریوں کے تمام اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ اور ویدوں کی حقیقت کو بے نقاب کیا گیا ہے۔

۴۔۵: **فتح اسلام و توضیح مرام**:۔ یہ دونوں کتب ۱۸۹۰ء میں تصنیف کی گئیں اور ۱۸۹۱ء کی ابتداء میں لدھیانہ سے شائع ہوئیں۔ ان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعاوی کی تائید میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے دلائل اور براہین پیش کئے ہیں۔ موخر الذکر کتاب میں سورۃ والشمس کی تفسیر بیان کی گئی اور نزول ملائکہ پر بحث کی گئی ہے۔

۶۔ **ازالہ اوہام ہر دو حصص**:۔ دونوں حصے ۱۸۹۱ء میں شائع ہوئے۔ ان میں وفات مسیح پر تیس آیات قرآنیہ پیش کی گئی ہیں۔ نیز

آپ نے اپنے دعویٰ مسیحیت پر سیر کن بحث کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ کہ آپ ہی وہ مہدی ہیں جس نے اس زمانہ میں مبعوث ہونا تھا۔ دجال اور یاجوج ماجوج کی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ اور اس ضمن میں بعض آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

۷۔ **الحق لدھیانہ:**۔ جولائی ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے درمیان قرآن کریم اور حدیث کے مقدم و موخر ہونے پر ایک تحریری مباحثہ ہوا اس مباحثہ کی ساری کارروائی اس کتاب میں درج ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریرات میں قرآن کریم اور احادیث کے باہمی تعلق اور ان کے مراتب پر سیر کن بحث کی ہے کتاب ستمبر ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی۔

۸۔ **الحق دہلی:**۔ ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی کے درمیان حیات و ممات مسیح کے موضوع پر مباحثہ ہوا تھا۔ اس مباحثہ کی ساری کارروائی اس کتاب میں درج ہے کتاب کا سن اشاعت ۱۹۰۵ء ہے۔

۹۔ **آسمانی فیصلہ:**۔ دسمبر ۱۸۹۱ء میں شائع ہوئی۔ اس میں مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کو تحریری مباحثہ کی دعوت دی گئی ہے۔ مومن کامل کی چار علامات جو بطور کسوٹی کے ہیں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ دعا کے ذریعہ مخالفین سے فیصلہ کرنے کی تجویز کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور استخارہ کا طریق بیان کیا گیا ہے۔

۱۰۔ **نشان آسمانی:**۔ ۲۶ رمئی ۱۸۹۲ء کو شائع ہوئی۔ اس میں حضرت اقدس نے اپنے متعلق متعدد اولیاء اور ملہمین کی پیشگوئیاں درج فرمائی ہیں۔

۱۱۔ **آئینہ کمالات اسلام:**۔ ۱۸۹۲ء میں تصنیف کی گئی اور فروری ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔ اس میں اسلام کی صحیح تعریف کی ہے اور اس پر عمل کرنے سے انسان کو جو درجات ملتے ہیں شرح اور بسط سے بیان کئے گئے ہیں۔ مدارج فنا۔ بقا اور لقاء پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیچریت کی تردید میں دلائل دئے گئے ہیں۔ اور استجابت دعا پر بحث کی گئی ہے۔

اس کے آخر میں متعدد اشتہارات اور دعوت نامے درج ہیں ان میں سے زیادہ اہم التبلیغ ہے جو عربی زبان میں ہے۔ اس میں عرب و عجم کے پیروں۔ سجادہ نشینوں۔ مولویوں۔ زاہدوں اور صوفیاء کو بدعات ترک کرکے امام وقت کا ساتھ دینے کی دعوت دی گئی ہے۔

۱۲۔ **برکات الدعاء:**۔ ۲۰ راپریل ۱۸۹۳ء کو شائع ہوئی اس میں دعا کے فوائد۔ اس کی ضرورت اور طریق قبولیت بیان استجابت دعا پر زبردست دلائل درج ہیں۔ اور حضرت اقدس نے اپنی ذات کو بطور گواہ پیش کیا ہے نیز وہ تمام طریق درج فرمائے ہیں جن کے ذریعہ انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں بندہ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

۱۳۔ **حجۃ الاسلام:**۔ ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔ اس میں عیسائیت کی تردید میں متعدد دلائل دئے گئے ہیں۔ پادری ہنری مارٹن کلارک اور دوسرے پادریوں کو دعوت اسلام دی گئی ہے اور بدلائل واضح کیا گیا ہے۔ کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے۔ جو زندہ بابرکت اور آسمانی روشنی رکھنے والا ہے۔

جنگ مقدس کی وجوہات اور شرائط درج کی گئی ہیں اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے تکفیر سے باز آجانے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔

۱۴۔ **جنگ مقدس:**۔ اس میں امرتسر کے ایک مباحثہ بین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ڈپٹی عبداللہ آتھم منعقدہ ۲۲ رمئی تا ۲۵ رجون ۱۸۹۳ء کی کارروائی درج ہے۔ اور اسی سال شائع ہوئی۔ حضرت اقدس نے اپنی تحریرات میں عیسائیت کی طرف سے اسلام پر وارد ہونے والے سب سوالوں کا جواب دیا ہے۔ عیسائیت کے عقائد کی تردید کرتے ہوئے جبر و قدر اور ایمان بالجبر کے متعلق بحث کی ہے قرآن کریم کے خدائی کلام اور کامل کتاب ہونے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت میں متعدد دلائل درج ہیں نیز اس میں عبداللہ آتھم کے متعلق مشہور پیشگوئی بیان کی گئی ہے۔

۱۵۔ **تحفہ بغداد:**۔ سید عبدالرزاق قادری بغدادی کے بعض اشتہارات اور خطوط کے جواب میں ۱۸۹۳ء میں عربی زبان میں شائع کی گئی۔ اس میں وفات مسیح۔ نزول المسیح اور ختم نبوت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اس امت میں مکالمات الٰہیہ کے سلسلہ

اور اپنے دعوے کے ثبوت میں دلائل دئے گئے ہیں۔ آخر میں ایک دعائیہ قصیدہ درج ہے۔

۱۶۔ شہادۃ القرآن:۔ عطا محمد نامی ایک نیچری (یا چکڑالوی) کے ایک خط کے جواب میں ۱۸۹۳ء میں تصنیف کی گئی۔ اس میں مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی کی صحت اور اس کے ظہور کی ضرورت کو بیان کیا گیا ہے۔ اور متعدد قرآنی دلائل سے واضح کیا گیا ہے۔ کہ آپ ہی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ کتاب کے آخر میں ایک اشتہار میں حضرت اقدس نے حکومت سے اپنے خاندان کی وفاداری اور اس کی سابقہ خدمات کا ذکر کیا ہے۔

۱۷۔ سچائی کا اظہار:۔ عیسائیت کی تردید میں ۱۸۹۴ء میں شائع کی گئی۔ اس میں حضرت اقدس نے اپنے متعلق خود اہل عرب اور مستند علماء کی شہادت کو بطور سند کے پیش کیا ہے۔ کہ آپ مخلص اور سچے مسلمان ہیں۔ نیز عبد اللہ آتھم کا ایک اقرار درج فرمایا ہے۔ جس میں اس نے بشرط مغلوبیت اسلام قبول کرنے عہد کیا تھا۔

۱۸۔ حمامۃ البشریٰ:۔ اہل حجاز میں تبلیغ کے لئے ۱۸۹۴ء میں عربی زبان میں شائع ہوئی۔ اس میں اپنے تمام عقائد اور دعاوی کی وضاحت کی گئی ہے۔ وفات مسیح پر دلائل دئے گئے ہیں۔ اس زمانہ میں پیدا ہونے والے فتنوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اپنی حالت کو بیان کیا گیا ہے۔

۱۹۔ نور الحق حصہ اوّل:۔ عربی زبان میں ہے اور اس کی اشاعت فروری ۱۸۹۴ء میں ہوئی۔ اس میں پادری عماد الدین کی کتاب "زین الاقوال" کا جواب دیا گیا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اور قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت پر کئے گئے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے عیسائیت کی تردید میں دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ اور آخر میں ملکہ وکٹوریہ کو اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔

۲۰۔ نور الحق حصہ دوم:۔ عربی زبان میں ہے اور سن اشاعت ۱۸۹۴ء ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعویٰ پر بحث کی ہے۔ مسلمان علماء کی طرف سے کئے گئے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ سورج اور چاند کے گرہن کی پیشگوئی پر زور دیا گیا ہے۔ نیز یورپ اور امریکہ میں مبلغ بھیجنے اور اسلامی لٹریچر پھیلانے کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے۔

۲۱۔ اتمام الحجۃ:۔ مشہور عالم رسل بابا امرتسری پر حجت تمام کرنے کے لئے جون ۱۸۹۴ء میں عربی زبان میں شائع کی گئی۔ اس میں وفات مسیح پر متعدد دلائل دئے گئے ہیں اور مولوی مذکور کے چیلنج انعامی ایک ہزار روپیہ در بارہ اثبات وفات مسیح کو قبول کرنے کا اعلان فرمایا ہے۔

۲۲۔ کرامات الصادقین:۔ ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی اور عربی زبان میں ہے۔ چار عربی قصائد اور سورۃ فاتحہ کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ حضرت اقدس نے اس قسم کی فصیح و بلیغ کتاب اور پر معارف تفسیر لکھنے والے کو ایک ہزار روپے کا انعام پیش کیا ہے۔

۲۳۔ سر الخلافہ:۔ جولائی ۱۸۹۴ء میں عربی زبان میں شائع ہوئی۔ اس میں مسئلہ خلافت پر تفصیل سے بحث اور آیت استخلاف کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ اصحاب ثلاثہ پر تبرہ بازی کو خلاف قرآن ثابت کیا گیا ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر شیعہ حضرات کی طرف سے عائد کردہ الزامات کو دور کیا گیا ہے۔

۲۴۔ انوار الاسلام:۔ ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی۔ اس میں ڈپٹی عبد اللہ آتھم کے پیشگوئی مسیح موعودؑ سے خوف زدہ ہونے اور اسلام کی صداقت کے قائل ہو جانے پر بالتفصیل روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کا اعتراف نہ کرنے کی صورت میں اُسے مباہلہ کی دعوت دی گئی ہے۔ اور مباہلہ میں جھوٹا ثابت ہونے پر اپنی طرف سے ایک ہزار روپیہ بطور تاوان عبد اللہ آتھم کو پیش فرمایا ہے۔ یہ رقم بعد میں چار ہزار روپے تک بڑھا دی گئی تھی۔ نیز اس کتاب میں عیسائیت کی تردید میں دلائل پیش کئے گئے ہیں۔

۲۵۔ ضیاء الحق:۔ ۱۸۹۵ء میں عیسائیوں پر اتمام حجت کے لئے شائع کی گئی۔ [illegible] آتھم کی پیشگوئی کے متعلق بعض اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ نیز تحریر فرمایا ہے۔ کہ

عبد اللہ آتھم قسم سے انکار کی وجہ سے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ آپ نے اس کے لئے ایک سال کی میعاد مقرر فرمائی ہے۔

۲۶۔ نور القرآن ہر دو حصص:۔ پہلا حصہ جون ۱۸۹۵ء اور دوسرا حصہ دسمبر ۱۸۹۵ء میں شائع ہوا۔ حصہ اول میں قرآن کریم کی صداقت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلائل و براہین درج ہیں۔ حصہ دوم میں فطرتی معیار سے مختلف مذاہب کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ عیسائیت اور عیسائیوں کے پیشکردہ مسیح کی شخصیت پر تنقید کی گئی ہے۔ اور محلہ خانیار سری نگر میں حضرت عیسیٰؑ کی قبر کا انکشاف کیا گیا ہے۔ آریہ اور دیگر مذاہب کا بھی رد کیا گیا ہے۔

۲۷۔ آریہ دھرم:۔ ستمبر ۱۸۹۵ء میں شائع ہوئی۔ اس میں نیوگ اور آریوں کے دیگر عقائد پر بحث کی گئی ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں اسلامی تعلیم دربارہ طلاق و تعدد ازدواج کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں مسئلہ نیوگ کے متعلق درج شدہ آریوں کی تعلیم کو غلط ثابت کرنے والے کو ایک سو روپیہ کا انعام پیش کیا گیا ہے۔

۲۸۔ ست بچن:۔ ۱۸۹۵ء میں شائع ہوئی۔ اس میں سکھوں پر اتمام حجت کی گئی ہے اور حضرت باوا نانکؒ کے مسلمان ہونے پر دلائل دیئے گئے ہیں۔ اور چولہ باوا نانک کی تصویر دے کر اس میں وید کی کوئی ایک شُرتی دکھانے والے کو ایک سو روپیہ انعام کی پیشکش کی گئی ہے۔

۲۹۔ انجام آتھم مع ضمیمہ:۔ اس میں عیسائیت کا رد کیا گیا ہے۔ عبد اللہ آتھم اور اس کے انجام کا ذکر کرتے ہوئے دوسرے تمام پادریوں کو بھی چیلنج کیا گیا ہے۔ کہ وہ آتھم کے قائم مقام ہو کر اس کے عدم رجوع الی الحق کے متعلق قسم کھا لیں۔ اور پھر ایک سال کے اندر سزا سے بچ جائیں تو تاوان ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اسلام اور عیسائیت کے درمیان آخری فیصلہ کرنے کے لئے پادریوں کو مباہلہ کی دعوت دی گئی ہے۔ نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ بعض نشانات کے ظہور کا اعلان کیا گیا ہے۔ ۱۸۹۶ء میں شائع ہوئی۔ کتاب کا ایک حصہ عربی اور ایک حصہ اردو زبان میں ہے۔

۳۰۔ اسلامی اصول کی فلاسفی:۔ حضور کی ایک تقریر ہے جو دسمبر ۱۸۹۶ء میں جلسہ مذاہب عالم لاہور میں ہوئی اور اسی سال شائع ہوئی۔ اس میں انسان کی جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی حالتیں اس کی دنیوی زندگی کے بعد کے حالات۔ پیدائش کی غرض۔ اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں اور علم و معرفت کے ذرائع اسلامی نقطۂ نگاہ سے پیش کئے گئے ہیں۔ دوسرے معنوں میں اس میں اسلام کی تعلیم کا نچوڑ پیش کیا گیا ہے۔

۳۱۔ رسالہ استفتاء:۔ ۱۶ مئی ۱۸۹۷ء کو لکھا گیا۔ اس میں پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کے تمام حالات شروع سے آخر تک درج کئے گئے ہیں۔ اور معقول ہندو۔ مسلمان اور عیسائیوں سے اس کے پورا ہونے کے متعلق تصدیق چاہی گئی ہے۔

۳۲۔ سراج منیر:۔ ۲۴ مارچ ۱۸۹۷ء کو شائع ہوئی۔ اس میں ۳۷ ایسے نشانات درج ہیں جو آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے کے تین خطوط درج کئے گئے ہیں۔ عبد اللہ آتھم اور لیکھرام کی پیشگوئیوں پر مزید روشنی ڈالی گئی ہے۔

۳۳۔ تحفہ قیصریہ:۔ ۲۵ مئی ۱۸۹۷ء کو شائع ہوئی۔ اس میں ملکہ وکٹوریہ کو ڈائمنڈ جوبلی پر مبارکباد دینے کے علاوہ اپنے خاندان کا تعارف کرایا گیا ہے۔ حکومت برطانیہ کا مذہبی آزادی دینے پر شکریہ ادا کیا گیا ہے۔ اور عیسائیت کی تعلیم کے مقابل اسلام کی تعلیم پیش کر کے ملکہ وکٹوریہ کو تبلیغ کی گئی ہے۔

۳۴۔ ستارہ قیصریہ:۔ ۲۴ اگست ۱۸۹۹ء کو شائع ہوئی۔ اس میں تحفہ قیصریہ کے مضمون کو ایک جدید پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔

۳۵۔ حجۃ اللہ:۔ ۲۶ مئی ۱۸۹۷ء کو شائع ہوئی۔ شیعیت کے عقائد کا رد کیا گیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت حقہ پر دلائل دیئے گئے ہیں۔ اور آیت استخلاف کے ماتحت اپنے آپ کو خلافت محمدیہ کا وارث قرار دیا ہے۔ کتاب عربی نظم و نثر پر مشتمل ہے۔ اور صرف ۱۸ دن میں تصنیف کی گئی ہے۔ آپ نے یہ تحدی کی ہے کہ اگر کوئی شخص اس جیسی فصیح و بلیغ زبان میں یا اس سے بڑھ کر کوئی کتاب لکھے تو میں اپنی کتابوں کو جلا دونگا۔ اور کتاب لکھنے والے کے ہاتھ پر اپنے دعاوی سے توبہ کر لونگا۔

۳۶۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب:۔
۲۲ر جون ۱۸۹۷ء کو شائع ہوئی اس میں عیسائیت کے عقائد کا رد کیا گیا ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیموں کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو ثابت کیا گیا ہے۔

۳۷۔ کتاب البریہ:۔ جنوری ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی۔ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک والے مقدمہ کے مفصل حالات درج ہیں۔ عیسائیت کا رد کیا گیا ہے۔ حضرت اقدس کی سوانح عمری تحریر کی گئی ہے آپ کی بعض پیشگوئیاں بھی درج ہیں۔ نیز گورنمنٹ سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ پادریوں کی دریدہ دہنی کو روکنے کے مناسب انتظامات کرے۔

۳۸۔ ضرورة الامام:۔ ستمبر ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی۔ سچے امام اور سچے الہام کی ضرورت اور ان کی شناخت کے نشانات بیان کئے گئے ہیں۔ اپنے دعویٰ پر دلائل دئے گئے ہیں بیعت کی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ کتاب صرف ڈیڑھ دن میں تصنیف کی گئی ہے۔

۳۹۔ نجم الہدیٰ:۔ یہ کتاب عربی۔ اردو اور فارسی تینوں زبانوں میں ہے۔ نومبر ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دونوں ناموں محمد اور احمد کی وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہے۔ آپ کی مکمل اور معقول تعریف بیان کی گئی ہے۔ نیز اپنے دعویٰ پر بعض دلائل درج کئے ہیں۔

۴۰۔ راز حقیقت:۔ نومبر ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی۔ اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی سوانح عمری درج ہے۔ اور آپکی قبر واقع سرینگر کا نقشہ دیا گیا ہے۔ اور اس کے ثبوت پر دلائل دئے گئے ہیں۔

۴۱۔ کشف الغطاء:۔ دسمبر ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی۔ اس میں وفات مسیح کو ثابت کیا گیا ہے۔ عقائد احمدیت پر روشنی ڈالکر اپنے دعویٰ مسیحیت کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ اپنے خاندان کی وفاداری غدر کے موقع پر ان کی گورنمنٹ کو امداد دینے کا ذکر کیا گیا ہے نیز جماعت کے خیالات سے اعلیٰ حکام کو واقفیت بہم پہنچائی ہے اور لکھا ہے کہ ہم کسی خونی مہدی کے قائل نہیں۔

۴۲۔ حقیقت المہدی:۔ فروری ۱۸۹۹ء میں شائع ہوئی۔ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ آنے والا مہدی خونی ہوگا یا صلحکار۔ اس بارہ میں اپنے عقیدہ اور اہل حدیث کے عقیدہ کا مقابلہ کیا گیا ہے۔

۴۳۔ البلاغ یا فریاد درد مع ترغیب المومنین:۔ مسلمانوں سے عیسائیوں کے اعتراضات کے جوابات دینے اور اپنی موجودہ اور آئندہ نسل کو عیسائیت کی زہر سے محفوظ رکھنے کی اپیل کی گئی ہے۔ نیز آپ نے بیان فرمایا ہے کہ ان اعتراضات کا جواب دینے والے میں کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔ کتاب امہات المومنین کے جواب دینے کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے۔

۴۴۔ ایام الصلح:۔ فارسی ایڈیشن یکم اگست ۱۸۹۸ء اور اردو ایڈیشن یکم جنوری ۱۸۹۹ء کو شائع ہوا۔ اس کتاب میں مندرجہ ذیل مضامین درج ہیں:۔
استجابت دعا کا فلسفہ۔ سورۂ فاتحہ کی تفسیر۔ ایمان کی تعریف۔ اور اس سے یقین اور معرفت کے منازل طے کرنے کے طریق۔ وحی والہام۔ اتمام حجت اور کامل اطمینان کے لئے اپنے دعویٰ کی صداقت کے ثبوت کے چار طریق۔ ہر زمانہ میں قرآن کریم کی حفاظت کے لئے اس کے حقائق ومعارف کے جاننے والوں کے وجود کی ضرورت۔ طاعون کی پیشگوئی اور اس سے بچنے کی ہدایات۔ آپ نے حج کیوں نہیں کیا۔ براہین احمدیہ کا باقی حصہ جیسا کہ وعدہ کیا گیا تھا۔ کیوں نہیں چھپا۔ حضرت اقدس کا اپنا مذہب اور کتاب ہذا کی وجہ تسمیہ۔

۴۵۔ خطبہ الہامیہ:۔ عید الاضحیہ کے موقعہ پر ۱۱ اپریل ۱۹۰۰ء کا ایک خطبہ ہے جو اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوا۔ اس میں قربانی کا فلسفہ اور اس کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ اسلام کے کامل اور زندہ مذہب ہونے کے ثبوت دئے گئے ہیں۔ اپنے دعویٰ پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اس ضمن میں بعض آیات قرآنیہ کی تفسیر بیان کی گئی ہے

۴۶۔ لجتہ النور:۔ عربی زبان میں ہے۔ اس کا مسودہ ۱۹۰۰ء میں تیار کیا گیا۔ لیکن اس کی اشاعت فروری ۱۹۱۰ء میں بعد وفات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوئی۔ اس میں اپنے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کے دلائل درج کئے ہیں۔ اور علماء اور مشائخ عرب پر اتمام حجت کرتے ہوئے انہیں قبول احمدیت کی دعوت دی ہے۔

۴۷۔ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد:۔ ۲۲ رمئی ۱۹۰۰ء کو شائع ہوئی اس میں اسلامی جہاد کی حقیقت بیان کرتے ہوئے اس کے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا ہے۔ نیز گورنمنٹ انگریزی کے متعلق اپنے رویّہ کی وضاحت کی گئی ہے۔

۴۸۔ اعجاز المسیح:۔ ۲۰ رفروری ۱۹۰۱ء کو شائع ہوئی۔ اس میں فصیح و بلیغ عربی زبان میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر بیان کیگئی ہے۔ اور پیر مہر علی گولڑوی اور دوسرے علماء کو اس کی نظیر بنانے کی دعوت دی گئی ہے۔

۴۹۔ الھدیٰ:۔ ۱۳ رجون ۱۹۰۲ء کو شائع ہوئی۔ اس میں حضرت اقدس نے ایڈیٹر المنار کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے اس جیسی تصنیف کرنے کا چیلنج دیا ہے۔ نیز آپ نے علماء مشائخ۔ ایڈیٹران اور دیگر طبقوں کی حالت زار بیان کرتے ہوئے اس کا علاج تجویز فرمایا ہے۔ اور اپنے دعویٰ پر دلائل دیئے ہیں۔

۵۰۔ تحفہ گولڑویہ:۔ ستمبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی اس میں وفات مسیح اور حضرت اقدس کے اپنے دعویٰ پر معقول اور منقول دلائل درج ہیں مفتری و صادق کے مابہ الامتیاز کو بیان کیا گیا ہے۔ آپ نے پیر آف گولڑہ کو ان دلائل کے توڑنے کا چیلنج دیا ہے۔ اور ان کی صحت کے فیصلے کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی کو جج مقرر کیا ہے اور ۵۰ روپے انعام پیش کیا ہے۔

۵۱۔ اربعین ہر چہار حصص:۔ حصہ اول ۲۳ رجولائی ۱۹۰۰ء کو شائع ہوا۔ اس میں حضرت اقدس کے دعویٰ ماموریت و مسیحیت پر دلائل دیئے گئے ہیں۔ حصہ دوم میں بھی دعویٰ مسیح و مہدی کے دلائل درج کئے گئے ہیں اور اپنے بعض الہامات کو درج کرتے ہوئے یہ تحریر کیا ہے کہ اگر آپ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہوں تو خدا تعالیٰ آپ کو تباہ و برباد کر دے۔ اور آپ کا کاروبار درہم برہم کر دے۔ لیکن اگر آپ سچے ہیں تو خدا تعالیٰ آپ کی جماعت کو فوق العادت ترقی دے۔ اور اپنے فضل و برکات کا مورد بنائے۔

حصہ سوم و چہارم میں آیت قرآنیہ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ الخ کو معیار صداقت کے طور پر پیش کر کے مخالفوں کو اپنے دعویٰ پر ہمدردانہ غور کی دعوت دی ہے۔

۵۲۔ ایک غلطی کا ازالہ:۔ ۵ رنومبر ۱۹۰۱ء کو شائع ہوا۔ اس میں حضرت اقدس نے اپنے ایک مرید کی غلطی کا ازالہ کیا ہے۔ اور بیان فرمایا ہے۔ کہ آپ نے اپنی تحریروں میں اپنے متعلق نبی اور محدث کے جو الفاظ درج فرمائے ہیں ان سے آپ کی کیا مراد ہے۔

۵۳۔ دافع البلاء:۔ ۲۳ راپریل ۱۹۰۲ء کو شائع ہوئی۔ اس میں حضرت اقدس نے دفع طاعون کی ہدایات۔ اس کا ظاہری و باطنی علاج۔ الہام اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ کی تشریح اور اپنے دعاوی کے دلائل درج کئے ہیں۔

۵۴۔ کشتی نوح:۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ اس میں آپکی تعلیم درج ہے نیز آپ نے جماعت کو تعلق باللہ اور اخلاق فاضلہ کے حصول کی تاکید فرمائی ہے۔ انجیلی اور قرآنی دعاوی کا مقابلہ کیا ہے۔ جماعت کے لئے طاعون سے بچنے کا آسمانی ٹیکہ تجویز کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ کہ آپ کی جماعت نسبتاً اور مقابلۃً طاعون سے محفوظ رہے گی۔

۵۵۔ نزول المسیح:۔ پیر مہر علی گولڑوی کی کتاب سیف چشتیائی، اور شیعہ مجتہد علی حائری اور پیسہ اخبار کے اعتراضات کے جواب میں ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ اس میں آپ نے پیر گولڑوی کے سرقہ کا انکشاف کیا ہے۔ اور محمد حسن بھیں والے کی ہلاکت کا ذکر کیا ہے نیز آپ نے اپنی صداقت کے بعض نشانات درج فرمائے ہیں۔

۵۶۔ تحفہ غزنویہ:۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ اس میں مولوی عبد الحق غزنوی کے ان اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جو اس نے حضرت اقدس کی پیشگوئیوں پر کئے۔ اور استجابت دعا کے مقابلہ کی تحریص و ترغیب دلائی ہے۔

۵۷۔ تحفۃ الندوہ:۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوا۔ اس میں ابو اسحاق محمد دین نامی ایک شخص کے رسالہ قطع الوتین کا جواب دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے متعلق

پطرس حواری کی دستخطی تحریر پیش کی گئی ہے۔ آیت قرآنیہ لو تقول علینا بعض الاقاویل الخ کی تفسیر بیان کی گئی ہے اور ندوۃ العلماء کو احمدیت کی طرف دعوت دیگئی ہے۔

۵۸۔ تریاق القلوب:۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ اس میں زندہ نبی اور زندہ رسول کے خاص نشانات اور علامات بیان کی گئی ہیں اور بعض آسمانی نشانات کا ذکر کیا گیا ہے۔

۵۹۔ اعجاز احمدی:۔ پانچ دن میں تصنیف کر کے ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء کو شائع کی گئی۔ اس میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ان اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ جو انہوں نے حضرت اقدس کی پیشگوئیوں پر اثنائے مناظرہ میں کئے (جو بمقام مد حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب رض کے ساتھ اس کتاب کی تصنیف سے چند دن پہلے ہوا تھا) نیز تحدی کی ہے۔ کہ اگر وہ پوری تحقیق کے بعد آپ کی کسی پیشگوئی کو جھوٹا ثابت کر دے تو اُسے ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔ آپ نے مولوی ثناء اللہ کی دعوت مباہلہ کو بھی قبول کیا ہے۔ مولوی ثناء اللہ اور دیگر علماء کو اس اس کتاب میں مندرج ایک عربی قصیدہ کی مثل (بمیعاد مقررہ میں) لانے پر دس ہزار روپیہ کا انعام پیش کیا ہے۔ کتاب عربی زبان میں ہے۔

۶۰۔ ریویو بر مباحثہ چکڑالوی:۔ یہ مختصر سی تصنیف نومبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ اس میں حضرت اقدس نے انسانی ہدایت کے تین ذرائع یعنی قرآن کریم، سنت اور حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے ان کا صحیح مقام اور باہمی تعلق بیان فرمایا ہے۔

۶۱۔ مواہب الرحمٰن:۔ یہ کتاب ۱۴ جنوری ۱۹۰۳ء کو شائع ہوئی۔ اور عربی زبان میں ہے۔ اس میں حضرت اقدس نے رسالہ اللواء مصر کی بعض غلط فہمیوں کا جواب دیا ہے۔ ایمان اور رعایت اسباب پر بحث کی ہے۔ اور اپنے دعویٰ مسیحیت پر روشنی ڈالتے ہوئے بعض نشانات کا ذکر کیا ہے۔

۶۲۔ نسیم دعوت:۔ تین ہفتوں میں تصنیف کر کے ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء کو شائع کی گئی۔ اس میں آریوں کے اعتراضات کا نہ صرف جواب دیا گیا ہے۔ بلکہ ہندو مذہب کا فلسفہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ سچے مذہب کے پرکھنے کا معیار تجویز کیا گیا ہے۔ اور اس بات کے دلائل دئے گئے ہیں کہ صرف اسلام ہی اس معیار پر پورا اُترتا ہے۔ عرش کی تفسیر اور شفاعت کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

۶۳۔ سناتن دھرم:۔ ۸ مارچ ۱۹۰۳ء کو شائع ہوئی۔ اس میں مسئلہ نیوگ کی وضاحت کی گئی ہے۔ سناتن دھرم والوں کا آریوں سے مقابلہ کرتے ہوئے ان کے بعض عقائد اور اخلاق کو سراہا گیا ہے۔

۶۴۔ تذکرۃ الشہادتین:۔ اردو ایڈیشن اکتوبر ۱۹۰۳ء اور فارسی ایڈیشن جولائی ۱۹۰۴ء میں شائع ہوا۔ اس میں مندرجہ مضامین پر بحث کی گئی ہے۔

صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید رض کی قادیان میں آمد اور کابل میں ان کی شہادت کے حالات۔ اپنے دعویٰ کی صداقت میں ان دلائل کا ذکر جو آپ شہید موصوف سے فرماتے رہے۔ صاحبزادہ صاحب موصوف کے تقویٰ اور طہارت کا ذکر۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب شہید کی شہادت کا ذکر۔ شاتان تذبحان کی جامع تفسیر اور بعض اور الہامات کا ذکر۔ مقربین کی علامات۔ مذہب اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی ترقی کی پیشگوئی اور آریہ سماج کی موت۔

۶۵۔ سیرۃ الابدال:۔ ۱۴ دسمبر ۱۹۰۳ء کو تصنیف فرمائی۔ کتاب فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے۔ اس میں اولیاء اللہ اور مقربین الی اللہ کی صفات اور علامات مدلل طور پر بیان کی گئی ہیں۔ اور ان علامات کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے۔

۶۶۔ لیکچر لاہور:۔ حضرت اقدس نے اس لیکچر میں جو ستمبر ۱۹۰۴ء کو ہوا۔ اسلام اور اس ملک کے دیگر مذاہب پر ریویو کیا ہے۔ اس بات کے دلائل تحریر کئے ہیں کہ اسلام واحد زندہ مذہب ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان لانے کی ضرورت کو واضح کیا ہے۔ اپنا دعویٰ بیان کرتے ہوئے اس پر دلائل پیش کئے ہیں۔

۶۷۔ لیکچر سیالکوٹ:۔ یکم نومبر ۱۹۰۴ء کو شائع ہوا۔ اس کتاب میں اسلام کا غلبہ ادیان باطلہ کو ثابت کیا گیا ہے۔ آریوں کے عقائد روح کے ازلی ابدی ہونے، تناسخ اور نیوگ کا رد کیا ہے۔ مثیل کرشن ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور

اس حیثیت سے ہندوؤں اور آریوں کو مخاطب کیا ہے۔

۶۸۔ **تجلیات الٰہیہ**:۔ ۱۵؍مارچ ۱۹۰۶ء کو تصنیف کی گئی۔ اور آپ کی وفات کے بعد نامکمل صورت میں شائع ہوئی۔ اس میں آپ نے اپنی عذاب سے متعلق پیشگوئیوں کا فلسفہ بیان کیا ہے۔ اور الہام "چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشاں کی پنج بار" کی تشریح تحریر فرمائی ہے۔

۶۹۔ **براہین احمدیہ حصہ پنجم**:۔ آخر ۱۹۰۵ء میں تصنیف کی گئی۔ اور ۱۵؍اکتوبر ۱۹۰۸ء کو شائع ہوئی۔ اس کا دوسرا نام نصرۃ الحق ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل مضامین بیان ہوئے ہیں

معجزہ کی اصل حقیقت اور اس کی ضرورت۔ زلزلہ کی پیشگوئی کے متعلق پیسہ اخبار کے اعتراضات کے جوابات۔ سورۃ المومنون کی ابتدائی آیات کی تفسیر۔ انسان کی ظاہری پیدائش کے مقابلہ میں اس کی روحانی پیدائش۔ تکمیل اور نشوونما کے چند مراتب۔ وفات مسیح اور اپنے دعوے پر دلائل۔ براہین احمدیہ ہر چہار حصص میں مندرج پیشگوئیوں کے ذریعہ ظاہر ہونے والے نشانات کا تذکرہ۔ کتاب میں ایک عربی قصیدہ بھی مندرج ہے۔

۷۰۔ **الوصیت**:۔ ۲۰؍دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع فرمائی۔ اس میں جماعت کا لائحہ عمل بیان کیا گیا ہے۔ قدرت ثانیہ کے ظہور کا وعدہ دیا گیا ہے۔ بہشتی مقبرہ کے قیام کا اعلان فرمایا ہے۔ اور وصیت کے متعلق مفصل ہدایات درج ہیں۔

۷۱۔ **چشمہ مسیحی**:۔ ۹؍مارچ ۱۹۰۶ء کو شائع ہوئی عیسائیوں کی کتاب "ینابیع الاسلام" کا جواب دیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیم کا آریہ مت اور اسلام کی تعلیم سے مقابلہ۔ اس کے کامل اور جامع ہونے پر دلائل دئے گئے ہیں۔ نجات کا فلسفہ اور انجیلی تعلیم کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

۷۲۔ **حقیقۃ الوحی**:۔ ۱۵؍مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی۔ اس میں مقربین کی علامات۔ خوابوں اور الہامات کی تشریح اور مدارج بیان کئے گئے ہیں۔ اولیاء اللہ اور مقرب لوگوں کے الہامات اور پیشگوئیوں کے امتیازی نشانات تحریر کئے گئے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالحکیم کے اس عقیدہ کی تردید کی گئی ہے کہ نجات نبیوں اور ولیوں پر ایمان لائے بغیر بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ دو سو سے زائد اپنے نشانات اور پیشگوئیاں درج کی گئی ہیں۔

۷۳۔ **قادیان کے آریہ اور ہم**:۔ ۲۰؍فروری ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی۔ لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل کو براہین احمدیہ میں مندرج الہامات کے متعلق جن کے یہ دونوں گواہ ہیں قسم کھانے کی دعوت اور جھوٹ کے نتیجہ میں عذاب الٰہی کے لئے بددعا کی دعوت دی گئی ہے۔ آریہ مذہب پر تنقید اور اس کے عقائد اور اصول کی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کا ذکر کیا گیا ہے اور قادیان کے آریوں کے بد انجام کی پیشگوئی کی گئی ہے۔

۷۴۔ **چشمہ معرفت**:۔ ۱۵؍مئی ۱۹۰۸ء کو شائع ہوئی اس میں مندرج مضامین یہ ہیں:۔

دیانندی تعلیم متعلق نیوگ۔ تناسخ اور مادہ و روح کے ازلی ابدی ہونے کا رد۔ قرآن کریم کے مقابلہ میں ویدوں کی تعلیم کا بطلان اور ان کا پول۔ قرآن کریم عالمگیر کتاب ہے قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق آریوں کے بعض اعتراضات کے جوابات۔ اسلام کی وہ خصوصیات جو دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتیں۔ بعض قرآنی اور اپنے نشانات کا تذکرہ۔ سکھوں پر اتمام حجت اور باوا گورو نانک کے تبرک پوتھی صاحب کا ذکر۔

۷۵۔ **پیغام صلح**:۔ حضرت اقدس کی آخری تصنیف ہے جو ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی۔ اور لیکچر کی صورت میں اسے آپ کی وفات کے بعد ۲۱؍جون ۱۹۰۸ء کو لاہور کے ایک جلسہ عام میں پڑھا گیا۔ اس میں ہندوؤں کو اتحاد کی دعوت دی گئی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلائل دئے گئے ہیں۔ جہاد کی تشریح کی گئی ہے اور الحمد للہ رب العالمین کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

۷۶۔ **مسیح ہندوستان میں**:۔ اس کتاب کا مسودہ حضرت اقدس نے اپنی زندگی میں تیار کیا تھا۔ لیکن اس کی اشاعت نومبر ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ اس میں آپ نے یہ ثابت کیا ہے۔

کہ مسیح علیہ السلام صلیب کے واقعہ کے بعد ہندوستان تشریف لائے۔ اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں آپ نے متعدد دلائل قرآن کریم، احادیث صحیحہ تاریخ اور طبی کتب سے دئے ہیں نیز آپ نے اپنے دعویٰ کی صداقت پر متعدد دلائل پیش کرتے ہوئے اپنی بعثت کی غرض کو بیان فرمایا ہے۔

۷۷۔ منن الرحمٰن:۔ حضرت اقدس کی یہ نامکمل تصنیف آپ کی وفات کے کافی عرصہ بعد جون ۱۹۲۲ء میں شائع ہوئی۔ اس میں آپ نے عربی زبان کو باقی سب زبانوں کی ماں یعنی ان کا منبع و ماخذ ثابت کیا ہے۔

ان تصانیف کے علاوہ آپ کی متعدد تقاریر اور مضامین اُس زمانہ کی اخبارات میں شائع ہوئے۔ جن میں بعض علیحدہ طور پر بھی شائع ہوئے۔ مثلاً ایک کتاب "رُوئداد[۱] جلسہ دعا" کے نام سے شائع ہوئی۔ جس میں آپکی ایک تقریر فرمودہ ۲ر فروری ۱۹۰۰ء درج ہے۔ اس تقریر میں اطمینان کے ساتھ عبادت بجا لانے کیلئے چار شرائط اور سورۃ والناس کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

ایک کتاب "تقریروں[۲] کا مجموعہ" کے نام سے شائع ہوئی۔ جس میں ستمبر ۱۹۰۴ء میں قیام لاہور کے دوران میں فرمودہ تقاریر درج ہیں۔ ان تقاریر میں آپنے اصلاح نفس کے ذرائع۔ شیطان کے وجود کا ثبوت۔ پردہ کی ضرورت اور اسکی فلاسفی۔ اصلاحِ نفس کے منازل۔ مسیح موعود پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟ عذاب کے نازل ہونے کی فلاسفی اور اس کی اقسام۔ ایمان کے درجات۔ علامات مسیح موعود۔ وفات مسیح ناصری جیسے اہم مضامین نہایت لطیف پیرایہ میں بیان فرمائے ہیں۔

آپ کی ایک تقریر جو آپ نے لدھیانہ میں فرمائی "پیغام[۳] امام" کے نام سے اگست ۱۹۰۵ء میں شائع ہوئی۔ اس میں حضور نے اپنا مذہب اور اپنی بعثت کی غرض۔ وفات مسیح کے عقیدہ کے فوائد اور اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا کے متعلق لطیف بحث کی ہے نیز آپ نے قرآن اور بائبل کی تعلیم کا مقابلہ کیا ہے۔

جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء کی دو تقاریر[۴] "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے نام سے جون ۱۹۱۷ء میں شائع ہوئیں۔ ان میں کلمہ کا مفہوم۔ حقیقت نماز۔ ضرورت امام۔ فضائل قرآن وغیرہ مضامین کے علاوہ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح علیہ السلام کا مقابلہ کیا ہے اور سورۃ بقرہ کے پہلے رکوع کی تفسیر بیان فرمائی ہے۔

ایک کتاب "تقریریں[۵]" کے نام سے شائع ہوئی۔ اس میں ۱۹۰۴ء کے جلسہ سالانہ کی تقاریر درج ہیں۔ ان میں جذبات نفسانیہ اور تکبر سے بچنے کے طریق۔ ضرورت دعا۔ شریعت کے دو حصے جیسے حقوق العباد اور حقوق اللہ پر بحث کرنے کے علاوہ سورۃ التکاثر کی لطیف تفسیر بیان فرمائی ہے۔ نیز آپنے انسانی پیدائش کی غرض۔ نجات کا سچا ذریعہ۔ دنیاوی تکالیف کا فلسفہ۔ رضاء بالقضاء اور دعا کی ضرورت۔ اور سچے مذاہب کی علامات بیان فرمائی ہیں۔

اسی طرح آپکی تقریروں کا ایک سلسلہ "تقریروں کا مجموعہ[۶]" کے نام سے متعدد جلدوں میں شائع ہوا ہے جس میں آپنے بینکوں کا سود اور کثرت ازدواج کے فوائد کے علاوہ مختلف ضروری مضامین بیان فرمائے ہیں۔

ایک کتاب "پرانی تحریریں[۷]" کے نام سے ۱۸۹۹ء میں شائع ہوئی۔ اس میں حضور نے وید و فرقان کا مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی حقیقت کے علاوہ آریوں کے عقائد قدامت روح و مادہ اور تناسخ کا ابطال فرمایا ہے۔

آپکی تصانیف۔ تقاریر اور ڈائریوں سے بعض خاص مضامین کو علیحدہ طور پر بھی شائع کیا گیا ہے۔ مثلاً تذکرہ[۸]۔ البشریٰ[۹] اور مکاشفات[۱۰] کتابیں ہیں جو آپکے الہامات اور رؤیا و کشوف وغیرہ کا مجموعہ ہیں۔

محامد خاتم النبیین[۱۱] کا مضمون اسکے نام سے ظاہر ہے۔ ملفوظات کے نام سے آپکے بعض فرمودات شائع کئے گئے ہیں۔ آپکا منظوم کلام اردو۔ فارسی اور عربی۔ درثمین[۱۲] اردو۔ محمود[۱۳] کی آمین۔ بشیر احمد اور شریف احمد[۱۴] کی آمین۔ درثمین[۱۵] فارسی۔ درمکنون[۱۶]۔ اور قصائد احمدیہ[۱۷] کے ناموں سے علیحدہ طور پر شائع ہوا ہے۔

"خزینۃ العرفان[۱۸]" کے نام سے حضور کی ان تحریرات کا ایک قیمتی مجموعہ شائع ہوا ہے۔ جن میں حضور نے قرآن پاک کی آیات کی تفسیر بیان فرمائی ہے آپنے اپنی زندگی میں سینکڑوں اشتہارات شائع فرمائے ہیں جو بہترین علمی خزانہ ہیں اور تبلیغ رسالت[۱۹] کے نام سے دس جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ نیز آپکے خطوط مکتوبات[۲۰] احمدیہ کے نام سے متعدد جلدوں میں چھپے ہوئے موجود ہیں۔

اختر گوبندپوری

بعثت مسیح موعودؑ سے قبل اور بعد

اسلام کا مہتاب تھا تاریک فضا میں
ہر ایک طرف چھائے تھے شب فام اندھیرے
بے نور تھیں ملت کی پریشان نگاہیں
ظلمات بہ آغوش تھے ملت کے بسیرے

اک مہرِ جہاں تاب کی خوش رنگ تجلی
لہرا کے اُٹھی رفعتِ عالم کے اُفق پر
انوارِ بصیرت کی ضیا بار نگاہیں
لے آئیں ہر اک ذہن کو پاکیزہ سبق پر

اِک رہبرِ پُر نور غلام احمدِ تاباں
ایوانِ جہاں جس سے ہے تابندہ ابھی تک
ہے قطرۂ کم مایہ بھی موتی کے مقابل
ہے ذرّۂ ناچیز بھی رخشندہ ابھی تک

ملت کو نئی راہ پہ لایا ہے یہ ہادی
گمراہ جو تھے اُن کو ملی منزلِ مقصد
اس دَور میں ہر فرد ہے سرشار اُسی سے
اِس دَور میں ہی اُسکے کرم کی بھی کوئی حد!

دیکھا ہے حقیقت کی نظر نے اُسے اختر
انسان کے انداز میں وہ نورِ خدا تھا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعری کلام میں

خدا تعالیٰ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے عشق

(از قلم جناب اختر صاحب گوبندپوری صدر مجلس حسن بیان لاہور)

ادب بھی انسانی قافلے کے ساتھ ساتھ ارتقائی منازل طے کرتا چلا آرہا ہے۔ اردو شاعری کا عمیق نظری سے کیا گیا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے۔ کہ اردو شاعری مختلف ادوار سے گذرتی ہوئی اس مقام پر آئی ہے جہاں آج ہے۔ میرے مطالعہ کے مطابق اردو کا سب سے پہلا شاعر ولی دکنی ہے۔ ولی سے لے کر غالب تک کے زمانے کو لیجیئے۔ شاعرانہ خیالات میں بتدریج پختگی اور بلندی آتی گئی۔ لیکن پھر بھی عام طور سے شعر کو ذہنی عیاشی اور ادب برائے ادب کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا۔ اس زمانے کے تمام تر شاعروں کے کلام کا بیشتر حصہ محض ذہن کی تسکین۔ انسانی جذبات کی تکمیل کا سامان بنا رہا۔ اشعار کے پس پردہ کوئی مقصد کار فرما نہیں تھا۔ انسانی قافلہ کو اس قسم کی شاعری سے کوئی مفید مقصد حاصل نہ ہو سکا۔ شاعروں نے بادشاہوں کے قصیدوں کی بھرمار کی۔ اور بادشاہ وقت کو محض جاگیریں اور انعامات حاصل کرنے کے لئے انسانی وجود سے بالاتر گردانا۔ بلکہ بعض اوقات تو وہ کفر کی حدود میں داخل ہو گئے۔ ذوق جیسے زیرک شاعر کی چند مثالیں میں اپنے مضمون "محاسن کلام محمود" میں درج کر چکا ہوں۔ میر تقی میر اور غالب کا کلام بڑی حد تک انسانی قافلہ کی راہنمائی کرتا ہے۔ لیکن ان کے ہاں بھی ایسے اشعار ملینگے جو بجائے اصلاح کے گمراہی کا باعث بنتے ہیں۔ ڈھاکہ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر عندلیب شادانی نے میر کے سینکڑوں ایسے اشعار جمع کر کے ان پر تفصیلی مضمون لکھا ہے۔ (جو کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے) جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ میر کے یہ اشعار محض فحاشی اور عریانی کے علمبردار ہیں۔ اسی طرح غالب نے بھی محض ذہنی عیاشی اور جذبات کی تسکین کے لئے ایسے شعر لکھے ہیں۔ مثلاً

؎ کتنا ہی کس باندھیئے میری بلا ڈرے
کیا جانتا نہیں ہوں تمہاری کمر کو میں

موجودہ دور کے شاعروں میں مولانا حسرت موہانی مرحوم کا ایک خاص مقام ہے۔ وہ نہایت درجہ پاکیزہ غزل کہنے والے شاعر تھے۔ لیکن یہ شعر بھی "کلیاتِ حسرت" میں موجود ہے۔

؎ حائل تھی بیچ میں جو رضائی تمام شب
اس غم سے ہم کو نیند نہ آئی تمام شب

ایسا لٹریچر نہ تو افادیت کا درجہ رکھتا ہے نہ ہی زندگی کے حقیقی اقدار سے تعلق رکھتا ہے۔ شعر کو عام طور سے مطلب پرستی کے لئے استعمال کیا گیا۔ ایسے شعراء بہت کم ملیں گے جنہوں نے شعر کو کسی مقصد کے لئے استعمال کیا۔ (مقصد سے مراد نیک مقصد ہے) اس موضوع پر تفصیل سے بہت کچھ کہا جا سکتا ہے مگر میں اپنے اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جن کا دعوے تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے وہی موعود مسیح ہیں جس کا وعدہ قرآن کریم۔ احادیث اور دوسرے مذاہب کی کتب میں کیا گیا تھا۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے تقریر و تحریر کو ذریعہ بنایا۔ بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں جو شعر کو بہت زیادہ پسند کرتی ہیں اور شعر سے زیادہ اثر لیتی ہیں۔ ان کے ذوق کا خیال کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب نے چند نظمیں بھی کہیں۔ جو "دُرِّ ثمین" کے نام سے شائع ہو چکی ہیں جن کے مطالعہ سے

معلوم ہوتا ہے۔ کہ شروع سے آخر تک ایک نیک مقصد ملتا ہے۔ ہر شعر ظاہر کرتا ہے کہ اس کے خالق کے دل ودماغ میں مندرجہ ذیل مقاصد کارفرما ہیں :۔

(۱) خدائے واحد لاشریک کے نام کی سربلندی۔

(۲) حضرت رسول اکرمؐ کے جھنڈے کو اکناف عالم میں لہرانے کی دُھن۔ اسلام کی عظمت عیاں کرنے کی لگن۔

(۳) قرآن کریم کو پھیلانے کی امنگ۔

اس دعوے کی دلیل میں حقائق درج ذیل ہیں۔

"خدائے وحدہٗ لاشریک کے نام کی سربلندی"

خدا تعالیٰ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ لیکن عیسائیت پر اعتقاد رکھنے والے حلقے اس دعویٰ کے خلاف اپنی کوششوں میں مصروف تھے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ نے اس چیز کو محسوس کیا اور خدا تعالیٰ کے رتبہ اور مقام کو یوں بیان فرمایا :۔

وہ ہے وحدہٗ لاشریک اور عزیز
نہیں اس کی مانند کوئی بھی چیز
وہ ہے مہربان و کریم و قدیر
قسم اس کی اس کی نہیں ہے نظیر
جو ہوں دل سے قربان ربِّ جلیل
نہ نقصاں اٹھاویں نہ ہو ویں ذلیل
اگر جاں کروں اس کی راہ میں فدا
تو پھر بھی نہ ہو شکر اس کا ادا

حمد وثنا اسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ اس کا ثانی
ہے عام اس کی رحمت کیونکر ہو شکر نعمت
ہم سب ہیں اس کی صنعت اس سے کرو محبت
تیرا یہ سب کرم ہے تو رحمت اتم ہے
کیونکر ہو حمد تیری کب طاقت قلم ہے
تیرے نام کا مجھ کو اقرار ہے۔ تیرا نام غفار وستار ہے

مندرجہ بالا مثالیں پڑھنے کے بعد ایک قاری یقین کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ

(۱) خدا تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک۔ قدیر۔ کریم۔ رحیم۔ جلیل۔ لاثانی۔ غفار۔ اور ستار مانتے تھے۔

(۲) تمام طاقتوں کا مالک صرف خدا تعالیٰ ہی ہے۔

(۳) اس کی صفات اتنی زیادہ ہیں کہ تقریر وتحریر میں نہیں لائی جا سکتیں۔

مقام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بانی سلسلہ احمدیہ اور ان کے پیروکاروں پر سب سے بڑا ظلم جو کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ ان پر الزام لگایا جاتا ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ (نعوذ باللہ) رسول اکرمؐ کو خاتم النبیین تصور نہیں کرتے اور نعوذ باللہ خود کو رسول اکرمؐ سے بڑا درجہ دیتے ہیں۔

کاش ہمارے مسلمان بھائی خود حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور لٹریچر کا مطالعہ کرتے۔ اور چند لوگوں کے کہنے پر یقین کرنے کی بجائے خود کوئی رائے قائم کرتے اس سلسلہ میں میں حضرت مرزا صاحب کے چند اشعار پیش کرتا ہوں۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیر رُسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ان اشعار میں حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ہر مذہب کے متعلق غور کیا ہر مذہب کی تحقیق کی۔ لیکن خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰؐ کے دین یعنی دین اسلام جیسا کوئی دین نہ پایا کوئی ایسا مذہب نہیں جو اپنی سچائی کے نشانات دکھائے بجز اسلام۔ پیغمبر اسلام بیشک خاتم النبیین اور خیر الرسل ہیں۔ ان کے اسی رتبہ کی وجہ سے ہم یعنی امت محمدیہ خیر الامم کہلائی۔ دوسرے مذاہب کے نام لیواؤں کو دعوت فکر دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگو! آؤ اور دین اسلام میں داخل ہو جاؤ کیونکہ نور خدا یہیں ملتا ہے۔

سکونِ قلب جس کی تمہیں تلاش ہے ، اسی مذہب میں ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آریہ مت والے اور عیسائیت کے نام لیوا اسلام پرطرح طرح کے حملے کر رہے تھے۔ اسلام پر تنقید کرتے تھے لیکن زبان سے اسلام کا دم بھرنے والے اور اس کی حمایت کا دعویٰ کرنے والے خاموش تھے۔ شمع رسالت کے ایک جانباز پروانے کی غیرت جوش میں آتی ہے۔ اور اس کی آواز فضاؤں میں گونجتی ہے ؎

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہُدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

وہ مخلوق جو خواب غفلت میں سوئی ہوئی تھی اور خدا کے برگزیدہ نبی محمد مصطفےٰ ؐ کی عظمتوں سے غافل اور منکر تھی۔ اس کو جھنجھوڑتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ بیدار ہو جاؤ اور اس راستے کو اختیار کرو۔ اسی پر چل کر تمہیں ہدایت ملے گی۔ اب کوئی دین نہیں بجز اسلام۔ کوئی زندہ کتاب نہیں بجز قرآن کریم اور کوئی زندہ نبی نہیں بجز خاتم النبیین محمد مصطفےٰ ؐ۔

جب دوسرے مسلمان حضرت رسول اکرم ؐ کی تعریف کرتے ہوئے حضور سرورِ کائنات کے بالوں اور آنکھوں کی تعریف پر ہی اکتفاء کر رہے تھے ، سرورِ کائنات کا ایک سچا خادم حضور کے حقیقی مقام سے آگاہ کرتا ہے ؎

وہ آج شاہِ دیں ہے۔ وہ تاج مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے

اور پھر واضح طور پر ارشاد فرماتے ہوئے اپنا مقام اور درجہ بھی ظاہر فرماتے ہیں ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

ان اشعار کو پڑھ کر کیا کوئی ایسا شخص بھی ہو سکتا ہے جو یہ کہے کہ نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحب رسول اکرم ؐ سے خود کو زیادہ رتبہ اور درجہ دیتے تھے۔

"اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں"

میں بتایا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے مسیحیت کا جو مقام حاصل کیا وہ محض حضور سرورِ کائنات کی فرمانبرداری اور اطاعت سے حاصل کیا۔ اگر مرزا صاحب اس عظیم پیشوا کے پیرو کار نہ ہوتے اور ان کی نیکیاں لاتعداد ہوتیں تو بھی یہ رتبہ حاصل نہ کر سکتے۔ انہیں جو کچھ بھی ملا وہ اطاعتِ رسولِ عربی سے ملا۔

وہ لوگ جو رسولِ اکرم ؐ کی مخالفت کرتے تھے انکو اسلام اور محمد رسول اللہ ؐ کے حقیقی مقام سے آگاہ فرماتے ہیں ؎

اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن بلا یہی ہے

ان لوگوں نے اس پر بھی جب قبول نہ کیا تو فرماتے ہیں ؎

محمد وہ نبیوں کا سردار ہے + کہ جس کا عدو مثلِ مردار ہے

غرضیکہ بانی سلسلہ احمدیہ کے سینے میں ایک درد تھا۔ وہ اسلام کے باغ کو سرسبز دیکھنا چاہتے تھے۔ جب اسلام دشمن عناصر اعتدال کی حدوں سے بڑھ گئے۔ تو حضرت مرزا صاحب خدا تعالےٰ کے حضور جھک کر التجا کرتے ہیں کیونکہ وہی تمام طاقتوں کا مالک ہے۔ ؎

میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سُن میں ہو گیا زار و نزار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

قرآن کریم کو پھیلانے کی اُمنگ

تیسری بات جس کے متعلق اب مجھے کچھ کہنا ہے وہ ہے حضرت مسیح موعود ؑ کا قرآن کریم سے عشق۔ جماعت احمدیہ کے عقیدے کے مطابق قرآن کریم تمام سابقہ شرعی دینی اور کتابوں کو منسوخ کرتا ہے۔ قرآن کریم ہی قیامت تک واجب العمل اور واجب اطاعت کتاب ہے۔ اس کا ایک نقطہ بھی رہتی دنیا تک تبدیل نہیں ہو سکتا۔

پیشتر اس کے کہ میں یہ بتاؤں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں قرآن کا کتنا اور کس درجہ احترام ہے۔ یہ بتانا ضروری خیال کرتا ہوں کہ آج تک کسی اردو شاعر نے قرآن کریم کی تعریف میں کوئی شعر نہیں کہا۔ شاید کسی کے ہاں کوئی ایک آدھ شعر ہو جو میرے مطالعہ میں نہ آیا ہو۔ حضرت مرزا صاحب کے اشعار میں قرآن کریم سے عقیدت اور عشق کا اظہار کرنے والے کئی اشعار ملیں گے۔ ان میں سے چند ایک ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ ؎

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
کلامِ پاکِ یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لؤلوئے عمّاں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے

پیرسنگر عیسائیت کے علمبردار پھر جوش میں آئے انہوں نے انجیل کو فضیلت دی۔ قرآن کی عظمت سے انکار کیا۔ مسلمان خاموش تھے۔ علماء خاموش تھے —— شاید اس لئے کہ یہ ایک حکمران طبقے کی آواز تھی —— مگر خدا کی غیرت جوش میں آئی —— ایک مردِ خدا —— خدا کے موعود مسیح حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی آواز فضاؤں میں گونجی۔ یہ آواز ایک چیلنج کی صورت میں "قادیان کی گمنام بستی" سے بلند ہوئی —— عیسائیت کے دل دہل گئے ——

پھر یہ آواز عیسائیت کے محلات کو متزلزل کرتی ہوئی امریکہ کلیساؤں سے ٹکرائی۔ وہ آواز یہ تھی: ـ

جس قدر خوبیاں ہیں قرآں میں
کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ

قرآن ایک راستہ ہے خدا کو پہچاننے کا۔ اس کے بغیر ناممکن ہے۔ کہ انسان پر اسرارِ خداوندی ظاہر ہوں۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں ؎

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

اے عزیزو! سنو کہ بے قرآں
حق کو پاتا نہیں کبھی انساں

خود ہی فیصلہ کر لیجئے کہ اس شخص سے بڑھ کر اور کوئی کیا عاشقِ قرآن ہو سکتا ہے جس کے یہ اشعار ہوں؟
ایک اور جگہ پر ارشاد فرماتے ہیں ؎

قرآں کتابِ رحماں سکھلائے راہِ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے اُن پر خدا کے فیضاں
بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام — عشقِ حق کا پلا رہا ہے جام

یہ چند اشعار نمونہ کے طور پر میں نے پیش کئے ہیں ورنہ "دُرِّ ثمین" ایسے موتیوں سے مزین ہے۔ خدا تعالیٰ ہم کو توفیق دے کہ ہم اپنے فرائض کو پوری طرح سمجھیں اور اپنے سینوں میں وہ عزائم پیدا کریں جنہیں اسلام کو سربلند کرنا ہے۔ آمین
مضمون ختم کرنے سے پیشتر گذارش کروں گا۔ کہ میرا ارادہ تھا کہ جو اشعار میں نے درج کئے ہیں۔ ان کی فنی اور ادبی خوبیاں بھی بیان ہوں مگر مضمون کی طوالت کے پیش نظر میں یہ فرض انشاء اللہ آئندہ کسی شمارے میں پورا کروں گا۔ تاکہ مضمون مکمل ہو جائے۔

درخواستِ دعا

میں ایک عرصہ سے پیشاب کی تکلیف میں مبتلا ہوں نیز میرے خانہ زاد بھائی تقریباً ایک سال سے مرض نقرس سے سخت بیمار ہیں۔ احبابِ کرام۔ درویشانِ قادیان و دیگر احمدی نوجوانانِ پاکستان و دیگر ممالک سے درخواست ہے کہ وہ دردِ دل سے دعا کریں کہ خداتعالیٰ ہمیں شفائے کاملہ عطا کرے آمین

رشید اختر گیلانی۔ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام لنگے ضلع گجرات۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جانشین اول

از قلم جناب شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی لاہور

حضرت سلطان القلم کے نامور قلمی شاگرد

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے "سلطان القلم" کے لقب سے سرفراز فرمایا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کے قلم کو وہ زور اور طاقت بخشی گئی ہے جس سے دوسرے لوگ قطعاً عاری ہیں۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ خدا کے جری پہلوان نے اپنے آپ کو اس خطاب کا قرار واقعی مستحق ثابت کر دیا جس زمانے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ اس زمانے میں اردو نثر اپنے ابتدائی دور میں سے گذر رہی تھی اور اکثر و بیشتر مصنفین کی کتابیں قدیم طرز تحریر کی حامل تھیں، لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلم سے جو عبارتیں نکلیں وہ ایک نرالی شان اپنے اندر رکھتی تھیں۔ جس قسم کی فصاحت و بلاغت اور تحریر میں جلالی شان کا مظاہرہ آپ نے کیا۔ اس کی کوئی نظیر اُس زمانے میں تو کیا آج بھی، جبکہ اردو زبان کہیں سے کہیں پہنچ چکی ہے، کسی جگہ دکھائی نہیں دیتی۔ ہم یہ بات محض جوش عقیدت کی وجہ سے نہیں کہہ رہے۔ بلکہ آپ کے مخالفین کو بھی اس کا پورا پورا اعتراف تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف اپنے آپکو خدائی خطاب "سلطان القلم" کا پورا پورا اہل ثابت کیا۔ بلکہ اپنے شاگردوں کی بھی ایک جماعت ایسی پیدا کر دی۔ جس نے قلم کی تلوار ہاتھ میں لے کر بڑے بڑے کارہائے نمایاں سر انجام دئیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایسے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے لیکن ان تمام کا ذکر کرنے اور انکے تصنیفی کارناموں کو بیان کرنے کے لئے "خالد" کے محدود صفحات ناکافی ہیں۔ اس لئے زیر نظر مضمون میں ہم ان میں سے محض چند کا ذکر کرنے پر مجبور ہیں۔

حضرت سلطان القلم کے مایۂ ناز شاگردوں میں سب سے پہلے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا نام آتا ہے۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

حضرت حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے نام نامی سے جماعت کا کونسا فرد بشر ہے جو ناواقف ہو۔ آپ بھیرہ ضلع شاہپور کے رہنے والے اور مہاراجہ جموں و کشمیر کے معالج خاص تھے۔ آپکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ابتداء ہی گہری عقیدت تھی اور لدھیانہ میں حضور کے دست مبارک پر سب سے پہلے بیعت کرنے کا شرف بھی آپ ہی کو حاصل ہوا۔ حضرت خلیفہ اول بلند پایہ طبیب ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کے مصنف بھی تھے۔ آپ نے جو کتابیں تحریر فرمائیں۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) فصل الخطاب (۲) نور الدین (۳) مرقاۃ الیقین۔ (۴) ابطال الوہیت مسیح (۵) تصدیق براہین احمدیہ (۶) ردِّ تناسخ (۷) تفسیر سورۂ جمعہ (۸) مبادی الصرف۔

تصنیف کا کام بھی آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے بموجب شروع کیا تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

> "میں جب حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کی مریدی میں کیا مجاہدہ کرنا چاہیئے کہ خدائے تعالیٰ کی محبت میں ترقی ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میں یہ مجاہدہ بتاتا ہوں کہ آپ عیسائیوں کے مقابلے میں ایک کتاب لکھیں"۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس وقت مجھے عیسائی مذہب سے واقفیت نہ تھی۔ نہ ان کے اعتراضوں کی خبر تھی کہ کیا کیا اعتراض ہوتے ہیں۔ پھر اس کام کے لئے فراغت و فرصت کی بھی ضرورت تھی

اور راجہ کی ملازمت میں فرصت بہت ہی کم تھی۔ لیکن آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کو تمام مشکلات پر مقدم رکھا۔ اور عیسائی مذہب کے متعلق پوری استعداد بہم پہنچا کر تھوڑے ہی عرصہ میں "فصل الخطاب" کے نام سے ایک کتاب لکھدی۔ اور لکھی بھی اس شان سے کہ آج تک عیسائیوں کے مقابلے میں زیادہ تر وہی دلائل پیش کئے جا رہے ہیں۔ جو اس کتاب میں مذکور ہیں۔

طرز تحریر اور اسکی خصوصیات حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی تحریر کی سب سے بڑی خصوصیت جو لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے وہ سادگی ہے۔ آپ اپنی تحریر میں مغلق الفاظ قطعاً استعمال نہیں کرتے۔ لیکن جو بات بیان کرتے ہیں۔ وہ اس خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں کہ بے اختیار وہ الفاظ دل کی گہرائیوں میں اُترتے چلے جاتے ہیں۔ آپ کی تحریرات کو جہاں سے پڑھیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ ہمارے سامنے تشریف رکھتے ہیں اور نہایت بے تکلفی سے باتیں کر رہے ہیں یہ خصوصیت سب سے زیادہ جس کتاب میں پائی جاتی ہے وہ آپ کی سوانح "مرقاۃ الیقین فی حیوۃ نور الدین" ہے جو آپ نے اپنی زبان مبارک سے سید اکبر شاہ خاں نجیب آبادی کو لکھوائی تھی۔ (یہ کتاب اپنی دیگر خصوصیات کے علاوہ اردو ادب میں شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے) مہاراجہ کی ملازمت چھوڑنے کا حال اس طرح بیان کرتے ہیں:۔

"جموں میں حاکم نام ایک ہندو پنساری تھا وہ مجھ سے ہمیشہ نصیحۃً کہا کرتا تھا کہ ہر مہینہ میں ایک سو روپیہ پس انداز کر لیا کریں۔ یہاں مشکلات پیش آجاتی ہیں۔ میں یہی کہہ دیا کرتا کہ ایسے خیالات کرنا اللہ تعالےٰ پر بدظنی ہے۔ ہم پر انشاء اللہ تعالےٰ کبھی مشکلات نہ آئیں گی۔ جس دن میں وہاں سے علیحدہ ہوا ہوں۔ اس دن وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ آج شاید آپکو میری نصیحت یاد آئی ہوگی۔ میں نے کہا میں تمہاری نصیحت کو جیسا پہلے حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا آج بھی ویسا ہی حقارت سے دیکھتا ہوں۔ ابھی وہ مجھ سے باتیں کر ہی رہا تھا۔ کہ خزانہ سے چار سو اسّی روپے میرے پاس آئے کہ یہ آپ کی ان دنوں کی تنخواہ ہے۔ اس پنساری نے افسروں کو گالی دے کر کہا کہ کیا نور دین تم پر نالش تھوڑا ہی کرنے لگا تھا۔ ابھی وہ اپنے غصہ کو فرو کرنے نہ پایا تھا۔ کہ ایک رانی صاحبہ نے میرے پاس بہت سا روپیہ بھجوایا اور کہا اس وقت ہمارے پاس اس سے زیادہ روپیہ نہ تھا یہ ہمارے جیب خرچ کا روپیہ ہے جس قدر اس وقت موجود تھا۔ سب کا سب حاضر خدمت ہے پھر تو اس کا غضب بہت ہی بڑھ گیا۔ مجھ کو ایک شخص کا ایک لاکھ پچانوے ہزار روپیہ دینا تھا۔ اس پنساری نے اس طرف اشارہ کیا کہ بھلا یہ تو ہوا۔ جن کا آپ کو قریباً دو لاکھ روپیہ دینا ہے وہ آپ کو بدوں اس کے کہ اپنا اطمینان کر لیں کیسے جانے دیں گے۔ اتنے میں انہی کا آدمی آیا۔ اور بڑے ادب سے ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ میرے آقا فرماتے ہیں کہ مولوی صاحب کو تو جانا ہے۔ ان کے پاس روپیہ نہ ہوگا۔ اس لئے تم ان کا سب سامان گھر جانے کا کر دو۔ اور جس قدر روپیہ کی انکو ضرورت ہو دے دو۔ اور اسباب کو وہ ساتھ نہ لے جا سکیں تو تم اپنے اہتمام سے بحفاظت پہنچوا دو۔ میں نے کہا کہ مجھ کو روپیہ کی ضرورت نہیں۔ خزانہ سے بھی روپیہ آگیا ہے اور ایک رانی نے بھی بھیج دیا ہے۔ میرے پاس روپیہ کافی سے زیادہ ہے۔ اور اسباب میں سب ساتھ ہی لے جاؤں گا۔ غالباً اس وقت میرے پاس بارہ سو یا اس سے بھی کچھ زیادہ روپیہ آگیا تھا وہ ہندو پنساری کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا۔ پرمیشر لوگ کے یہاں بھی کچھ لحاظ داری ہی ہوتی ہے ہم لوگ

صبح سے لے کر شام تک کیسے کیسے دکھ اٹھاتے
ہیں تب کہیں بڑی دقت سے روپیہ کا منہ دیکھنا
نصیب ہوتا ہے۔ بھلا اور تو ہوا۔ اس احمق کو
دیکھو اپنے روپے کا مطالبہ تو نہ کیا اور دینے کو
تیار ہو گیا۔ میں نے کہا خدائے تعالےٰ دلوں کو
جانتا ہے۔ ہم اس کا روپیہ انشاء اللہ تعالےٰ
بہت ہی جلد ادا کر دیں گے۔ تم ان بھیدوں کو
سمجھ ہی نہیں سکتے۔"

جموں سے واپس اپنے وطن بھیرہ آنے اور وہاں سے مستقل
طور پر قادیان ہجرت کرنے کا ایمان افروز حال اس طرح بیان
فرماتے ہیں:۔

"بھیرہ میں پہنچکر میرا ارادہ ہوا کہ میں ایک بہت بڑے
پیمانہ شفاخانہ کھولوں اور ایک عالیشان مکان بناؤں۔
وہاں میں نے ایک مکان بنوایا۔ ابھی وہ ناتمام ہی تھا۔
اور غالباً سات ہزار روپیہ اس پر خرچ ہونے پایا تھا کہ
میں کسی ضرورت کے سبب لاہور آیا۔ اور میرا جی چاہا۔۔ کہ
حضرت صاحب کو بھی دیکھوں۔ اس واسطے میں قادیان آیا۔
چونکہ بھیرہ میں بڑے پیمانہ پر عمارت کا کام شروع تھا اس
لئے میں نے واپسی کا یکہ کیا تھا۔ یہاں آکر حضرت صاحب سے
ملا اور ارادہ کیا کہ آپ سے اجازت لیکر رخصت ہوں۔ آپ
نے اثنائے گفتگو میں مجھ سے فرمایا۔ کہ اب تو آپ فارغ ہو گئے
میں نے کہا ہاں اب تو میں فارغ ہی ہوں۔ یکے والے سے
میں نے کہہ دیا کہ اب تم چلے جاؤ۔ آج اجازت لینا مناسب
نہیں ہے کل پرسوں اجازت لیں گے۔ اگلے روز آپ نے
فرمایا کہ آپ کو یکہ رہنے میں تو تکلیف ہوگی۔ آپ اپنی ایک
بیوی کو بلوا لیں۔ میں نے حسب الارشاد بیوی کے بلانے کے
لئے خط لکھ دیا اور یہ بھی لکھ دیا کہ ابھی میں شاید جلد نہ
آسکوں اس لئے عمارت کا کام بند کر دیں۔ جب میری بیوی
آگئی تو آپ نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے۔ لہٰذا
میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنا کتب خانہ منگوا لیں۔
تھوڑے روز کے بعد فرمایا کہ دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس

اور پرانی ہے۔ آپ اس کو ضرور بلا لیں۔ لیکن مولوی عبدالکریم
صاحب سے فرمایا کہ مجھے نورالدین کے متعلق الہام ہوا
ہے اور وہ شعر حریری میں موجود ہے ؎

لاتصبون الی الوطن ۔ فیہ تہان و تمتحن

خدا تعالےٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں۔ میری واہمہ
اور خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہ آیا۔ پھر تو ہم قادیان
کے ہو گئے۔"

ایک ادیب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جو کچھ اس کے
دل اور زبان پر ہو بعینہٖ وہی صفحۂ قرطاس پر آجائے اور پڑھنے
والے کو قطعاً یہ احساس نہ ہو کہ وہ کسی کتاب کا مطالعہ کر رہا ہے۔
بلکہ یہ معلوم ہو کہ صاحبِ تحریر خود اس کے سامنے بیٹھا باتیں کر رہا
ہے۔ جب ہم اس نقطۂ نظر سے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی تحریرات
کو دیکھتے ہیں اور جن کا نمونہ اوپر پیش کیا جا چکا ہے۔ تو ہم پر عیاں
ہو جاتا ہے کہ اُردو زبان کا کوئی ادیب اس خصوصیت میں آپ کا
مقابلہ نہیں کر سکتا۔

صرف یہی نہیں بلکہ بعض مقامات پر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم
سینما کی سکرین کے سامنے بیٹھے ہیں اور فلم کی تصویریں ایک ایک
کر کے نہایت صفائی سے ہمارے سامنے آرہی ہیں۔ نمونہ کے طور
پر مندرجہ ذیل تحریر ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں آپ نے لکھنؤ کے ایک
حکیم صاحب کی مجلس میں جانے کا ذکر فرمایا ہے لکھتے ہیں:۔

"میں نے لکھنؤ کا قصد کیا۔ میرے مکرم دوست عبدالرحمٰن خاں
مالک مطبع نظامی میرے بھائی کے دوست تھے ان کے پاس
کانپور میں ٹھہرا۔ انہوں نے حکیم صاحب (حکیم علی حسین صاحب
لکھنوی) کی بہت تعریف کی۔ اور دوسرے دن گاڑی میں
سوار کرا کر لکھنؤ روانہ کیا کچی سڑک اور گرمی کا موسم۔ گرد و
غبار نے مجھے خاک آلودہ کر دیا تھا کہ میں لکھنؤ پہنچا۔
جہاں وہ گاڑی ٹھہری وہاں اترتے ہی میں نے حکیم صاحب
کا پتہ پوچھا۔ خدائی عجائبات ہیں کہ جہاں گاڑی ٹھہری تھی
اس کے سامنے ہی حکیم صاحب کا مکان تھا۔ یہاں ایک
پنجابی مثل [illegible] کے قابل ہے "مل کرے [illegible]
[illegible] کرے یہ [illegible] " میں اسی وحشیانہ حالت میں مکان

میں جا گھسا۔ ایک بڑا ہال نظر آیا۔ ایک فرشتہ خصلت دلربا حسین، سفید ریش۔ نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے ایک گدیلے پر چار زانو بیٹھا ہوا۔ پیچھے اس کے ایک نہایت نفیس تکیہ اور دونوں طرف چھوٹے چھوٹے تکیے۔ سامنے پاندان۔ اُگالدان۔ خاص دان۔ قلم دوات کاغذ دھرے ہوئے۔ ہال کے کنارے کنارے جیسا کوئی التحیات میں بیٹھتا ہے بڑے خوشنما چہرے قرینے سے بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ نہایت براق چاندنی کا فرش اس ہال میں تھا۔ وہ نقشہ دلوار دیکھ کر میں حیران سا رہ گیا۔ کیونکہ پنجاب میں کبھی ایسا نظارہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ بہرحال اس کے مشرقی دروازہ سے اپنا بستہ اس دروازہ ہی میں رکھکر حضرت حکیم صاحب کی طرف جانے کا قصد کیا۔ گرد آلودہ پاؤں جب اس چاندنی پر پڑے تو اس نقش و نگار سے میں خود ہی محجوب ہو گیا۔ حکیم صاحب تک بے تکلف جا پہنچا اور وہاں اپنی عادت کے مطابق زور سے السلام علیکم کہا جو لکھنؤ میں ایک نرالی آواز تھی۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ حکیم صاحب نے وعلیکم السلام زور سے یا دبی آواز سے کہا ہو مگر میرے ہاتھ بڑھانے سے انہوں نے ضرور ہی ہاتھ بڑھایا اور خاکسار کے خاک آلودہ ہاتھوں سے اپنے ہاتھ آلودہ کئے۔ اور میں دو زانو بیٹھ گیا۔ یہ میرا دوزانو بیٹھنا بھی اس چاندنی کے لئے جس عجیب نظارہ کا موجب ہوا وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے جو ارکین لکھنؤ سے تھا اُس وقت مجھے مخاطب کر کے کہا کہ آپ کس مہذب ملک سے تشریف لائے ہیں؟ میں تو اپنے قصور کا پہلے ہی قائل ہو چکا تھا۔ مگر خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد۔ میں نے اپنی نیم نگاہی کے ساتھ اپنی جوانی کی ترنگ میں اس کو یہ جواب دیا کہ یہ بے تکلفیاں اور السلام علیکم کی بے تکلف آواز وادئ غیر ذی زرع کے اُمّی اور بکریوں کے چرواہے کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فداہ ابی و امّی۔"

(باقی)

اے مرے ساقی!

(حافظ غلام محمد عبید اللہ صاحب عابد متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ)

مرے ساقی میں حاضر ہوں لٹا دے آج میخانہ — کہ رگ میں برق سی دوڑی جو چھلکا تیرا پیمانہ

چھلکتا ساغرِ خوش رنگ اپنے ہاتھ سے ساقی! — میں سن کے دور سے آیا ہوں ساقی تیرا میخانہ

مری تجھ تک رسائی ہو تصور میں نہیں آتا — مری حالت فقیرانہ۔ ترا انداز شاہانہ

نچھاور کیا کروں قدموں میں تیرے اے مرے ساقی! — فقط اک دل ہی رکھتا ہوں سو حاضر ہے یہ نذرانہ

نگہ اب پیش و پس پر اٹھ نہیں سکتی مرے ساقی — ہوں گرچہ اس جہاں میں پر ہوں دنیا بھر سے بیگانہ

نہیں عابد کو اے ساقی کسی پہلو سکوں حاصل
سنائے وہ بتا! کس راز داں کو اپنا افسانہ

نتیجۂ فکر جناب عبدالسلام صاحب اختر ایم اے

آخری زمانے کی آخری جماعت!

سُنو! اے اہلِ ایماں اِک حکایت
بُخاری میں یہ آتی ہے روایت

کہ اہلِ حق کو سمجھاتے تھے اک دن
رسول اللہ فرماتے تھے اِک دن

مسلمانو! اک آئے گا زمانہ
بدل جائے گا عالم کا فسانہ

عداوت کا عَلَم ہوگا زمیں پر
سیاہی ہوگی مہرِ آتشیں پر

سعادت جا چُھپے گی آسماں میں
شقاوت بیج بوئے گی جہاں میں

سحر کی ضَو بھی تھرّائے گی ہر سُو
شبِ تاریک چھا جائے گی ہر سُو

مگر دُنیا کے ایسے دَور میں بھی
جماعت ایک ہوگی مومنوں کی

جو اِس ظلمت کدہ دَورِ جہاں پر
فرازِ کوہ پر فرشِ زماں پر

بشکلِ بندگی دائم رہے گی
خُدا کے حُکم پر قائم رہے گی

جو شامل ہوگا اُن کے کارواں میں
وُہ عزّت پائے گا دونوں جہاں میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام ادب اردو زبان

(۱)

کسی ادیب کے متعلق اس وقت تک صحیح رائے نہیں قائم کی جا سکتی۔ جب تک کہ اس کے ہم عصر ادیبوں کے ادب سے واقفیت نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ادب کا مقام بھی اُسی وقت معلوم ہو سکتا ہے جبکہ آپ کے زمانہ کے ادب سے واقفیت ہو۔ اِسی اصل کو ملحوظ رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل سطور میں آپ کے ہم عصر اُدباء کا اسلوب نگارش بیان کیا جاتا ہے۔

اُنیسویں صدی کے ادیبوں کو مجموعی حیثیت سے دیکھا جائے تو دو قسم کے ادیب پائے جاتے ہیں۔ ۱- قدامت پسند ۲- جدّت پسند

قدامت پسند ادیب اپنے ادب میں قافیہ، سجع اور مشکل الفاظ استعمال کرتے تھے۔ اور پرانی ڈگر پر ہی چل رہے تھے۔

جدّت پسند ادیب نئی روش اختیار کر رہے تھے اور قافیہ، سجع وغیرہ سے بے نیاز تھے۔ یہ ادیب انگریزی ادب سے متأثر تھے۔ ان کا رجحان سادہ اور بے تکلف ادب کی طرف تھا۔

ذیل میں اسی صدی کے مشہور ادیبوں کی تصانیف اور ان کے ادب سے مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے

(امین اللہ خان سالک جامعۃ المبشرین)

سر سید احمد خان: آپ ۱۸۱۷ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹۸ء میں وفات پائی۔

تصانیف: خطبات الاحمدیہ، آثار الصنادید، اسباب بغاوت ہند، قول متین، جلاء القلوب (تحفہ حسن) اور راہ سنت وغیرہ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ آپ نے قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھی مگر وہ پندرہ سیپاروں سے زیادہ نہ لکھ سکے۔ اس کی چھ جلدیں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے ایک مشہور رسالہ "تہذیب الاخلاق" کا بھی اجراء کیا تھا جس میں آپ کے اور دیگر اُدباء کے قابل قدر مضامین شائع ہوتے تھے۔

طرزِ نگارش: سر سید قواعد صرف و نحو اور قواعد انشاء پردازی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنے مطلب کو بیان کرنے کی طرف زیادہ توجہ رکھتے تھے۔ چنانچہ رام بابو سکسینہ نے ہسٹری آف اردو لٹریچر میں آپ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ

"اُن کا طرز تحریر زوردار مگر صاف اور سادہ ہے اس میں کسی قسم کی عبارت آرائی نہیں ہے۔ کچھ غلطیاں بھی اس میں نکلیں گی۔ مگر سید صاحب قواعد صرف و نحو کی پابندی کی مطلق پرواہ نہیں کرتے تھے وہ مقررہ قواعد انشاء پردازی سے بالکل بے نیاز تھے"

(تاریخ ادب اردو ترجمہ مرزا محمد عسکری صـ۲۴۲)

آپ کی تحریر کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔ اندھیری رات اور بڈھے کے تأثرات کی کیا عمدہ تصویر کھینچی ہے۔

"برس کی اخیر رات کو ایک بڈھا اپنے اندھیرے گھر میں اکیلا بیٹھا ہے۔ رات کی ڈراؤنی اندھیری ہے۔ گھٹا چھا رہی ہے۔ بجلی تڑپ تڑپ کر کڑکتی ہے۔ آندھی بڑے زور سے چلتی ہے دل کانپتا ہے۔ اور

دم گھبراتا ہے۔ بڈھا نہایت غمگین ہے مگر اس کا غم نہ اندھیرے گھر پر ہے نہ اکیلے پن پر اور نہ اندھیری رات اور بجلی کی کڑک اور آندھی کی گونج پر اور نہ برس کی آدھی رات پر۔ وہ اپنے پچھلے زمانے کو یاد کرتا ہے۔ اور جتنا زیادہ یاد آتا ہے اتنا ہی غم بڑھتا ہے۔"

(انتخاب مضامین سرسید صفحہ ۶۷ گزرا ہوا زمانہ)

آپ کی عبارت میں قومی درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے ایک بے عمل بڈھے کا حسرتناک انجام بیان کرنے کے بعد کیا عجیب رنگ میں نصیحت فرماتے ہیں۔

"پس اے میرے پیارے نوجوان ہموطنو! اور اے میری قوم کے بچو! اپنی قوم کی بھلائی پر کوشش کرو۔ کہ اخیر وقت میں اس بڈھے کی طرح نہ پچھتاؤ۔ ہمارا زمانہ تو اخیر ہے۔ اب خدا سے یہ دعا ہے کہ کوئی نوجوان اٹھے اور اپنی قوم کی بھلائی میں کوشش کرے آمین۔"

(انتخاب مضامین سرسید صفحہ ۶۷)

بعض جگہ آپ کی عبارت میں سلاست نہیں پائی جاتی اور ثقیل الفاظ بھی آپ نے استعمال کئے ہیں ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

"بعد اس تقریر کے اہل تنجیم۔ اہل ہیئت یونانیہ کو ایک اور مشکل پیش آئی جس سے انہوں نے صُوَر بروج کو فلک ہشتم پر اور تقسیم بروج کو فلک نہم پر مانا۔ مگر یہ مسائل علم ہیئت کے ہیں۔ اس کی بحث کا یہاں موقع نہیں ہے۔ غرضیکہ انہی کواکب کے مجمع کو جن سے صورت حمل و ثور و جوزا و سرطان وغیرہ کی پیدا ہوتی تھی۔ اہل عرب بروج کہتے تھے اور ان کا کہنا صحیح تھا۔ بس قرآن مجید میں بھی انہی پر بروج کے لفظ کا اطلاق ہوا ہے جو ذرا بھی ہمارے بیان کے منافی نہیں ہے اور نہ کسی طرح لفظ بروج کا آسمان کے مجسم جسم صلب بلورین ہونے کا متقاضی ہے۔"

(تہذیب الاخلاق جلد دوم صفحہ ۲۷۵)

محمد حسین آزاد:۔ جدید اردو کے بانی سمجھے جانے والے آزاد سنہ ۱۸۲۷ء میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۹۱۰ء میں راہی ملکِ بقا ہوئے۔

آپ نظم و نثر دونوں کا ملکہ لے کر آئے تھے۔ آپ کی نظموں کا مجموعہ "نظم آزاد" کے نام سے شائع ہوا۔ غدر سے پہلے کی نظمیں ضائع ہو جانے کی وجہ سے اس میں شامل نہیں ہو سکیں۔

آپ نے لاہور میں "انجمن پنجاب" کی بنا رکھی جس کا مقصد یہ تھا کہ طرحی مشاعروں کا رواج ہٹایا جائے۔ خلاف فطرت مضامین نہ باندھے جائیں۔ اشعار میں تشبیہ و استعارہ کی بھرمار نہ ہو اور مبالغہ سے کام نہ لیا جائے۔ بلکہ اظہار اصلیت اور صاف بیانی مدنظر ہو۔ آپ نے خود اسی طرح نظمیں لکھیں۔

آپ کے چند اشعار یہ ہیں:۔

صنم ہے گردشِ عالم نگاہ مہر سے تیری
اگر تو مہرباں ہوتا تو عالم مہرباں ہوتا

جوانی معرکۂ حسن و عشق تھا آزاد + چلا نہ دل پہ جو قابو تو جان ہار آیا

سنے گا دیکھنا دور و کے آواز اک جہاں میری
تمہارے عشق کی ہے داستاں اور ہے زباں میری

مثنوی کا رنگ دیکھئے:۔

چلا وہ بادلوں کا قدم چوم چوم کر — اور اٹھا آسماں کی طرف جھوم جھوم کر
بجلی کو دیکھو آتی ہے کیا کوندتی ہوئی — سبزہ کو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا روندتی ہوئی
آتی ادھر صبا ہی اُدھر ہے نسیم بھی — اور ان کے ساتھ ساتھ ہے آتی شمیم بھی

(مثنوی ابر کرم)

مثنوی "شب قدر" میں "طالب علم" اور "چور" کی بھی کیفیت بیان کی ہے:۔

طالب علم

ہیں مدرسے کے طالبعلم اپنے حال میں — کل امتحان ہے سو اسی کے خیال میں
مل مل کے یاد کرتے ہیں آپس میں دو دو سر — پڑھتے جو تھے ابھی ہیں کچھ فکر و غور سے
کر لیں جو کچھ کہ کرنا ہے شب درمیان ہے — کل صبح ہے پہ جان ہے اور امتحان ہے

جی چھوڑ بیٹھے مرد یہ ہمت سے دور ہے
قسمت تو ہر طرح ہے پہ محنت ضرور ہے

چور

(باقی)

از قلم جناب گیانی عباد اللہ صاحب

سکھ ازم کے محقق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی حقانیت اور صداقت کو واضح کرنے کے لئے دیگر مذاہب کی کتب کی خوب چھان بین فرمائی ہے۔ اور اس تحقیقات کے بعد تمام دنیا کو مخاطب کر کے یہ اعلان فرمایا کہ :- ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

اس سلسلہ میں حضور نے جہاں دوسرے مذاہب کی کتب کا گہری نظر سے مطالعہ کیا۔ وہاں سکھ لٹریچر کی بھی خوب ورق گردانی فرمائی۔ چنانچہ حضور کا اس بارہ میں یہ ارشاد ہے :-

"واضح ہو کہ ہمیں باوا صاحب کے کلمات کا بخوبی علم ہے۔ اور ہم نے تیس برس سے یہ شغل رکھا ہے"
(ست بچن صفحہ ۲۴)

ایک اور مقام پر حضور نے فرمایا ہے :-

"اس وقت گرنتھ ہمارے پاس ہے اور نہ آج سے تیس برس سے ہم باوا صاحب کے عقائد کا پتہ لگانے کے لئے جہاں تک انسانی طاقت ہے خوض کر رہے ہیں"
(ص ۲)

اس تحقیقات اور چھان بین کے نتیجہ میں حضور نے ۱۸۹۵ء میں ایک معرکۃ الآراء کتاب "ست بچن" کے نام پر شائع فرمائی۔ اس کتاب کو اگر سکھ مذہب کی انسائیکلو پیڈیا کا نام دیا جائے تو یہ کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ بلکہ اظہار حقیقت ہوگا۔ حضور نے اس کتاب میں سکھ کتب کے متعدد حوالہ جات پیش کر کے یہ ثابت کیا کہ سکھ لوگ جس بزرگ ہستی جناب باوا نانک صاحب کو اپنے مذہب کا بانی تسلیم کرتے ہیں۔ وہ کسی نئے مذہب کا بانی نہ تھا بلکہ اسلام کا شیدائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فدائی تھا اور وہ باوجود ہندوؤں کے ایک مشرک گھرانہ میں پیدا ہونے کے توحید باری تعالیٰ کا عاشق صادق تھا۔ حضور کی اس تحقیقات کی بناء پر کئی سکھوں نے باوا صاحب کے اس مسلک کے پیش نظر اسلام قبول کر لیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک سکھ ودوان کا بیان ہے :-

"(حضرت) مرزا صاحب (علیہ السلام) ...... محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا نام سناتے ہیں اور گورو نانک صاحب کو ان کا چیلہ بیان کرتے ہیں۔ ...... بیچارے سکھ دنگ ہو کر رہ جاتے ہیں اور کمزور دل غفلت کر کے اکثر اپنی قوم سے کٹ جاتے ہیں"
(ترجمہ از خالصہ سماچار ۱۸ دسمبر ۱۸۹۹ء)

ایک اور ودوان نے بیان کیا ہے کہ :-

"(حضرت) مرزا قادیانی (علیہ السلام) نے ...... یہ بیان کیا ہے کہ وہ (بابا نانک صاحب) اپنا دین اسلام کو تسلیم کرتے تھے ...... کئی سیدھے سادھے خالصہ بھائی اس بات پر یقین کر رہے ہیں"
(ترجمہ از من ست پرہار صفحہ ۲۵)

ان دونوں حوالہ جات کا یہ خلاصہ ہے کہ سکھوں میں ایک طبقہ ایسا ہے جو جناب بابا نانک صاحب کے مذہب کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ نظریہ کو اپناتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جو حضور کے اس نظریہ کو اپنے خود ساختہ عقاید اور باباجی کے مسلک کے الٹ پا کر ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان بھائی پرتاپ سنگھ جی گیانی نے لکھا ہے کہ :-

"(حضرت) مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نے اپنی کتاب

ست بچن میں سری گورونانک جی کے بارہ میں کئی غلط باتیں لکھی ہیں۔" (ترجمہ از اتہاس لیکچر ص۵۷)

افسوس کہ گیانی جی نے بغیر کسی ثبوت کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر غلط باتیں لکھنے کا الزام دینے کی جسارت کی ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ اگر کوئی بات گیانی جی کے نزدیک غلط تھی۔ تو اُسے پیش کرتے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا حقیقت یہ ہے کہ حضور کی مقدس تصنیف ست بچن میں ایک بھی ایسی بات نہیں جسے سکھوں کا کوئی بڑے سے بڑا وِدوان بھی غلط ثابت کرسکے۔ بلکہ اس کے برعکس حضور نے آج سے تقریباً پون صدی قبل سکھ دھرم کی مقدس کتب گورو گرنتھ صاحب اور جنم ساکھی بھائی بالا وغیرہ کے بارہ میں جن خیالات کا اظہار کیا، آج سکھ محققین کافی چھان بین کرنے کے بعد انہیں اپنانے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ چنانچہ حضور نے گورو گرنتھ صاحب کے بارہ میں یہ رائے ظاہر فرمائی تھی۔ کہ:۔

"یہ گرنتھ جو خالصہ صاحبوں کے ہاتھ میں ہے باوا صاحب کی وفات سے بہت مدت بعد اکٹھا کیا گیا ہے۔ اور روایتوں کا کوئی صحیح سلسلہ سکھوں کے ہاتھ میں نہیں ہے معلوم نہیں کہ کہاں کہاں سے اور کس کس سے یہ شعر لئے گئے اور کیا کچھ کم کیا گیا یا بڑھایا گیا۔"
(تریاق القلوب ص۱۰۶)

ایک اور مقام پر حضرت باوا صاحب کے کلام کے بارہ یہ ارشاد فرمایا تھا کہ:۔

"چونکہ ان اشعار کو جمع کرنے میں پوری احتیاط سے کام نہیں لیا گیا۔ اس لئے ...... دوسرا شبہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ باوا صاحب کے اشعار میں اجنبی اشعار بہت ملا دئے گئے ہیں اور ان کے نام پر اپنا سکہ چلایا گیا۔"
(ست بچن ص۹۱)

آج سکھ ودوان حضورؑ کے اسی نظریہ کی تائید کر رہے ہیں۔ چنانچہ پراچین بیڑاں کے مشہور محقق سردار جی۔ بی سنگھ جی ریٹائرڈ ڈپٹی ماسٹر جنرل نے جناب بابا نانک صاحب کے نام پر گورو گرنتھ صاحب میں درج شدہ بانی کے بارہ میں یہ رائے ظاہر کی ہے۔

"یہ امکان موجود رہا کہ کوئی بانی یا شبد گورو گرنتھ صاحب میں ایسے درج ہو گئے ہوں جو اصل میں گورو نانک صاحب کے اپنے نہ ہوں۔ اور یہ شبد خواہ بابا موہن کی پوتھیوں میں سے لئے گئے ہوں یا باہر سے اکٹھے کئے گئے ہوں۔" (ترجمہ از پراچین بیڑاں ص۲۹)

اس کے علاوہ مشرقی پنجاب سے ایک کتاب "ستگورو بناں ہور کچی ہے بانی" کے نام پر شائع کی گئی ہے اس کتاب کے مصنف ماسٹر نرنجن سنگھ جی اور گیانی گوردیال سنگھ جی ہیں۔ ان دونوں ودوانوں نے اس کتاب میں یہ ثابت کیا ہے، کہ موجودہ مروجہ گورو گرنتھ صاحب اپنی اصل شکل میں قائم نہیں رہا۔ اس میں لوگوں نے گوروؤں کی وفات کے بعد بہت کچھ ردو بدل کر دیا ہے۔ ان کے نزدیک، گورو گرنتھ صاحب کو نئے سرے سے مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ اور گورو گرنتھ صاحب کے قلمی نسخوں کا یہ حال ہے کہ کوئی دو نسخے آپس میں نہیں ملتے چنانچہ ایک ودوان نے لکھا ہے کہ:۔

"پیچھے گورو ہرگوبند صاحب کے بیٹے سورج مل کا لڑکا دھیر مل بہت چالاک تھا ..... اس نے ہزاروں محرف مبدل گرنتھ لکھوا کر جگہ جگہ بھجوائے۔" (ترجمہ از ستگور بناں ہور کچی ہے بانی ص۱۲)

خدا تعالےٰ کے مقدس مسیح کا ارشاد ہے:۔

گرنتھوں میں ہے شک کا احتمال
کہ انساں کے ہاتھوں سے ہیں دست مال
جو پیچھے سے لکھتے لکھاتے رہے
خدا جانے کیا کیا بناتے رہے (ست بچن ص۳۵)

اسی طرح حضور نے جنم ساکھی بھائی بالا کے بارہ میں یہ رائے ظاہر کی تھی کہ:۔

"ان جنم ساکھیوں کے اکثر بیانات صرف غیر معقول ہی

نہیں بلکہ ان میں اس قدر تناقض ہے اور اس
قدر بیانات میں تناقض پائے جاتے ہیں۔ کہ ایک
عقلمند کے لئے بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ اس
حصہ کو جو غیر معقول اور قریب قیاس باتوں سے
متضاد ہے پایہ اعتبار سے ساقط کر دے۔"
(ست بچن ص۲۳)

ایک اور مقام پر حضور نے فرمایا ہے:-
"ایسی قابل شرم باتیں اور نہایت مکروہ جھوٹ
جنم ساکھیوں میں پائے جاتے ہیں کہ جو نہ صرف
منقول کے خلاف ہیں بلکہ عقل اور نقل دونوں کے
خلاف ہیں۔" (ست بچن ص۲۳)

ایک سکھ وروان نے جنم ساکھی بھائی بالا کے بارہ میں
مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے:-
"اب قابل غور بات یہ ہے کہ بھائی بالے والی
جنم ساکھی کہاں تک مستند ہے۔ جس جنم ساکھی میں ایسی
موٹی موٹی باتیں بھی غلط لکھی ہوئی ہوں۔ وہ جنم ساکھی
بھلا کب مستند تسلیم کی جا سکتی ہے۔"
(ترجمہ از کتک کہ وساکھ ص۱۳۶)

ایک اور مقام پر مرقوم ہے:-
"یہ جنم ساکھی شروع سے آخر تک جعلی ہے۔
جھوٹی ہے۔ بناوٹی ہے۔ نندا سے بھرپور ہے
سننے کے قابل نہیں۔ دیکھنے کے لائق نہیں۔
اِسے باندھ کر ایسی جگہ پہنچانا چاہیئے جہاں اس
کا نام و نشان بھی مٹ جائے۔"
(ترجمہ از کتک کہ وساکھ ص۳۴۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سکھ کتب کے متعدد حوالہ جات
پیش کر کے باباصاحب کے بارہ میں اعلان فرمایا کہ:-
"ہماری رائے باباصاحب کی نسبت یہ ہے کہ بلاشبہ
وہ سچے مسلمان تھے۔" (ست بچن ص۲۹)

بعض سکھوں نے حضور کے اس اعلان کو ناپسند کیا۔ بلکہ
یہاں تک ظاہر کیا۔ کہ اس طرح بابا نانک کی توہین کی گئی ہے
چنانچہ ایک سکھ وروان نے لکھا ہے کہ:-
"آج کل کے احمدی مسلمان بھی گورونانک جی کو
مسلمان...... بیان کر کے قرآن شریف کے
پرچارک ظاہر کر کے گورونانک کی توہین کر رہے
ہیں۔ سکھ کبھی بھی تسلیم نہیں کر سکتے کہ وہ گورو
صاحب کی عزت کرتے ہیں۔"
(ترجمہ از ستگور وبناس ہو۔ کچی اے بانی ص۳۴۵)

لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضور نے باباصاحب کو مسلمان اس
لئے قرار نہیں دیا کہ ان کی توہین کی جائے بلکہ اس سے حضور کا
منشاء یہ تھا۔ کہ تمام مسلمانوں کے دلوں میں باباجی کی صحیح عزت
اور عظمت کو قائم کیا جائے۔ چنانچہ حضور نے باباجی کی عزت اور احترام
کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا کہ:-
"ہمیں باواصاحب کی بزرگیوں اور عزتوں میں
کچھ کلام نہیں۔ اور ایسے آدمی کو ہم درحقیقت خبیث
اور ناپاک طبع سمجھتے ہیں جو ان کی شان میں کوئی نالائق
لفظ منہ پر لاوے یا توہین کا مرتکب ہووے۔"
(ست بچن ص۱۱)

ایک مقام پر حضور نے فرمایا ہے:-
"باواصاحب کے قول اور فعل سے ان کا اسلام
ایسا ثابت ہوتا ہے کہ جیسے نصف النہار میں آفتاب۔
چاہیئے کہ ہر مسلمان ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھے۔
اور اخوت اسلام میں داخل تصور کرے۔" (" " ص۵۶)

اس سے ظاہر ہے کہ حضور نے باباجی کو اس لئے
مسلمان ثابت نہیں کیا۔ کہ ان کی توہین کی جائے۔ بلکہ حضور کا
منشاء یہ تھا۔ کہ باباجی کی عزت صحیح رنگ میں قائم کی جائے۔ جن
دنوں حضور نے ست بچن کی اشاعت فرمائی تھی۔ ایک سکھ ودوان
نے لکھا تھا کہ:-
"پھر ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ایک میرزا صاحب سفید ریش والے
لمبا چوغہ پہنے ہاتھ میں ایک کتاب لئے کھڑے اپدیش کر
رہے ہیں اور گورونانک صاحب کی تعریف کر رہے ہیں
کہ گورو صاحب ولی تھے .... خدا کے برگزیدہ تھے۔ ان
کا کلام الہامی تھا۔" (ترجمہ از اخبار سماچار امرتسر ۸ دسمبر ۱۸۹۹ء) (باقی)

امامِ وقت

"امامِ وقت" کو مانو فقط خدا کے لئے
وہ آیا دینِ محمدؐ کی اقتدا کے لئے

خدا نے ہر گھڑی روشن نشان دکھلائے
اس اپنے مہدیٔ معہود حق نما کے لئے

نزولِ وحیِ خدا ہو چکا ہے مستلزم
ازل سے تا بہ ابد دین کے بقا کے لئے

نبی کا نام نہ پایا کسی نے اُمّت میں
یہ شان وقف ابھی تک تھی میرزا کے لئے

دیا سلامِ محبت رسولِ اکرمؐ نے
اس اپنے خادمِ اسلام باوفا کے لئے

ہوا ہے جلوہ نما قادیاں کی بستی میں
وہ۔ انتظار تھا جس مردِ باخدا کے لئے

مسیحِ وقت نے مُردوں کو زندگی بخشی
وہ آیا دہر میں ہر درد کی دوا کے لئے

تمام نبیوں کی پاکیزگی ہوئی ثابت
"امامِ وقت" ہے تصدیقِ انبیا کے لئے

مٹایا ظلمتِ باطل کو لاجرم اس نے
طلوعِ مہرِ ہدایت ہوا ضیا کے لئے

نشاں قرار دیا ہے تمام عالم میں
اُسے خدا نے قبولیتِ دعا کے لئے

جہاں پہ غلبۂ اسلام اب مقدّر ہے
تمام عزّت و عظمت ہے مصطفےٰ کے لئے

نئی زمین نیا آسماں بنیگا پھر
فرشتے اُتریںگے ہر قلب کی ضیا کے لئے

کبھی نصیب نہ ہوگی وصال کی لذّت
ملیں نہ خاک میں جبتک ہم آشنا کے لئے

غلامِ احمدِ موعود کی اطاعت میں
ملا چراغِ صداقت رہِ ہُدیٰ کے لئے

خدا کے فضل و عنایت نے دستگیری کی
اُٹھے ہیں شادؔ مرے ہاتھ جب دعا کیلئے

محمد ابراہیم شادؔ

ملاحظات

از قلم جناب خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی واقف زندگی

امام عصر کے پیشکردہ علم کلام کے متعلق چند تنقیدی زاویے

جدید اسلامی لٹریچر کی روشنی میں

(۱)

مولوی سید ظہور احمد شاہ صاحب شاہجہانپوری اپنی تصنیف "صدائے صور" میں رقمطراز ہیں کہ:-

"دیکھ آسمان کی طرف یہ وہ آسمان نہیں ہے جو ایک صدی پہلے تھا۔ اور دیکھ زمین کی طرف یہ وہ زمین نہیں ہے جو ایک صدی پہلے تھی۔ آسمان و زمین دونوں بدل گئے نہ پستی وہ پستی ہے اور نہ بلندی وہ بلندی ہے پس اے پست و بلند کے ساتھ گذرنے والے تو بھی بدل جا تو بھی وہ نہ رہ جو ایک صدی پہلے تھا"

(صدائے صور ۳ مطبوعہ حمیدیہ برقی پریس دہلی)

خدا تعالےٰ کی شان ایک زمانہ وہ تھا جبکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے علم کلام کو خندہ استہزاء بناتے ہوئے فقیہہ شہر کی طرف سے کہا جاتا تھا کہ آپ نے اپنی بعض کتب میں نئی زمین اور نئے آسمان کی تشکیل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ

"سو خدا نے ارادہ کیا کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بنائے وہ کیا ہے نیا آسمان اور کیا ہے نئی زمین۔ نئی زمین وہ پاک دل لوگ ہیں جن کو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے۔ جو خدا سے ظاہر ہوئے۔ اور خدا ان سے ظاہر ہوگا۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اس کے بندے کے ہاتھ سے اُسی کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں" (کشتی نوح ص۶ مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان)

کیا یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی فتح نہیں کہ وہی حضرات جو کل تک حضور کی ذات پر نئی زمین و آسمان کے الفاظ استعمال کرنے پر اعتراض کیا کرتے تھے آج بنفس نفیس نئی زمین اور نئے آسمان کا غلغلہ بلند کئے ہوئے ہیں ؎

مرے تغیر وضع پہ ہنستا تھا – انقلاب (؟) زمانے میں

(۲)

اخبار "اہل حدیث" (سوہدرہ) کی ایک اشاعت میں زیر عنوان "فتاویٰ" سوال ۳۱۳ درج کر کے کہ

"زید اپنا حج ادا کرنے کے لئے بیت اللہ گیا۔ اور وہیں چند روپیہ دے کر کسی عرب سے اپنی طرف سے باپ کا حج بدل کرالیا۔ کیا اس طرح حج بدل ہو جاتا ہے۔"

یہ جواب دیا گیا ہے کہ

"حج بدل کا مطلب یہ ہے۔ کہ کسی کے پاس اتنی رقم ہو کہ اس پر حج فرض ہو۔ مگر وہ بوجہ عذر معقول خود سفر کے قابل نہ ہو تو اپنی جگہ کسی دوسرے کو بھیجکر وہ روپیہ خرچ کرے اگر روپیہ اس نے بچا لیا تو حج کیسے ہوگا۔ یہ ایک دھوکہ ہے جو اپنے نفس کو دیا گیا ہے۔ یُخٰدِعُونَ اللہ والذین اٰمنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون۔" (اہلحدیث ۲۴ جولائی ۱۹۵۴ء ص۲۷ کالم ۳)

اس فتویٰ میں "بوجہ عذر معقول خود سفر کے قابل نہ ہو" تو حج بدل کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جبکہ علاوہ دیگر شرائط حج کے راستہ کا امن بھی ایک ضروری شرط ہے اور یہ شرط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خود حج کرنے میں مانع تھی۔ کیونکہ بقول مدیر صاحب رسالہ "انوار الصوفیہ" لاہور

"یہ وہی مرزا ہے جس کی نسبت حرمین الشریفین و دیگر ممالک اسلام سے کفر کے فتوے آچکے ہوتے ہیں۔ اور جس کے اعتقادات کو ساری دنیا کے علماء دین نے الحاد و زندقہ قرار دیا ہے" (انوار الصوفیہ مئی ۱۹۰۸ء ص۳۵)

ان فتاویٰ کی موجودگی میں انصاف سے بتائیے۔ حضرت مرزا صاحب خود کیونکر حج کر سکتے تھے۔ ایسی صورت میں تو آپ کے

حج کرنے کا مطلب یہ تھا کہ (نعوذ باللہ) آپ خدا تعالےٰ اور اُس کے پاک رسول سید الانبیاء حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ حدود و شرائط کو توڑ کر گنہگار بنتے جبکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ یعنی دیدہ و دانستہ اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالو ہاں آپ کی طرف سے حضرت حافظ احمد اللہ صاحب نے حج بدل کیا۔ اور حج بدل اہل حدیث اور دیگر اسلامی فرقوں کے نزدیک مسلّمہ طور پر جائز ہے۔

(۳)

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری تحریر فرماتے ہیں:-

"مرزا صاحب قادیانی نے کہیں ایک شعر ایسا لکھ دیا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی برتری مفہوم ہوتی ہے۔ جو یہ ہے:- ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

تو آج تک ان کی قبر پر بھی لوگ کفر کے کلمات کہہ آتے ہیں مگر حافظ جماعت علی شاہ کے مرید اس سے بھی زیادہ حضرت عیسیٰ روح اللہ، نبی اللہ، رسول اللہ علیہ السلام پر حافظ جی کی برتری اور ان کی ہتک کے شعر کہتے ہیں۔ ان کو کوئی نہیں پوچھتا سب ناواقف ہُو حق کئے جاتے ہیں۔ سنئے! وہ شعر یہ ہے۔ مرید ان کو مخاطب کر کے کہتے ہیں ؎

سنا کرتے تھے عیسیٰ کی مسیحائی کا شور و غل
دلِ مُردہ کو زندہ تو بنا دے اے مرے خواجہ

اس لئے ہم بے لاگ اور خدا لگتی کہنے سے نہیں رک سکتے کہ حافظ جماعت علی شاہ کے ادعا اور القاب، مرزا قادیانی کے ادعاؤں سے کم نہیں۔ جن لوگوں نے اُن کے مریدوں کی تحریریں دیکھی ہوں گی۔ وہ تو ہمارے دعویٰ کو بالکل صحیح سمجھیں گے۔ ہاں جنہوں نے نہ دیکھی ہوں وہ ہم سے ثبوت لے سکتے ہیں۔"

(اخبار اہلحدیث ۱۳ جنوری ۱۹۲۲ء)

اس پرچہ میں مولوی صاحب نے پیر جماعت علی شاہ صاحب کی میں ان کے مریدوں کی طرف سے کہے ہوئے مندرجہ ذیل دو شعر بھی درج کئے ہیں ؎

"دل کے بھیدوں سے تو واقف راز سینہ تجھ پہ وا
غرض مطلب یاں مرا محتاج گویائی نہیں
تُو وہ مسیح زماں ہے کہ قُم اگر کہہ دے
ابھی نہ گور میں مُردے کو عذر بے جانی" (〃)

کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ ہمارے غیر از جماعت بھائی خود تو اپنے پیر و مرشد کے لئے جو الفاظ بھی چاہیں استعمال فرمائیں وہ بجا ہے۔ لیکن اگر کوئی مامور ربانی باذنِ الٰہی کسی حقیقت و اصلیت کا اظہار کرے تو اس پر فرد جرم عائد کر دیا جاتا ہے۔ للہ بتائے کیا اسی کا نام انصاف اور خدا ترسی ہے؟؟؟

(۴)

حافظ انور علی صاحب رہتکی جج پنشنر رسالہ "انوار الصوفیہ" لاہور کی ایک اشاعت میں "قانون تصوف" کے زیر عنوان "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" صفحہ ۳ مصنفہ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلوی (مطبوعہ دہلی ۱۳۱۱ ہجری) سے حضرت ابو علی دقاق علیہ الرحمۃ کا یہ قول درج کرنے کے بعد کہ

"علامت یہ ہے کہ کسی شئے کا سبب سے ظہور ہو جیسے توالد تناسل بے ماں باپ کے نہیں ہوتا۔ ایسے تو الد معنوی بغیر مرشد کے نہیں ہوتا۔" تحریر فرماتے ہیں:-

"اس سے ظاہر ہے کہ جیسے بدوں باپ کے ولادت اُولیٰ نہیں ہوتی۔ ایسے ہی بدوں مرشد کامل کی القاء نسبت کے اور تلقین ذکر کے ولادتِ ثانیہ نہیں ہوتی۔ کہ یہ عادت اللہ ہے۔ کہ اسی طرح ولادت ثانیہ ہو۔ اور اس نیچرل لاء قانون ذاتی مقرر کردہ قدرت کو صرف عورت سے بدوں صحبت مرد کے بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ اور ایسے باطن مرید سے بدوں صحبت مرشد کامل القاء نسبت اور تلقین ذکر کے نوری بچہ مادہ نور ولایت کا پیدا نہیں ہوتا۔ اس کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔ خواہ وہ کتنی ہی کوشش کرے۔" (رسالہ انوار الصوفیہ (لاہور) جلد ۸ نمبر ۱)

حضرت مسیح موعود (بانی سلسلہ احمدیہ) علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

اپنی کتاب "کشتی نوح" وغیرہ میں مریمی صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہونے کے نتیجہ میں اپنے تئیں "ابن مریم" قرار دیا ہے لیکن عالم تصوف کے اس روحانی نکتہ سے ایک مخصوص طبقہ ابھی تک انکار پر مصر ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس "کوتاہ نظری" کو جلد یہ توفیق بخشے کہ وہ آنکھ اٹھا کر دیکھ لے کہ مرشد کامل سے تعلق پیدا کرنے اور "القاء نسبت" اور "تلقین ذکر" کے نتیجہ میں کس طرح "نوری بچہ اور مادہ نور ولایت" پیدا ہوتا ہے؟

(۵)

مولوی شفیع الدین صاحب مراد آبادی "مشاہیر مشائخ ہند" کے تحت حضرت شیخ احمد قندھاری علیہ الرحمۃ کے حالات بیان کرتے ہوئے اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"جب آپ اعداء سے تنگ آ گئے تو نماز کو کھڑے ہوئے اور پوری فاتحہ پڑھی لیکن ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہنچے تو ہر بن مو سے خون کا قطرہ ٹپکنے لگا۔ یہاں تک کہ خرقہ خون میں تر ہو گیا۔ علماء سے کہا دیکھو تم نے اے بزرگو! میں مثل زنِ حائضہ کے ہوں میرے اوپر نماز روا نہیں ہے مجھ سے باز پرس مت کرو۔"

(رسالہ انتظام المشائخ جلد ۵ نمبر ۱۰ صفحہ ۶۲)

اسی طرح رسالہ "الفرقان" لکھنؤ کی ایک اشاعت میں بحوالہ "الافاضات" حصہ ہفتم صفحہ ۱۱ لکھا ہے کہ:-

"الکرامۃ حیض الرجال"

(رسالہ الفرقان اکتوبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۴۲)

اسی طرح کے ہم معانی کرامت بزرگ کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بطور استعارہ اپنی بعض کتب میں "دردِ زِہ" اور "حمل" وغیرہ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور الہامی مضامین کی تشریح بھی فرما دی ہے لیکن حضور علیہ السلام کے مستعملہ ان الفاظ کو تمسخر کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اے کاش! فرزندانِ اسلام حضرت شیخ احمد قندھاری کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ان الفاظ کے مشتاق ہوں!!

(۶)

مولوی محمد ابراہیم صاحب کرنالی اپنی تصنیف "شرف المحترضین" میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"مشکوٰۃ شریف میں بروایت ابوہریرہؓ مروی ہے کہ حضور نے فرمایا ما من نبی الا رعی الغنم فقال اصحابہ وانت فقال نعم کنت ارعی علی قراریط لاھل مکۃ یعنی جسقدر انبیاء ہوئے سب نے بکریاں چرائی ہیں۔ صحابہ نے پوچھا۔ اور آپ نے یا حضرت؟ فرمایا ہاں میں بھی مکہ والوں کی بکریاں قیراطوں پر چرایا کرتا تھا (قیراط کوئی چھوٹا سا سکہ تھا جیسے یہاں پیسہ)"

(شرف المحترضین صفحہ ۳۳ مطبوعہ بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام دعویٰ ماموریت سے قبل محض عبادتِ الٰہی اور خدمتِ دین میں ہی اپنا وقت صرف کرنا چاہتے تھے اور حضور کی دلی تمنا تھی کہ اللہ تعالیٰ اس دورِ ظلمت میں مجھ سے اپنے دین کی خدمت کا کام لے لیکن اپنے والد محترم کے ارشاد کی تعمیل میں آپ کو (بامر مجبوری) سیالکوٹ میں کچھ عرصہ ملازمت کرنا پڑی جس پر غیر از جماعت حلقوں میں ہمیشہ اعتراض کیا جاتا رہا ہے۔ کہ آپ نے ملازمت کیوں کی جبکہ ملازمت منافی نبوت ہے؟

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ہمیں کہنے دیجئے کہ جب ہمارے آقا سید الانبیاء فخر العرب والعجم کا اسوۂ حسنہ یہی ہے تو اس پر عمل کرنے والا حضور کے غلام کے لئے سرمایۂ افتخار تو ہو سکتا ہے مگر محلِ اعتراض ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(۷)

اخبار "اہلحدیث" (سوہدرہ) کی اشاعت میں "سیرت المحدثین" کے ذیل میں زیر عنوان "امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ" ایک مضمون درج ہے اس مضمون میں زیر سرخی تعلیم و تربیت لکھا ہے کہ:

"جب نظم و سخن میں دسترس پا کر شعر و زن کرنے لگے تو کسی نے کہا صاحب! یہ آپ کیا کر رہے ہیں شعر کہنا تو گناہ ہے کیونکہ اکثر شاعروں کو بالغہ کرنا پڑتا ہے۔

اور مبالغہ جھوٹ ہی کی ایک قسم ہے۔ امام دارقطنی نے فرمایا کہ کیسے عجیب آدمی ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ناواقف ہیں۔ حضور کے عہد مبارک میں بھی غزل گو اور باکمال شاعر موجود تھے۔ جو دربار نبوت میں اپنے اشعار سناتے اور حضور سے داد سخن لیتے تھے۔ چنانچہ ایک بار بارگاہ نبوی میں شعر و شاعری کا ذکر چھڑا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "شعر ایک کلام ہے جس کا اچھا جز و تعریف و تحسین کے لائق ہے۔ اور برا حصہ بدی کا حامل۔ اور اس فرمان سے حضور صلعم کا مطلب یہ ہے کہ جو شاعر فحش و قبیح ہیں ان کا کہنا اور سننا روا نہیں۔ کہ ان میں برائی کے سوا اور کچھ نہیں ہے"

(اخبار اہلحدیث ۲۴ جولائی ۱۹۵۵ء صہ کالم ۱)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی شعر و شاعری پر قدغن لگانے والے حضرات بھی بخوبی آگاہ ہیں کہ آپ نے خدا تعالیٰ کی تحمید و تمجید اور اس کی پاک کتاب قرآن کریم اور تاجدار مدینہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس صحابہؓ کی مدح میں اردو۔ فارسی اور عربی زبان میں منظوم کلام لکھا ہے۔ اور نہایت دلآویز، پاکیزہ، دلنواز اور روح پرور نغمے گائے ہیں جن کو سنتے ہی زبان بے ساختہ پکار اٹھتی ہے کہ ؎

بلبل چہک رہا ہے ریاضِ رسول میں

فرمائیے کیا ایک عاشقِ رسول کی نغمہ سرائی بھی ناقابل فراموش جرم ہے؟

المحدُ فکریہ

(۸)

رسالہ "آستانہ" دہلی کی ایک اشاعت میں "تاریخ الانبیاء" کے زیر عنوان حضرت شعیب علیہ السلام کے کچھ حالات شائع کئے گئے ہیں۔ اس مضمون میں حضرت شعیب علیہ السلام کے مخالفین کے رویہ کا مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے کہ :-

"جب قوم نے دیکھا کہ یہ (حضرت شعیب علیہ السلام ناقل) تو باز ہی نہیں آتے اور ہمارے بتوں اور گناہوں کے خلاف انہوں نے بے پناہ وعظ شروع کر رکھا ہے۔ تو انہوں نے آپ کو ستانا بھی شروع کر دیا۔ آپ کی مجلس کی راہ پر بیٹھ جاتے اور لوگوں کو جلسہ میں آنے سے روکتے۔ آپ فصاحت و بلاغت اور شیریں زبانی میں تو بے مثل تھے ہی۔ اس لئے لوگ سب کچھ جانتے ہوئے بھی جلسوں میں پہنچ جاتے تھے۔ باہر کے لوگ بھی شریک ہوتے تھے اور یہ سرِ راہ بیٹھکر لوگوں کو روکتے تھے" (رسالہ آستانہ دہلی ماہ اپریل ۵۶ء صہ)

مولانا مصطفےٰ خاں صاحب اپنے ایک مضمون میں رقمطراز ہیں کہ:

"حضرت آدم علیہ السلام سے اس وقت تک ہمیشہ ایسا ہوتا چلا آیا ہے کہ مخالفین اسلام نے پرستارانِ حق کے مقابلہ میں بڑی بڑی جماعتیں۔ گروہ۔ پارٹیاں بنا بنا کر خدا کے ماننے والوں کی ہر طرح مخالفت کی اور کوئی دقیقۂ مخالفت فرو گذاشت نہیں کیا۔ لیکن خدائے برتر بھی ہمیشہ اہل حق کو غالب اور اہل باطل کو مغلوب کرتا رہا" (اخبار اہلحدیث ۲۶ دسمبر ۱۹۲۶ء ص ۶)

مولانا نے سچ ارشاد فرمایا کہ پرستارانِ حق کے خلاف بڑی بڑی جماعتوں، عظیم گروہوں اور زبردست پارٹیوں نے جو خوفناک کشمکش شروع کی اس کا سلسلہ ہرگز منقطع نہیں ہوا بلکہ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اس وقت تک جاری ہے۔ اور صداقت کے علمبرداروں کو الجھاؤ میں ڈالنے اور انکے خلاف گذشتہ "کارگر" حربوں کا استعمال کا اب بھی پورا پورا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ لیکن ساتھ ہی خدائے برتر کے آسمان سے اترنے اور اپنے بندوں کے استغاثہ پر دوڑے چلے آنے کے نظارے بھی دکھائی دے رہے ہیں۔

ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ "بصارت" کا نور "بصیرت" سے ہمکنار ہو جائے اور وہ اعتراضات کی پرخار وادیوں سے الجھنے کی بجائے خدا کے تازہ بتازہ نشانوں سے پوری مومنانہ جرأت کے ساتھ لطف اندوز ہونے کی کوشش کرے۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے دلبر کے راہ دکھلائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

آنکھ اس کی دوربیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمع دیں ہے عین الضیا یہی ہے

جو رازِ دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

از جناب حمید قریشی گوجرانوالہ

حضرت مسیح موعودؑ کی حقانیت کا ایک تابندہ نشان

مُصلح موعود!

(۲۰ فروری ۱۹۵۶ء کو جلسہ یوم مصلح موعود گوجرانوالہ میں پڑھا گیا)

آخری زمانہ جس کی برائیوں کے متعلق ہر مذہب کے رہنما نے اطلاع دی تھی اور بتایا تھا کہ وہ زمانہ ہر قسم کی برائیوں، بے حیائیوں، ابتلاؤں اور عذابوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوتے ہوگا۔ ایسی برائیاں اور ایسی تباہیاں جو زمین کی پیدائش سے اب تک نہ ہوئی ہوں گی۔ آخری زمانے کی برائیوں کا ذکر کرنے اور اُن سے ڈرانے کے بعد ہر مصلح نے یہی پیغام دیا کہ میں ایک بار پھر اس زمانہ میں آکر تمہیں ان ہلاکتوں سے بچاؤں گا۔

کرشن۔ زرتشت۔ بُدھ۔ کنفیوشس اور حضرت عیسیٰؑ سب نے یہی پیغام دیا۔ جوں جوں زمانہ قریب آتا گیا اس آنے والے موعود کی شکل ذرا واضح ہوتی گئی۔ اور خدا تعالیٰ کے آخری شارع نبی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو مہدی کا نام دے کر اس گندم گوں وجود کا حلیہ بھی بیان فرما دیا۔ اور زمیندار خاندان میں پیدا ہونیوالے نور کی حرکات تک سے اطلاع دے دی۔ زمانہ قریب میں حضرت عیسیٰؑ کا یہ پیغام کہ میں تم میں ایک بار پھر آؤں گا ابھی تک لوگوں کے کانوں میں گونج رہا تھا۔ صحابہ نے جب آپ سے استفسار کیا کہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

تو آپ نے یہی فرمایا ——— ”لا مهدی الا عیسیٰ“۔

کہ مہدی اور عیسیٰ ایک ہی بات ہے۔ اسلام ایک جامع مذہب کی شکل میں آگیا ہے۔ ہر مذہب کی خوبیاں اس میں سمیٹ دی گئی ہیں۔ کوئی اچھی تعلیم اس سے باہر نہیں رہی۔ عیسائی اپنا مصلح سمجھ کر اسے عیسیٰ کہہ سکتے ہیں۔ تم اُسے مہدی کہہ سکتے ہو۔

جب کچھ اور زمانہ گذر گیا تو شاہ نعمت اللہ ولی نے اور وضاحت کر دی۔ کہ آنے والے موعود مہدی کا نام ا ح م د ہوگا (احمد)

جب کچھ اور زمانہ گذرا اور حضرت بابا نانکؒ کا زمانہ آیا تو انہوں نے جگہ کی تعیین بھی کر دی کہ وہ آنیوالا موعود شخص بٹالہ کے پرگنہ میں زمیندار خاندان سے پیدا ہوگا۔ زمیندار خاندان اور فارسی النسل ہونے کا ذکر تو احادیث میں بھی تھا۔ اور مشرق کی طرف مقام نزول کا اشارہ بھی تھا۔ مگر قریب ترین زمانہ میں پہنچ کر گذشتہ کی تشریح بھی ہوگئی اور تخصیص بٹالہ کی نشان دہی حضرت بابا نانکؒ فرما گئے۔

بات ابھی ایک موعود پر ختم نہیں ہوتی۔ جب احادیث میں مہدی کا ذکر کیا گیا۔ تو ساتھ ہی بتا دیا کہ وہ شادی بھی کرے گا۔ شادی کرنا کوئی نئی بات تو نہیں تھی۔ جس کا خاص طور پر ذکر کرنے کی ضرورت تھی۔ ہر انسان شادی کرتا ہے۔ یہاں صرف

یہ بتانا مقصود تھا۔ کہ ہمارے مہدی کی شادی بابرکت اور بامقصد ہوگی۔ اور خداوند تعالےٰ اُس شادی سے ایک عظیم مصلح پیدا فرمائے گا۔

حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ نے اپنے قصیدہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ مہدی کے بعد اس کا بیٹا اس کی مسند پر جلوہ افروز ہوگا۔ گویا مہدی کے بیٹے کی ایک تاریخی حیثیت تھی۔ اور مہدی کے ذکر کے ساتھ ساتھ اسکے اُس جلیل القدر بیٹے کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھا جاتا تھا۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دل اسلام کی حالت دیکھ کر تڑپا۔ اور آپ نے خدا تعالےٰ کے حضور گریہ وزاری کی۔ کہ اے خداوند اس قوم میں ایک ایسا شخص برپا کر جو تیرے دین کی مدد کرے۔ اور اسلام کو دنیا میں سربلند کردے۔ تو خدا تعالےٰ نے اُس کے جواب میں بشارت دی کہ جا ہم نے تیری دعاؤں کو بہ پایۂ قبولیت جگہ دی وہ مصلح تیری ہی ذریت سے ہوگا۔ خدا تعالےٰ نے دیکھا کہ سارے جہان میں حضرت مسیح موعود سے زیادہ اسلام کی خاطر غیرت وتڑپ رکھنے والا کوئی وجود نہیں اس لئے مطلوب مصلح بھی اسی کے رنگ، ماحول اور سایہ سے مستفیض ہونا چاہیے۔

آپ نے واشگاف الفاظ سے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو وہ عظیم پیشگوئی شائع فرمادی جو آپ کو چالیس روزکی ریاضت کے بعد حاصل ہوئی تھی اور جس میں اس موعود ذکی غلام کی خوبیاں بیان کی گئی تھیں۔ جن میں سے چند یہ تھیں:۔

—— حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔

—— وہ جلد جلد بڑھے گا۔

—— قومیں اس سے برکت پائیں گی

—— زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا

—— اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

—— لوگوں کو بیماریوں سے نجات دیگا۔

گویہ موعود مصلح اکیلا احمدیوں کا مصلح نہیں بلکہ جس طرح پیشگوئی کے الفاظ ہیں سب دنیا کی بہتری اور بھلائی کے لئے مبعوث کیا گیا تھا۔ سخت ذہین وفہیم شہزادہ، عالمی معاملات میں بہتر سمجھ بوجھ رکھنے والا تھا۔ مگر افسوس خود احمدیوں کی دو جماعتیں اس تاریخی شہزادے کے متعلق اختلاف کر بیٹھیں۔ ایک نے حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد کو مصلح موعود سمجھا اور دوسری نے عام مسلمانوں اور عیسائیوں کی طرح منتظر رہنا بہتر جانا۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود کی تحریرات کو غور سے دیکھا جائے تو یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے۔ کہ مصلح موعود کے مصداق حضرت میرزا بشیر الدین ہی ہیں جس کا اقرار خدا تعالیٰ سے اشارہ پاکر خود انہوں نے کر بھی دیا۔ اب دیکھئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی مصلح موعود کس طرح لفظ بلفظ پوری ہو کر صداقت مسیح موعودؑ اور اسلام کی روشنی کا باعث بنتی ہے۔

★—— وہ جلد جلد بڑھے گا —— حضرت مسیح موعودؑ کو حضرت مصلح موعود کی صحت اور تعلیم کا ہمیشہ فکر رہتا تھا اور آپ چاہتے تھے کہ جس طرح پیشگوئی میں بتایا گیا ہے —— وہ علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اسی طرح انہیں ہر طرح کے علوم سیکھنے اور سکھانے کے موقعے دئے جائیں۔ لیکن آپ تو ان کی صحت خراب رہتی۔ . . . .

. . . . . حضرت مصلح موعود خود فرماتے ہیں کہ میں نے ایک امتحان میں TWO کو TOW لکھا تھا۔ اور سکول میں ہمیشہ نکمے ترین طالب علم تھے۔ ہر سال رعایتی پاس کئے جاتے تھے۔ ان ظاہری بے سروسامانیوں اور علمی نکمہ پن کے

پیچھے پیشگوئی کے الفاظ پکار پکار کر کہ رہے تھے ـــــــ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا۔ اور دنیا ان الفاظ پر ہنسی اُڑا دیتی تھی۔ آپ نے قرآن کریم کے اسباق اور حدیث شریف حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ سے پڑھی۔ ایک روایت ہے کہ جب آپ آموختہ یاد کرنے کا قصد کرتے تو مولوی صاحب فرماتے، آؤ میاں سبق لو۔ آپ فرماتے ابھی مجھے گذشتہ سبق یاد نہیں۔ پہلے اُسے سمجھ لوں۔ تو مولوی صاحب فرماتے۔ میاں تم ایک بار ان سب سے گذر جاؤ بس یہی کافی ہے۔ ان کے معانی بعد میں خود خدا تعالے تمہیں سمجھا دے گا۔ اُن دُور رس نگاہوں نے بھانپ لیا تھا کہ یہ جلد جلد بڑھنے والا نوجوان، خلفائے اسلامیہ میں سے کم عمر خلیفہ جس نے جلد جلد بڑھ کر سب سے پہلے منصب خلافت کو حاصل کرنا تھا، خدا تعالے کی مدد سے سب علوم پر عبور دلا دیگی۔

آج ان کے علم کا مقابلہ کسی سے مشکل ہے۔ روحانیت کے ایسے ایسے غیبی خزانے انہوں نے قوم کے آگے ڈھیر کر دئے ہیں کہ قوم حیران ہے کس کس کو اور کیسے اُٹھائے علم و عرفان کے وہ دریا بہا دئے ہیں کہ روح و دل کو سیراب کر دیا ہے۔

★ ـــــــ دنیا کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ کہا جاتا تھا کہ سلطنت برطانیہ پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ مگر آج خدا تعالے کے فضل سے یہ حالت ہے کہ جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ انڈونیشیا کے جزائر سے لے کر افریقہ کے تپتے صحراؤں سے پار امریکہ کی سر بفلک عمارتوں تک احمدیت کے پرچم لہرا رہے ہیں اور مصلح موعود کا نام اسلام کے ساتھ ساتھ دنیا کے کناروں تک شہرت پا چکا ہے۔ دنیا کے کونے کونے سے مشتاقانِ دید خدمت میں حاضر ہوتے۔ علم و عرفان کے موتیوں سے جھولیاں بھرتے اور روحانیت کی دولت سے مالا مال ہو کر لوٹتے ہیں۔ ایک طرف انڈونیشیا خواہش کرتا ہے کہ وہ مصلح موعود کو اپنے درمیان ایک بار دیکھ لیں۔ دوسری طرف افریقہ اس بات کا آرزو مند ہے۔ تیسری طرف امریکہ چشم براہ بیٹھا ہے کہ کب اس کا مقدر جگمگاتا ہے۔

★ ـــــــ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا ـــــــ مصلح موعود کے فیضیافتہ خدام ہر جگہ گمراہی اور ضلالت کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے انسانوں کو ان غیر قدرتی بندھنوں سے آزاد [illegible] اور خدائی طریق پر جینے کے اصولوں [illegible] روشناس کر رہے ہیں اسلام کی روشنی سے تاریکیوں کو ختم کر رہے ہیں۔ وہ مصلح موعود ہی کا مبارک وجود ہے جس کی بدولت ہندوستان کے وسط میں ملکانہ قوم کو نئے پڑتے ہوئے بندھنوں سے آزاد کرایا گیا۔ ایسے وقت میں جبکہ اسلام کے لئے ایک نازک مقام آ گیا۔ ملک کے بڑے بڑے رؤسا اور علماء بے دست و پا ہو کر رہ گئے۔ اسیروں کا رستگار بڑے صبر و استقلال سے آگے بڑھا اور اس نے ہزاروں غلام انسانوں کو آزادی دلا کر دم لیا۔

کشمیر کا [illegible] آیا تو یہی اسیروں کا رستگار مضطرب ہوا۔ اور انتہائی کوششوں اور ملاقاتوں کے بعد مغلوب و مظلوم قوم کے لئے مراعات لے کر ہی رہا۔ اس کے علاوہ ایسے ممالک جو آج تک غیر اقوام کے پنجہ تلے پڑے سسک رہے تھے۔ غلامانِ مصلح موعود ہی سے ایک غلام چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب عالمی عدالتوں میں ان کی رہائی اور آزادی کے لئے مقدور بھر کوششوں اور دعاؤں میں مشغول رہ کر انہیں رہائی دلاتے رہے۔ بڑے پیچیدہ مسائل کو حل کروا گئے، انہوں نے قید و بند کے قوانین کو کم کرائے، مجبوروں کو آزادی اور سکھ کا سانس دلایا۔ ان کوششوں سے کئی ممالک کی آزادی تسلیم کر لی گئی۔ عرب لیگ کے ممتاز رکن بذریعہ تار حضرت مصلح موعود سے اسیروں کی رستگاری کی اجازت مانگتے اور ممنون ہوتے رہے۔ اور وقت آ رہا ہے کہ کیا سیاہ اور کیا سفید۔ کیا سرخ اور کیا زرد سب اقوام آزاد ہو کر اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گی۔

ان سب نشانیوں کے بعد میں ایک اور نشانی کا بیان بھی ضروری سمجھتا ہوں جس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے ـــــــ اس کے [illegible] سمجھ میں نہیں آئے ـــــــ اور وہ یہ کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ اگر یہ سب باقی سب نشانیاں ایک شخص میں تفصیل سے پوری ہو رہی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے تسلیم نہ کیا جائے لیکن پھر بھی ان نشانات کی وضاحت [illegible]

★ ـــــ حضرت مسیح موعودؑ کے دونوں حرموں میں سے فوت شدہ اور زندہ سات لڑکے ہیں۔ اور خواہ کسی بھی رُخ سے گنا جائے آپ ہی تین کے بعد چوتھے بنتے ہیں۔ اس لئے آپ تین کو چار کرنے والے ہوئے۔

★ ـــــ حضرت مسیح موعودؑ پر زندہ بھائیوں میں سے صرف تین بھائی یعنی خود آپ، حضرت مرزا بشیر احمد اور حضرت مرزا شریف احمد ایمان لائے تھے۔ لیکن مرزا سلطان احمد صاحب نے حضور کے دعوے کو تسلیم نہ کیا حتیٰ کہ حضور فوت ہو گئے پھر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا زمانہ آیا اور گذر گیا۔ مگر کوئی بھی انہیں قائل نہ کر سکا۔ اور پھر حضرت مصلح موعود کا مبارک زمانہ آیا۔ جنہوں نے انہیں احمدیت کے قدموں میں جھکا کر تین کو چار کر دیا۔

★ ـــــ اسلامی دنیا میں قبل ازیں تین (مرکزی) مقاماتِ مقدسہ مکّہ۔ مدینہ اور قادیان موجود تھے آپ نے ربوہ آباد کر کے اُن تین کو چار کر دیا۔

آستانۂ احمد علیہ السلام

دیا ہے جس نے زمانے کو درسِ بیداری
زمانہ اس کی حقیقت سے آشنا ہی نہیں
جسے خدا نے بنایا ہے رہبرِ اقوام
وہ روشناس ابھی اقوام سے ہوا ہی نہیں
اس آستاں پہ جھکائیں گے بادشاہ بھی سر
دوائے درد کے طالب فقط گدا ہی نہیں
خزاں کے دَور سے پامال ہو چکا تھا جو
شجر وہ آج ثمر ور بھی ہے ہرا ہی نہیں
چمن کا حال سناتے ہیں آج ہم ناہید
کہ ہم نے آنکھ سے دیکھا بھی ہے سنا ہی نہیں

عبد المنان ناہید

★ ـــــ آپ کے
دوسری مسجد حضرت مسیح موعودؑ
بنائی۔ تیسری مسجد
میں مسجد نور کے نام سے
چوتھے مرکز میں آپ کے
میں حضرت مسیح موعودؑ نے
کا نام مسجد مبارک کی
یہ کشف بھی پورا ہو گیا
کو کھڑا کر دیا۔ ایک اور
تیرا نتعمیر ہوگا بھی یہاں
حضرت مسیح موعود کی طرح

خاندان کی پرانی مسجد۔ مسجد اقصیٰ تھی
نے مسجد مبارک کے نام سے
حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے عہد
بنی۔ اور چوتھی مسجد مبارک
ہاتھوں بنائی گئی۔ "تذکرہ"
لکھا ہے کہ میں نے محمود
دیوار پر لکھا دیکھا۔ سو
کہ محمود نے مسجد مبارک
پیشگوئی کہ حسن و احسان میں
پوری ہوتی ہے کہ آپ نے
دوسری مسجد کی بنا رکھی۔
اُس سے برکت پائیں گی۔

★ ـــــ تو میں
آپ کے خطبات صرف اپنی
اور ترقی کے لئے نہیں ہوتے
جماعت کی اصلاح۔ رہنمائی۔
بلکہ وہ بنی نوع انسان کو
اصلاح اور ترقی کی تبلیغ ہوتی ہے۔ جب آپ سچ کی خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ صرف احمدی ہی اس سے فوائد حاصل کر سکتے ہیں بلکہ ہر انسان اور ہر قوم ان کو اخذ کر کے ترقی پا سکتی ہے۔ پچھلے دنوں ایک سکھ لیڈر نے حضور کے خطبات کے متعلق اظہار کیا تھا۔ کہ مسلم قوم کی یہ انتہائی خوش قسمتی ہے کہ ان میں اس قدر سمجھدار لیڈر موجود ہے جس نے ہمیشہ انکے خطبات کو سمجھ کر پڑھا اور ان سے فائدہ اٹھایا ہے ؏

حضرت اقدس فرماتے ہیں: ــ "...... اور ایسا ہی مجھ کو یہ بھی حکم ہے کہ مسلمانوں کے گھروں کو اور اُنکے توشہ دانوں کو مال سے بھر دوں لیکن چاندی سونے کے مال سے نہیں۔ بلکہ علم اور رشد اور ھدایت اور یقین کے مال سے اور نیز اس مال سے کہ ایمان کو پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط کیا جائے۔ ..... اور تمکو مبارک ہو کیونکہ تمہاری مقصود تمہارے پاس آپہنچا۔ اس کے پاس بہت سا مال و متاع ہے جو تم بہتر دیکھا ہے۔ اور وہ کوشش کرتا ہے کہ وہ مال جو تمہارے پاس سے جاتا رہا ہے پھر تمہاری طرف لوٹ آئے۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۶ و ۲۷)

(مرسلہ لطیف احمد صاحب عارف)

کس کے آتے ہی بہار آپہنچی

میں بلا ریب ہوں دیوانوں میں
شمعِ محمود کے پروانوں میں

شمعِ امید جلی پھر ہمدم
آرزوؤں کے شبستانوں میں

پھر مسیحائے زماں نے آکر
روح پھونکی ہے مسلمانوں میں

کس کے آتے ہی بہار آپہنچی
پھر خزاں دیدہ گلستانوں میں

کوئی محمود چلا آتا ہے
شور اُٹھا ہے صنم خانوں میں

وادئ ربوہ کو آباد کیا
کس نے پُرہول بیابانوں میں

ایک ہل چل سی مچی ہے سالک
کفر و الحاد کے ایوانوں میں

حبیب اللہ خان سالک

مجھے حضرت مسیح موعودؑ سے کیوں محبت ہے؟

ادارہ خالد کی طرف سے السید محمود عبد اللہ الشبوطی عدنی کی خدمت میں مندرجہ بالا موضوع پر کچھ لکھنے کی درخواست کی گئی تھی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے جو مختصر مگر نہایت لطیف اور کیف آمیز مراسلہ ارسال فرمایا ہے وہ قارئین کے اضافہ ایمان کے لئے درج ذیل ہے۔ مراسلہ کا ایک ایک لفظ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا مُنہ بولتا نشان ہے اور ہر صاحب عقل و فہم کو دعوتِ فکر دے رہا ہے!!

محترم جناب شبوطی صاحب عدن کے ایک ذی وجاہت خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ اور ان دنوں مرکز میں تعلیم اسلام حاصل کر رہے ہیں ——

جب مجھ سے یہ سوال کیا گیا تو کئی سال اُدھر کے واقعات میرے ذہن میں آنے شروع ہوئے کہ کس طرح ہمارے ہاں ایک احمدی مبلغ آیا تھا جس کی مخالفت ہر خیال کے لوگوں نے کی۔ میں نے سُنا کہ وہ ایک نبی کی خبر دیتا ہے جو مہدی و مسیح ہے۔

اس وقت میں اسے ملنا چاہتا تھا۔ اس لئے کہ اگر وہ شخص جھوٹا ہے تو اس سے بڑھ کر قابل نفرت اور کوئی شخص نہیں لیکن اگر وہ سچا ہے تو اس سے بڑھ کر عزت اور محبت کے لائق اور کوئی شخص نہیں۔

مجھے اپنے والدین سے اس لئے محبت ہے کہ اُن کے ہاں میں پیدا ہوا۔ اور انہوں نے پالا پوسا۔ اپنا سرمایہ وقت اور ہر ممکن کوشش میری تعلیم و تربیت میں صرف کی —— اسی طرح مجھے اپنے اساتذہ سے محبت ہے کہ انہوں نے مجھے حیوانیت سے نکال کر انسانیت کے درجہ تک پہنچایا۔ میری علمی تشنگی کو بجھایا اور عقل و فہم کی دولت عطا کی —— اگر ان لوگوں سے مجھے محبت ہو سکتی ہے تو اس شخص سے کیوں نہ ہوگی جس نے مجھے روحانی جنم دیا، مجھے روحانی غذا دی اور میری روحانی تشنگی کو ٹھنڈا کیا۔ یقیناً مجھے اس انسان سے اپنے والدین اور دنیاوی اساتذہ سے کہیں بڑھ کر محبت ہوگی۔ اور یہی وجہ ہے کہ مجھے حضرت مسیح موعودؑ سے محبت ہے کہ وہ اس زمانہ کے نبی، اس صدی کے مجدد، مسلمانوں کے لئے مہدی، عیسائیوں کے لئے مسیح اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہیں۔ لہذا اس روحانی رہنما سے مجھے محبت کیوں نہ ہوتی؟

اس زمانہ میں اسلام بے یار و مددگار تھا۔ اپنے تک ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ اس وقت اس شخص نے جسے ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے جانتے ہیں۔ اسلام کی تائید و نصرت کی اور پھر اسلام کا بول بالا ہوا۔ بھلا اُن سے محبت کیوں نہ ہو۔ بلکہ مجھے تو اس شخص پر حسرت ہوگی جو اسلام کی محبت کا دعویدار ہو اور مسلمانوں اور اسلام کے اس عظیم محسن سے محبت نہ رکھتا ہو۔

یہ تو متفقہ فیصلہ ہے کہ مسلمانوں کا سب سے قیمتی سرمایہ قرآن ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ قرآن اس زمانہ سے اُٹھ جانا تو ایک طرف، اس کے ظاہری حروف و کتب بھی طاقوں کی زینت بن چکی تھی۔ اس وقت

حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کے دلکش چہرہ سے گرد و غبار دور کیا اور قرآن کو اس کے نئے روپ میں دیکھ کر لوگ پکار اُٹھے کہ شاید قرآن پھر نازل ہوا ہے۔

بھلا قرآن کے اس خادم سے کیسے محبت نہ ہوگی!

مجھے اس لئے حضرت مسیح موعود ؑ سے محبت ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ آنحضرت صلعم کو آپ سے محبت ہے۔ جبھی تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی مہدی سے ملے اُسے میرا اسلام کہہ دے۔ پس اگر آپ ہی اس زمانہ کے مہدی اور مسیح ہیں۔ تو آپ سے محبت میرا ایمان ہے۔ کیونکہ جس سے میرا آقا محبت کرتا ہے۔ بھلا اس نے میں کیوں محبت نہ کروں گا!

ایک حسرت البتہ ضرور ہے کاش میں آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کر سکتا۔

(محمود عبداللہ الشبوطی عدنی)

"وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا ہلاک نہ ہو جاؤ۔"
(نزول المسیح صفحہ ۲۵)
(مرسلہ لطیف احمد صاحب عابد از تہال)

امامِ کامگار آیا!

مسیح و مہدیٔ دوراں امامِ کامگار آیا
تھا جس کا منتظر عالم وہ فخرِ روزگار آیا

ہُوا ہے چار شانے چت زمیں پر لشکرِ باطل
محمدؐ مصطفٰےؐ کی فوج کا اک شہسوار آیا

گیا دورِ خزاں اسلام پر پھر اک بہار آئی
چمن میں کونپلیں پھوٹی ہیں دورِ خوشگوار آیا

مسلمانو! ہے احسانِ خداوندی کہ ہم جب بھی
پڑے ہیں خوابِ غفلت میں نقیبِ کردگار آیا

مرے آقا! ترے دم سے تغیّر پا گیا عالم
وہ جس مرکز سے بھٹکا تھا وہیں انجامکار آیا

فدا احمدؑ محمدؐ پر محمدؐ مہرباں ان پر
مجھے اِن عاشق و معشوق دونوں پر پیار آیا

مرا تن من ہو یا دھن ہو ترے در پہ ہی قرباں ہے
نگاہِ لطف اکملؔ پر! کہ وہ امیدوار آیا

عبد السمیع اکمل ربوہ

پیغامِ احمدؑ

"میں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا۔ کاش جو میں نے دیکھا ہے لوگ دیکھیں اور جو میں نے سُنا ہے وہ سُنیں اور قصّوں کو چھوڑ دیں اور حقیقت کیطرف دوڑیں۔ وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے۔ وہ مَیل اتارنیوالا پانی جس سے تمام شکوک دور ہو جاتے ہیں۔ وہ آئینہ جس سے اس برتر ہستی کا درشن ہو جاتا ہے۔ خدا کا وہ مکالمہ و مخاطبہ ہے جس کا بھی ذکر کر چکا ہوں جسکی روح میں سچائی کی طلب ہے۔ وہ اُٹھے اور تلاش کرے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر روحوں میں سچی تلاش پیدا ہو اور دلوں میں سچی پیاس لگ جائے تو لوگ اس طریق کو ڈھونڈیں اور اور اس راہ کی تلاش میں لگیں۔ مگر یہ راہ کس طریق سے کھلے گی۔ اور حجاب کس دوا سے اُٹھے گا۔ میں سب طالبوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ صرف اسلام ہی ہے جو راہ کی خوشخبری دیتا ہے اور دوسری قومیں تو خدا کے الہام پر مدت سے مہر لگا چکی ہیں۔ سو یقیناً سمجھو کہ خدا کی طرف سے یہ مہر نہیں۔ بلکہ محرومی کی وجہ سے انسان ایک حیلہ پیدا کر لیتا ہے۔ اور یقیناً یہ سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سُن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اُس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔ میں جوان تھا اب بوڑھا ہوا۔ مگر میں نے کوئی نہ پایا۔ جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

(مرسلہ جناب بشیر احمد صاحب صدیقی معتمد خدام الاحمدیہ پشاور)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"احمدیت سمجھ آتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

کتب جو اُردو میں ہیں

پڑھنی شروع کر دو۔ اگر تم انہیں غور سے پڑھو تو تھوڑے دنوں میں ہی تم ایسے مبلغ بن جاؤ گے کہ بڑے بڑے عالم بھی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکیں گے ..... وہ دن دور نہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام پورا ہو گا کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" ..... اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ لیکن وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں سے اُسی وقت برکت ڈھونڈیں گے جب تم آپ کی کتابوں سے برکت ڈھونڈنے لگ جاؤ۔ جب تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے برکت ڈھونڈنے لگ جاؤ گے تو خدا تعالیٰ ایسے بادشاہ پیدا کر دیگا جو آپ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(مرسلہ لطیف احمد صاحب عارف از نہال)

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ

آپکی خدمت میں آپکا قیمتی لٹریچر پیش کرنیکے لئے

۱۹۵۳ء سے قائم ہے

اور آج تک ۵۲ کتابیں شائع کر چکی ہے

— اگر آپ الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ کی طبع کردہ کتب خریدیں

— اور دیگر محبانِ علم وطالبانِ ہدایت کو ہماری کتب کی خریداری کی تحریک فرمائیں

— نیز اس کمپنی کے آپ خود حصہ دار بنیں۔ اور دوسرے ذی استطاعت اصحاب کو اس کے حصص خریدنے کی تحریک فرمائیں (ہر حصہ کی قیمت -/۲۵ روپیہ ہے اور پہلے صرف پانچ روپیہ ادا کرنے پڑتے ہیں) تو آپ کی یہ کمپنی آپ کی خدمت میں جلد از جلد آپ کی وہ کتب بھی طبع کر کے پیش کر سکتی ہے جو بہت مدت سے نایاب ہیں اور طباعت کے لئے ہزار ہا روپیہ چاہتی ہیں۔

— ہماری فہرست کتب عند الطلب مفت ارسال کی جاتی ہے اور تاجران کتب کو معقول کمیشن دیا جاتا ہے۔ (مینیجر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ)

ادارہ کا مراسلہ نگار سے متفق ہونا ضروری نہیں

آپ کا کالم

لیگ کے متعلق بعض تجاویز

(۱)

اس ماہ کے رسالہ خالد میں آپ کے کالم میں ایک تجویز جو حمید قریشی کی طرف سے تھی پڑھنے میں آئی۔ یہ تجویز بہت مفید اور کارآمد تجویز ہے۔ اس تجویز سے دور دراز ملکوں کے خدام اور اطفال ایک دوسرے سے روشناس ہو جائیں گے۔ اس سلسلے میں میری تجویز حسب ذیل ہے:-

میرے نظریے کے مطابق ادارہ رسالہ میں اس لیگ کے لئے مناسب جگہ دے جو کم از کم ایک پرچہ پر مشتمل ہو۔ جو خادم اس لیگ کے ممبر بننے کے خواہشمند ہوں وہ چار آنے یا مناسب چندہ داخلہ کے طور پر ادارہ کو بھیجکر اپنا مختصر سا تعارف اور شوق لکھ کر بھیجدے اور ادارہ اس مختصر سے تعارف کو اس صفحہ میں شائع کردے۔ جو ممبر اپنے تعارف کے ساتھ فوٹو کے خواہشمند ہوں فوٹو کے بلاک کے اخراجات کے وہ خود ذمہ وار ہونگے۔ جو پیشگی ہونا ضروری ہے۔ اس کا ممبر بننے کیلئے ایک ٹوکن ہو جو اس قسم کے مضمون پر مشتمل ہو۔

مجھے تمام جائز شرائط ممبر بننے کیلئے منظور ہیں۔ یا جو آپکے دماغ میں آئے اگر ٹوکن میسر نہ ہوں تو جو مضمون ٹوکن پر ہوگا اسکو سادہ کاغذ پر پر کرکے ممبر بننے کی اجازت ہو۔ والسلام۔ خاکسار دعاؤں کا محتاج

ریاض احمد اختر۔ گلی ۱۵ محلہ عیدگاہ اصغر خاں روڈ راولپنڈی

(۲)

میں نے مارچ ۵۶ء کے شمارے میں ایک تجویز فرینڈشپ لیگ پڑھی بہت خوشی ہوئی۔ میں اس تجویز سے متفق ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے دوسرے بھائی بھی اس تجویز سے متفق ہونگے۔ اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس سلسلہ کو جلدی شروع کیا جائے۔ والسلام

آپ کا منتظر بشیر احمد بھٹی جنرل مرچنٹ نبی سر روڈ۔ تھرپارکر سندھ

ہر خادم کا فرض ہے کہ وہ اپنے رسالہ میں کچھ نہ کچھ ضرور لکھے

شریک محفل:-

- ریاض احمد صاحب اختر — راولپنڈی
- بشیر احمد صاحب — تھرپارکر سندھ
- مکرم جناب قاضی محمد یوسف صاحب — ہوتی۔ مردان
- عبد الرحمٰن صاحب — میرپور خاص سندھ
- سلطان احمد صاحب مجاہد — گوجرانوالہ

(ادارہ) معزز قارئین کی طرف سے مزید آراء موصول ہوتے ہی فوراً اس کے متعلق معین رنگ میں اعلان کر دیا جائیگا۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اس سکیم کے عملی پہلوؤں کا گہرا جائزہ لے کر ہمیں جلد از جلد اپنے عندیہ سے مطلع فرمائیں۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ سکیم ہنگامی اور وقتی رجحانات کا شکار ہو کر نہ رہ جائے۔ بلکہ اسے ٹھوس اور مفید لائنوں پر استوار کیا جائے۔ اور اس میں اخلاق و علم کے امتزاج کا عنصر اتنا نمایاں ہو کہ اسے اس نوعیت کے تمام دیگر صحافی کالموں میں ایک امتیاز حاصل ہو سکے۔

وباللہ التوفیق

(۳)

مکرم ایڈیٹر صاحب رسالہ خالد　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رسالہ خالد بابت ماہ فروری ۱۹۵۶ء میں عزیز قاضی مسعود احمد نے اصحاب فیل کا واقعہ نوشتہ مکرم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی پڑھا۔ جس میں لکھا تھا کہ ادھر ابرہہ اپنے لشکر کو لیکر کعبہ کی طرف بڑھا۔ ادھر یکایک آسمان پر بے شمار پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ نمودار ہوئے۔ ہر ایک کے پنجوں میں ایک ایک کنکری تھی۔ آناً فاناً یہ تمام پرندے لشکر پر چھا گئے اور انہوں نے وہ کنکریاں اوپر سے لشکر پر چھوڑ دیں۔ نہ معلوم یہ کنکریاں کس غضب کی زہریلی تھیں کہ جس آدمی پر پڑتیں وہ بلبلا اٹھتا اور چیختا چیختا تھوڑی دیر میں ہلاک ہو جاتا ——— یورپ کے مؤرخین کہتے ہیں کہ عبد المطلب نے عرب سرداروں سے مل کر ابرہہ کو شکست دی

اور اس کے لشکر میں چیچک کی بیماری پھوٹ پڑی جس سے مزید تباہی پھیلی۔ مگر یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ صحیح واقعہ وہی ہے جو اوپر پڑھا گیا۔

کیا قرآن کریم میں کہیں مذکور ہے کہ یہ کنکریاں اُن پرندوں نے پھینکیں اور انکے زہریلے اثر سے کفار مر گئے۔ اگر تحقیقات سے یہ بات ثابت ہے کہ اس فوج پر چیچک کی بیماری نہ آئی تھی۔ اور یقیناً یہ کام پرندوں کی کنکریوں سے واقع ہوا اور قرآن کریم کا یہی منشاء ہے۔

کیا شیخ صاحب بتا سکتے ہیں وہ کس قسم کے پرندے تھے۔ جو سوچ سمجھ کر کنکریاں اُٹھالاتے تھے اور لشکر کفار پر ہی تاڑ تاڑ کر کنکریاں پھینکتے تھے۔ اور وہ کنکریاں کس مادہ سے بنی تھیں جو زہر کی طرح زہریلی اور خطرناک اور مہلک تھیں۔ کیا وہ پرندے اب بھی ہیں اور یہ کام پھر بھی انہوں نے کبھی کیا یا صرف اسی مخصوص موقع کے واسطے خلق کئے گئے تھے اور پھر دنیا میں نہ رہے

اگر عذاب الٰہی سے ہلاک شدہ کفار کا گوشت کھانے کیواسطے پرندے آئے ہوں تو کوئی تعجب نہیں یا چیچک سے ہوں۔ تو کونسا خلاف عقل واقعہ تھا جس کی شیخ صاحب نے تردید کی کنکروں سے حبشیوں کا مرنا کن دلائل عقلیہ پر مبنی ہے؟

(۴)

مکرم محترم صوفی عبدالغفور صاحب موضع ہریال ضلع سیالکوٹ نے رسالہ خالد کے صفحہ ۲۶ پر جو سوال کیا ہے کہ سورۃ النمل آیت ۱۵ لغایت ۲۳ کی تفسیر کی جاوے۔ اس کو کیوں ٹالا گیا ہے۔ اگر صوفی صاحب کا سوال درست ہے تو جواب قطعاً نامناسب دیا گیا ہے۔ سائل کو سوال کا جواب نہایت معقول ملنا چاہیئے۔ تاکہ اس کے دل کا وسوسہ دور ہو۔ اگر مسئول عنہ جواب صحیح پر قادر نہ ہو تو اپنے سے زیادہ واقف سے دریافت کرلے۔ مگر جواب ضرور دے۔ جواب کو ٹالنا دلیل عجز ہے والسلام۔ قاضی محمد یوسف احمدی ہوتی ضلع مردان۔

(۵)

رسالہ خالد کے آخری صفحات پر اصحاب فیل کا ایک مضمون چھپا ہے۔ آخر میں جا کر مضمون نویس نے اصحاب فیل کا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ جھنڈ کے جھنڈ پرندوں کے آئے جنکی چونچوں میں کنکریاں تھیں اور انہوں نے وہ کنکریاں ابرہہ کے لشکر پر پھینکیں جس سے ابرہہ کا لشکر ہلاک ہوا۔ بعد میں انہوں نے لکھا ہے کہ بعض پادری یہ جو کہتے ہیں کہ مقابلہ ہوا یا چیچک کی بیماری پھیلی۔ یہ سب غلط ہے۔

غالباً آپنے بھی اس مضمون کو پڑھا نہیں اور مضمون نویس نے بھی اس بات پر غور نہیں کیا۔ کہ حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو اس آیت کے زیر تفسیر فرمائی ہے۔ اس میں آپ نے تمام واقعات کو رد کر کے یہ فرمایا ہے کہ لشکر میں چیچک کی وبا پھوٹ پڑی اور لگاتار آدمی مرتے گئے اور جھنڈ کے جھنڈ پرندے ان کے گوشت کو پتھروں کے ساتھ مار کر نوچتے تھے۔ براہ مہربانی اگلے رسالہ میں تصحیح فرمادیں۔ اگر اس آیت کی تفسیر نہیں پڑھی پڑھ لیں۔ اور واقعہ کو درست کر کے لکھیں۔ یا کم از کم حضور کے لکھے ہوئے کی تردید کو رد کر دیں۔

(خاکسار: عبدالرحمٰن ۱۲۸۱ ہیرآباد۔ میرپور خاص)

(۶)

واضح ہو کہ تفسیر کرتے ہوئے آپ نے صفحہ ۳۱ پر کالم ۲ سطر ۱۶-۱۷ پر تحریر فرمایا ہے (آسمان پر سے بیشمار پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ نمودار ہوئے۔ ہر ایک کے پنجوں میں ایک ایک کنکر تھی) اس کے آگے چھ سطریں ہیں جو لکھی ہوئی ہیں صفحہ ۳۱ پر آپ لکھتے ہیں (۱) عبدالمطلب نے عرب کے سرداروں کو مل کر ابرہہ کو شکست دی۔

(۲) اس لشکر میں چیچک پھوٹ پڑی

پہلی بات اُن کی غلط ہے۔ یہ دوسری بات آپ کی غلط اُن کی ٹھیک ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر کبیر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سورۃ الم تر کیف متذکرہ بالا۔ اگر مجھے کوئی غلطی لگی ہو تو معاف فرمادیں۔ سلطان احمد چک چھٹہ ڈاکخانہ خاص گوجرانوالہ

(ادارہ) بلاشبہ علوم ظاہری و باطنی کے شہسوار سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی بیان فرمودہ تفسیر ہی صحیح ہے اور قرآنی مزاج و اسلوب کے مطابق ہے۔

اس کا طلسم دھوآں بن کر اُڑ چکا ہے۔ اور عیسائی طاقتیں دم بخود ہو کر کھلے بندوں اعتراف کر رہی ہیں کہ اب

"کلیسا کو فتح نصیب لشکر یا نو آبادیاتی قوت سے تشبیہہ دینے کی بجائے ایک ایسی مدافعانہ تحریک سے تعبیر کرنا زیادہ مناسب ہے جو دشمن کے علاقے میں اپنا دفاع کرنے پر مجبور ہو"

(The Christian attitude to Other religion by Mr. E.C. Dewick.)

(بقیہ صفحہ)

اے دنیا کے بسنے والو! کیا یہ فوری انقلاب حضرت رسول کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی زندگی کا ایک عالمگیر آسمانی نشان نہیں اور کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جب بولہبی شرارے ابھرتے ہیں تو کوثرِ نبوی کی تلاطم خیزیوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے ٭

(دوست محمد شاہد)

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا
اب سال سترہ بھی صدی سے گذر گئے
ہائے کہ تم میں سوچنے والے کدھر گئے

امام الزمان کا ایک اعلان جس پر ساٹھ برس گذر رہے ہیں۔

ہمکاری مسلکی

رفتارِ کاروان

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا ٭ بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

ذیل میں اُن مجالس کی مساعی کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے جن کی طرف سے ماہ مارچ ۱۹۵۶ء کی رپورٹیں دفتر خدام الاحمدیہ میں موصول ہوئی ہیں:

اس امر کا قریباً ہر اشاعت میں ہی ذکر کیا جاتا ہے کہ مجالس کی طرف سے رپورٹیں باقاعدگی کے ساتھ نہیں آتیں۔ جس کی وجہ سے خدام الاحمدیہ کی وہ خدمات جو انہوں نے بنی نوع انسان کیلئے کی ہوتی ہیں دوسروں کی نظر سے اوجھل رہتی ہیں۔ اسی طرح اگر کسی موقع پر مجلس کا کام دوسروں کے سامنے رکھنا پڑے تو وہ مشکل ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک تو رپورٹیں بہت کم آتی ہیں۔ دوسرے ان میں کام کی تفصیل اعداد و شمار کے ساتھ نہیں ہوتی۔ اور ان دو نوں کمیوں کی وجہ سے ہمارا کام پورے طور پر ظاہر نہیں ہو سکتا۔ پس جملہ مجالس اپنے کام کے بہتر نتائج پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اس کی صورت یہ بھی ہے کہ اپنی مساعی سے مرکز کو باقاعدہ اور ہر وقت آگاہ کریں۔ اور رپورٹ بھجواتے وقت اعداد و شمار مکمل درج کریں ــــ مجالس کی طرف سے اُنکے کام کی رپورٹ ہر ماہ کی دس تاریخ تک مرکزی دفتر میں آجانی ضروری ہے۔ ورنہ خالی اس کی اشاعت ممکن نہ ہوگی۔

(رنائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مندرجہ ذیل مجالس کی طرف سے رپورٹیں موصول ہوئی ہیں:-

۱ پسرور - ۲ کرنڈی - ۳ پشاور - ۴ پنڈی بھاگو - ۵ ایبٹ آباد - ۶ چک ۹۹ شمالی - ۷ اکال گڑھ - ۸ ربوہ - ۹ واہ کینٹ - ۱۰ لیہ - ۱۱ کوہاٹ - ۱۲ سیالکوٹ شہر - ۱۳ نصرت آباد اسٹیٹ - ۱۴ مونگ - ۱۵ خانیوال - ۱۶ راولپنڈی - ۱۷ نوشہرہ - ۱۸ کنری - ۱۹ گنج مغلپورہ لاہور - ۲۰ کراچی - ۲۱ کوئٹہ - ۲۲ گوجرہ ٭

شعبہ مال:- مندرجہ ذیل مجالس نے اپنا حصہ مرکزیہ ادا کر دیا ہے۔

پسرور - کرنڈی - پشاور - پنڈی بھاگو - چک ۹۹ شمالی - ربوہ - واہ کینٹ - لیہ - کوہاٹ - سیالکوٹ شہر - نصرت آباد اسٹیٹ - مونگ - خانیوال - راولپنڈی - نوشہرہ - کنری - گنج مغلپورہ لاہور - کراچی - کوئٹہ۔

شعبہ تحریک جدید:- مندرجہ ذیل مجالس کے اراکین نے دفتر اول و دوم میں حصہ لیا:- پسرور - کرنڈی - پشاور - پنڈی بھاگو - ایبٹ آباد - چک ۹۹ شمالی - ربوہ - واہ کینٹ - لیہ - کوہاٹ - سیالکوٹ شہر - نصرت آباد اسٹیٹ - مونگ - خانیوال - راولپنڈی - نوشہرہ - کنری - گنج مغلپورہ لاہور - کراچی - کوئٹہ - گوجرہ۔

شعبہ خدمت خلق:- پسرور: ایک خادم محمد صادق نے ایک بیوہ غیر از جماعت کو پندرہ روپے برائے اخراجات دیئے۔ اور ملک محمد نذیر صاحب نے ڈیڑھ من غلہ غرباء میں تقسیم کیا۔

کرنڈی:- ایک میاں بیوی جو کافی عرصہ سے قطع تعلق کر چکے تھے انکی صلح کرائی گئی۔ جو اب بالکل ٹھیک ہے۔

پشاور:- ایک غیر از جماعت مولوی صاحب کو متواتر پانچ دن تک ایک احمدی ڈاکٹر سے ٹیکے لگوا کر دیئے۔ احمدی بچوں کو کاروبار پر لگانے کی کوشش کی گئی۔ ایک احمدی نے ملازم کی تنخواہ اس کے گھر پہنچا کر ادا کی۔ جو دوسرے لوگوں پر کافی اثر ہوا۔

پنڈی بھاگو:- بیماروں کی تیمارداری کی گئی۔ غرباء کو کھانا کھلایا گیا ... امداد ...

ایبٹ آباد:- ایک احمدی طالب علم کو دس روپے فیس فنڈ سے دیئے گئے۔ ایک خادم نے متعدد بیماروں کی تیمارداری کی۔ غیر احمدی دوستوں کی ...

چک ۹۹ شمالی:- غرباء میں کھانا تقسیم کیا گیا۔ اور مستحق لوگوں کو مالی امداد دی گئی۔

ربوہ:- ۱۶ بیماروں کی تیمارداری کی گئی۔ ۱۵ ما افراد کو منزل مقصود تک پہنچایا گیا۔ ۲۰ بیماروں کو مفت ادویہ اور دس ٹیکے لگائے گئے۔ ۱۵ بیماروں کو ہسپتال سے ادویہ لا کر دی گئیں۔ اور ۵/- روپے مستحق لوگوں میں تقسیم کئے گئے۔ ایک ٹرک اُلٹ گیا۔ اس کے نیچے سے آدمی کو نکالا گیا۔ اور اسکا سامان اتار لیا۔

واہ کینٹ:- ایک یتیم بچے کا سامان اٹھا کر اس کے گھر تک پہنچایا گیا۔ ایک مستحق کو

خوشخبری

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا شعبہ اصلاح و ارشاد ایک پروجیکٹر (۱۶ ملی میٹر سائز کا) حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ جس کے ذریعہ انشاء اللہ تعالیٰ مساعی جماعت احمدیہ اندرون ملک و بیرون ملک کی مختلف فلمیں دکھلانے کا انتظام کیا جائیگا۔ جو مجالس اصلاح و ارشاد کے اس مؤثر ذریعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیں وہ مجلس مرکزیہ سے رجوع فرمائیں۔ خاکسار مہتمم اصلاح و ارشاد

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ - ربوہ

قرضہ دیکر انکی امداد کیگئی۔ دو خدام نے انفرادی طور پر بیماروں کی تیمارداری کی۔

لیہ:۔ مستقل پروگرام کیلئے مجلس عاملہ اور مجلس خدام الاحمدیہ کا اجلاس بلایا گیا۔ اور اس میں فرسٹ ایڈ کا پروگرام تیار ہوا۔ اور اس کیلئے چندہ جمع کیا گیا۔ دورہ کر کے غرباء میں مفت دوائی تقسیم کی۔

کوہاٹ:۔ ایر فورس لیاقت میموریل ہسپتال اور سول ہسپتال میں بیماروں کی تیمارداری کیلئے خدام جاتے رہے۔ کئی غریب مریضوں کو پھل وغیرہ تقسیم کیا گیا۔

سیالکوٹ شہر:۔ دو نوجوانوں کو کام پر لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایک خادم کو ٹیوشن بھی دلائی گئی۔ عید کے دن جھنڈا لہرایا گیا۔ اور مستحق لوگوں میں کھانا تقسیم کیا گیا۔ رات کو چراغاں کیا گیا۔

نصرت آباد اسٹیٹ:۔ ۶ بیماروں کی تیمارداری کی گئی۔ چار مسافروں کو کھانا کھلایا گیا۔ ایک خادم نے کسی غریب کو ایک سیر اناج دیا۔ ایک خادم عرصہ ۲۰ روز سے ایک جانور کا علاج کر رہا ہے۔

مونگ:۔ بیماروں کی تیمارداری کیجاتی ہے اور بقدر ممکن ہو انکی مدد کی جاتی ہے۔

خانیوال:۔ ۴ بیماروں کی تیمارداری کی گئی اور مبلغ -/۵/۴ روپے غرباء میں تقسیم کئے گئے۔ رحیم فارم احمدی اور غیر احمدی بلا تفریق پر کرکے جمع کروائے گئے۔

راولپنڈی:۔ زعماء حلقہ جات کے ذریعہ ۲ من ۳۰ سیر آٹا اکٹھا کر کے مستحقین میں تقسیم کیا گیا۔ ایک احمدی دوست کا غیر از جماعت دوست سے مدت سے جھگڑا چلا آتا تھا انکی باہمی صلح کرائی گئی۔ گمشدہ بچوں کو وارثوں تک پہنچایا گیا۔

نوشہرہ:۔ دو دفعہ ایک افسر کے گھر جا کر دوا وغیرہ پہنچا کر دیتے رہے ... ہو گئے۔ عیادت کی گئی ... خدام نے۔

کنری:۔ میاں عبدالغفور صاحب ... کے بیمار ہونے پر انکی خدام نے خدمت کی۔ خاص کر ... احمد صاحب نے ... خدمت کی۔

گنج مغلپورہ لاہور:۔ ۱۷ بیماروں کو بھی امداد دی گئی۔ ۱۰ آدمیوں کی تیمارداری کی گئی۔ تین مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا۔ ۵۲ افراد کو شناختی ... میں مدد دی گئی۔

کراچی:۔ ۸ دوستوں کو ملازم کرایا گیا۔ ایک خادم نے ایک بیوہ ... کو گھر پر رکھا ہوا ہے اور اسکے تمام اخراجات برداشت کئے۔ ۲۶ مریضوں کی تیمارداری کی گئی اور مبلغ ... روپے ... تین ... کئے۔ ایک ... پہنچایا گیا۔

تین ماہ سے تنخواہ نہیں ملی تھی۔ کوشش کر کے اس کو تنخواہ دلائی گئی۔ کو بیمار میں دودھ تقسیم کیا گیا۔

کوئٹہ:۔ ایک سیر آٹا فی احمدی گھر اٹھا کر کے مستحقین میں تقسیم کیا گیا۔ بیماروں کی تیمارداری کی گئی۔ ایک احمدی دوست کو جن پر فالج کا حملہ ہوا تھا مبلغ -/۲۵ روپے ایک بوری آٹا اور ایک بوری کوئلہ کی مدد دی گئی۔ اور ملتان سے آنیوالے مہاجرین کی خوراک کی امداد کی گئی۔

گوجرہ:۔ خدام باری باری مقامی ہسپتال میں جاتے ہیں۔ اور بیماروں اور محتاجوں کی حتی المقدور خدمت کر کے ثواب حاصل کرتے ہیں۔

شعبہ ذہانت وصحت جسمانی:۔

مندرجہ ذیل مجالس نے اپنے ہاں ذہانت وصحت جسمانی کا اجتماعی یا انفرادی انتظام کر رکھا ہے:۔

پسرور۔ کرنڈی۔ پنڈی بھاگو۔ چک ۹۸ شمالی۔ ربوہ۔ واہ کینٹ۔ لیہ۔ کوہاٹ۔ شہر سیالکوٹ۔ نصرت آباد اسٹیٹ۔ مونگ۔ راولپنڈی۔ نوشہرہ۔ کنری۔ گنج مغلپورہ لاہور۔ کراچی۔ کوئٹہ۔ گوجرہ۔

شعبہ تربیت و اصلاح:۔

مندرجہ ذیل مجالس کے اراکین نماز باجماعت باقاعدگی سے ادا کرتے رہے:۔

پسرور۔ کرنڈی۔ پشاور۔ پنڈی بھاگو۔ ایبٹ آباد۔ چک ۹۸ شمالی۔ ربوہ۔ واہ کینٹ۔ لیہ۔ کوہاٹ۔ سیالکوٹ شہر۔ نصرت آباد اسٹیٹ۔ مونگ۔ خانیوال۔ راولپنڈی۔

شرح چندہ تعمیر دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور بقایا جات

جملہ مجالس کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ شوریٰ سالانہ اجتماع ۱۹۵۰ء کے فیصلہ کے مطابق ضروری ہے کہ ہر خادم تعمیر دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کیلئے اپنے ایک سال کے چندہ مجلس کا تین گنا ادا کرے۔ اس سلسلہ میں ابھی تک بہت سی مجالس کے ذمہ بقایا جات ہیں جنکی متعلقہ مجالس کو اطلاع کی جا رہی ہے۔ لہذا متعلقہ قائدین حضرات سے درخواست ہے کہ وہ ان بقایا جات کی وصولی کی طرف توجہ دیکر ممنون فرمائیں۔ والسلام

(مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواست دعا

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب قائمقام صدر عمومی ربوہ کی اہلیہ محترمہ کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ جملہ قارئین خالد کی خدمت میں انکی صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ خالد ربوہ)

شرح چندہ جات خدام الاحمدیہ مرکزیہ

نئی مجالس کی اطلاع کے لئے خدام الاحمدیہ کے چندہ جات کی شرح کا اعلان کیا جاتا ہے تاکہ وہ متعلقہ خدام سے اس کے مطابق وصولی کر سکیں۔

۱۔ چندہ مجلس :-

۱۔ برسرِ روزگار خدام سے (تاجر۔ ملازم اور زمیندار) انکی ماہوار آمد پر ایک پائی فی روپیہ ماہوار

۲۔ کالج کے طلبہ سے . . . . ۴/ ماہوار

۳۔ ہائی کلاسز کے طلبہ سے . . . . ۲/ "

۴۔ مڈل سکول کے طلبہ سے . . . . ۱/ "

۵۔ پرائمری کے طلبہ سے . . . . ۲/ "

۲۔ سالانہ اجتماع :-

ہر خادم کم از کم ایک روپیہ چندہ ادا کرے گا۔ لیکن ۷۵ روپے سے زائد آمد رکھنے والے خدام کے لئے شرح حسب ذیل ہوگی :-

۷۶ سے ۱۵۰ تک ماہوار آمد رکھنے والے خدام سے ڈیڑھ روپیہ

۱۵۱ سے ۲۰۰ تک " " " دو روپیہ

۲۰۰ سے زائد ماہوار آمد رکھنے والے خدام سے ہر سو یا سو کی کسر پر ایک پیسہ زائد

۳۔ ریزرو خدمت خلق :- ایک آنہ ماہوار ہر خادم ادا کرے گا۔

۴۔ تعمیر دفتر :- ہر خادم سے ایک سال کے چندہ مجلس کا تین گنا وصول کرنا ہوگا۔ والسلام

خاکسار: مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

قارئین "خالد" کی خدمت میں گذارش

ماہنامہ "خالد" کا مسیح موعود نمبر

آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ ادارہ کی طرف سے رسالہ کو بہتر بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جاتی۔ لیکن اب یہ آپ احباب کا فرض ہے۔ کہ اس کی اشاعت بڑھانے میں ادارہ کا ہاتھ بٹائیں۔

۱۔ جن خریداران اور مجالس کی طرف خالد کا بقایا ہے۔ وہ براہِ کرم بواپسی ارسال فرمائیں۔

۲۔ اپنے احباب میں اس کی اشاعت بڑھانے کی کوشش کریں۔ اور نئے خریداران کے ناموں سے اطلاع فرمائیں۔

— آپ لوگوں کے تعاون سے انشاء اللہ تعالےٰ خالد کا معیار اس سے بلند کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

— رسالہ کی سالانہ قیمت ساڑھے چار روپے ہے۔ جملہ انتظامی امور کیلئے خط و کتابت بنام مینیجر رسالہ خالد ربوہ کی جائے۔

سیّد عبد الباسط
مینجر ماہنامہ خالد ربوہ

وصیتیں

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تا اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع دے۔ (سکرٹری مجلس کارپرداز - ربوہ)

وصیت نمبر ۱۴۲۸۵: میں محمد سلیم ولد مولوی احمد بخش قوم ارائیں عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن چاہ جھانگی والا موضع ٹہڈ اتھم ڈاک خانہ لودھراں ضلع ملتان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۵۶ ۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے میرا رہائشی مکان خام چاہ جھانگی والا موضع ٹہڈ اتھم تحصیل لودھراں ضلع ملتان میں ہے جس کی قیمت مبلغ ۔/۴۰۰ روپے ہے میں اس کی وصیت ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد محمد سلیم بقلم خود

گواہ شد۔ کریم بخش بقلم خود قائد مجلس خدام الاحمدیہ لودھراں ضلع ملتان۔

گواہ شد۔ ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔

وصیت نمبر ۱۴۲۷۹: میں سید احمد شاہ ولد سید رسول شاہ قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۱۱۶ جنوبی ڈاک خانہ خاص ضلع سرگودھا صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۵۵ ۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری موجودہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے ماہوار آمد بصورت ملازمت ۔/۴۰ روپے ہے تا زیست میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ نیز میرے مرنے کے بعد جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد بقلم خود سید احمد شاہ

گواہ شد: بقلم خود سید خادم حسین شاہ چک ۱۱۶ جنوبی

گواہ شد: محمد ابراہیم انسپکٹر دفتر وصیت

وصیت نمبر ۱۴۲۸۶: میں نذیر احمد ولد میاں محمد عبد اللہ صاحب قوم مغل پیشہ مزدوری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن ملتان مکان ۸۵۱/۱۰ محلہ کیہڑی تیلیاں ڈاک خانہ ملتان ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۵۶ ۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں آمد بذریعہ یکصد روپیہ ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

العبد: نذیر احمد بقلم خود مکان ۸۵۱/۱۰ محلہ کیہڑی تیلیاں اندرون دہلی گیٹ ملتان

گواہ شد۔ غلام مرتضیٰ پٹواری بقلم خود حسین آگاہی سکور منزل مکان نمبر [illegible] ملتان

گواہ شد: ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔

وصیت نمبر ۱۴۲۷۱: میں میاں عمر الدین ولد میاں عید قوم موچی پیشہ مزدوری عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن چک ۴۷/E.B شمالی ڈاک خانہ جوئیا بنگلہ ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۵۶ ۱۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ آمد بذریعہ مزدوری سالانہ مبلغ ۔/۱۰۰ روپیہ ہو جاتی ہے۔ میں تا زیست اپنی سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد: نشان انگوٹھا میاں عمر الدین

گواہ شد: نذیر احمد بقلم خود۔ گواہ شد: ولایت شاہ انسپکٹر وصایا

وصیت نمبر ۱۴۲۷۲: میں خواجہ محمد طفیل ولد خواجہ نانک دین قوم بٹ کاشمیری پیشہ دوکانداری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن جڑانوالہ ڈاک خانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۵۵ ۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری اس وقت غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں ہے۔ قریباً ۔/۴۰۰۰ چار ہزار روپیہ سے تجارت کرتا ہوں جس سے مجھے قریباً ۔/۵۰ روپے ماہوار آمد ہوتی ہے میں اپنی آمد اور سرمایہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن ربوہ کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائداد یا آمد پیدا کروں۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں قادیان ضلع گورداسپور کا مہاجر ہوں۔

العبد: بقلم خود محمد طفیل گواہ شد: خط محمد سکرٹری مال جڑانوالہ

گواہ شد: عبد السمیع زرگر ولد میاں [illegible] صاحب مرحوم جڑانوالہ۔

وصیت نمبر ۱۴۲۴۶: میں چوہدری محمد یوسف نمبردار ولد منگو خان قوم ارائیں پیشہ زمینداری عمر ۸۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۴ء ساکن خمود پور مہاجر تخت ہزارہ ڈاک خانہ تخت ہزارہ ضلع سرگودھا صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۵۵ ۲۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری غیر منقولہ جائداد میں پینتیس کنال واقعہ تخت ہزارہ ضلع سرگودھا ہے

جو کہ عارضی مستقل الاٹ ہے جس کی سالانہ آمدنی تقریباً ۲۵۰/- روپیہ ہے
اس کے علاوہ خاکسار کو نمبرداری کی آمدنی ۱/۵ روپیہ سالانہ ہو جاتی ہے
اس کے علاوہ میری کوئی آمدنی یا جائداد نہیں۔ میں اپنی مذکورہ جائداد و آمدنی
کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ مرکزیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میری
وفات کے بعد کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی میرے
ورثاء پر فرض ہوگی۔ العبد: نشان انگوٹھا نمبردار محمد یوسف
گواہ شد: راجہ بشیر الدین احمد جنجوعہ مڈھ رانجھا حال مدرس تخت ہزارہ
ضلع سرگودہا۔ گواہ شد: سید مہتاب شاہ دیہاتی مبلغ تخت ہزارہ ضلع سرگودہا۔

وصیت نمبر ۱۴۲۸۷: میں غلام مرتضیٰ ولد مولوی نور احمد قوم راجپوت کھوکھر
پیشہ ملازمت عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۱۰ء ساکن ملتان جین آگاہی
مکان نمبر ۱۵۱۴ ڈاکخانہ خاص ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان۔
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔
میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ غیر منقولہ اراضی ایک کنال زمین
ہے جس پر مکان پختہ تیار ہو چکا ہے جو ربوہ میں محلہ س میں واقع ہے مکان
کی قیمت مبلغ پانچ ہزار روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی جائداد نہیں ہے
میری آمد بذریعہ ملازمت ۔۔۔ روپیہ معہ الاؤنس ماہوار ہے۔ میں تازیست
اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا
رہونگا۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے بھی
۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ علاوہ ازیں میں اپنی مذکورہ بالا
جائداد کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ مغربی پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔
العبد: غلام مرتضیٰ پٹواری بقلم خود گواہ شد غلام رسول حسین آگاہی
مکان نمبر ۱۵۱۴ ملتان شہر۔ گواہ شد: ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔

وصیت نمبر ۱۴۲۴۲: میں پیر عبد العلی ولد پیر اکبر علی صاحب قوم جالب
راجپوت پیشہ زمینداری تجارت عمر ۴۴ سال پیدائشی احمدی ساکن عال
کراچی ڈاکخانہ خاص ضلع خاص صوبہ پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس
بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ جنوری ۱۹۵۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں
میری موجودہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ زمین زرعی
چک نمبر ۲۵ ڈاکخانہ زاد تیانی ضلع نواب شاہ سندھ میں قبہ تعدادی
یک صد چو بیس ایکڑ جس کی موجودہ قیمت یکصد روپیہ فی ایکڑ ہے
اور ضلع گجرات موضع رملی میں مشترکہ جدی جائداد اراضی و مکان
تقریباً دس ۔۔۔ ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ کرتا ہوں۔ اس جائداد کے علاوہ بذریعہ تجارت مجھے یکصد روپیہ
ماہوار میری آمد ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کو داخل خزانہ
کرتا رہوں گا میرے مرنے پر جو میرا ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر
یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد: پیر عبد العلی ولد پیر اکبر علی
گواہ شد: محمد ابراہیم انسپکٹر وصیت گواہ شد: محمد جمیل کلرک دفتر وصیت ربوہ

وصیت نمبر ۱۴۲۸۰: میں مرزا محمد رشید ولد حافظ محمد اسحٰق صاحب
قوم مغل پیشہ واقف زندگی عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن محمد آباد
اسٹیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس
بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔
میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ اس وقت ماہوار آمد ۱۳۵/- روپے
ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ
پاکستان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی
اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔
نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ
کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ العبد: مرزا محمد رشید
گواہ شد: میر علی محمد نجم اکاؤنٹنٹ محمد آباد ضلع تھرپارکر۔
گواہ شد: برکت اللہ انچارج حامد نگر محمد آباد اسٹیٹ

وصیت نمبر ۱۴۲۸۱: میں ملک مبارک احمد ولد ملک عبد الرحمٰن قوم اعوان
پیشہ واقف زندگی۔ عمر ۴۳ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ڈاکخانہ خاص
ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ
آج بتاریخ ۲۳/۱/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ مجھے اس وقت
تحریک جدید کی طرف سے مبلغ ۸۹-۴-۰ روپے بطور گذارہ ملتے ہیں
نیز میری کنی زمین دس مرلہ محلہ دار الرحمت غربی میں ہے جس کی قیمت موجودہ
شرح کے لحاظ سے ۷۵۰/- روپے ہے۔ میں ان سب کے ۱/۱۰ حصہ کی
وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر اگر میری
کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔
ماہوار آمد میں کمی بیشی کی اطلاع دفتر متعلقہ میں دیتا رہوں گا۔
العبد: ملک مبارک احمد۔ گواہ شد: ملک عبد الرحمٰن والد موصی
گواہ شد۔ محمد اکمل قریشی گولبازار ربوہ۔

وصیت نمبر ۱۱۷۰۱: میں محمد اسحاق ولد چوہدری محمد الدین قوم اعوان
پیشہ زراعت عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن چک نمبر ۹۳ ڈاکخانہ بوریوالا

ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۸/۲۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ زمین ۲۵ ایکڑ عطیہ سرکار واقع چک ۹۳/۴ E.B
اندازاً قیمتی مبلغ -/۱۰۰۰۰ روپے اس میں -/۲۵۰۰ روپے مالکانہ جو گورنمنٹ کے خزانہ میں جمع کرانا پڑتا ہے کم کر کے بقایا قیمت مبلغ -/۷۵۰۰ روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ موضع بھڑتانوالہ ڈاکخانہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں ۴ ایکڑ بنجر زمین ملکیتی ہے جس کی قیمت -/۶۰۰ روپے ہے میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر دوں اور رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ العبد محمد اسحاق۔ گواہ شد محمد علی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ چک ۹۱/E.B بورے والا ضلع ملتان۔ گواہ شد عبد الحمید خان شوق منشی فاضل، ادیب فاضل ہیڈ ماسٹر فارم بوریوالہ ضلع ملتان

وصیت نمبر ۱۴۲۹۳:۔ میں عطا محمد ولد چوہدری فتح محمد قوم جٹ پیشہ زمیندارہ عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن جلہ ارائیں چاہ کیووالا ڈاکخانہ خاص ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۲/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائداد غیر منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ اراضی نہری و چاہی تین ایکڑ واقعہ جلہ ارائیں چاہ کیووالا جس کی قیمت مبلغ -/۳۰۰۰ روپیہ ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے وقت جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔
العبد: نشان انگوٹھا عطا محمد۔ گواہ شد ولایت شاہ انسپکٹر وصایا
گواہ شد: نشان انگوٹھا عبد الغفور فرزند حقیقی موصی۔

وصیت نمبر ۱۴۲۹۱:۔ میں محمد اسمٰعیل ولد میاں مولا بخش قوم حجام پیشہ دوکانداری عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن جلہ ارائیں چاہ کیووالا ڈاکخانہ خاص ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۲/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ جائداد کوئی نہیں۔ آمد بذریعہ دکانداری ماہوار تقریباً مبلغ -/۲۵ روپے ہوتی ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا نیز میرے مرنے کے وقت جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد نشان انگوٹھا محمد اسمٰعیل
گواہ شد: محمد حسین بقلم خود جلہ ارائیں گواہ شد ولایت شاہ انسپکٹر وصایا

وصیت نمبر ۱۴۲۹۲: میں محمد الدین ولد ملک عبد الغفور صاحب قوم ارائیں پیشہ زمیندارہ عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۰ء ساکن جلہ ارائیں چاہ باغوالا ڈاکخانہ ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۲/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائداد غیر منقولہ اراضی نہری ششماہی چاہی ۱۶ بیگھہ جس میں ۱۲ بیگھہ آباد اور ۴ بیگھہ غیر آباد واقعہ جلہ ارائیں چاہ باغ والا جس کی قیمت مبلغ -/۵۴۰۰ روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد: نشان انگوٹھا محمد الدین ولد ملک عبد الغفور
گواہ شد: ملک عبد اللہ برادر حقیقی گواہ شد: سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا

وصیت نمبر ۱۴۲۸۳: میں عبد الغفور ولد مولوی نور الدین قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن شاہ نہال ڈاکخانہ لودھراں ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۱/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائداد غیر منقولہ اراضی نہری ایک گھماؤں ۲ کنال ۱۳ مرلہ واقعہ چک ۲۴۳ گ.ب کلیان پور ضلع لائلپور۔ جس کی قیمت -/۲۲۰۰ روپے ہے میں اس کی وصیت ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ نیز میری ماہوار آمد بذریعہ ملازمت -/۱۶۰ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔
العبد: عبد الغفور بقلم خود۔ میسرز ظفر سلیم اینڈ برادرز لمیٹڈ شاہ نہال تحصیل و ڈاکخانہ لودھراں ضلع ملتان۔ گواہ شد: ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔
گواہ شد: عبد السلام کاٹن فیکٹری شاہ نہال ڈاکخانہ لودھراں ضلع ملتان

وصیت نمبر ۱۴۳۰۳: میں عبد الرشید ولد شیخ عبد الرب صاحب مرحوم

قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۵۶ء ساکن شانہال ڈاکخانہ لودھراں ضلع ملتان۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۴/۵/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری اس وقت کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ میری آمد ماہوار بذریعہ ملازمت -/۱۱۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد: شیخ عبدالرشید گواہ شد: سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا حال شانہال ضلع ملتان گواہ شد: کریم بخش قائد مجلس خدام الاحمدیہ لودھراں ضلع ملتان۔

وصیت نمبر ۱۴۳۸۴: میں عبدالسلام ولد عبدالرب مرحوم قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن شانہال ڈاکخانہ لودھراں ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۲/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری اس وقت غیر منقولہ سفید زمین واقعہ ربوہ ضلع جھنگ ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ نیز میری آمد ماہوار بذریعہ ملازمت -/۱۵۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد: شیخ عبدالسلام۔ گواہ شد: ولایت شاہ انسپکٹر وصایا حال وارد شانہال گواہ شد: کریم بخش بقلم خود قائد مجلس خدام الاحمدیہ لودھراں ضلع ملتان

وصیت نمبر ۱۴۳۸۷: میں حاجی نور احمد ولد محمد رمضان قوم کھرل پیشہ ملازمت عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۱۴ء ساکن شانہال ڈاکخانہ لودھراں ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۴/۲/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائداد منقولہ غیر منقولہ نہیں ہے میری آمدن بذریعہ ملازمت -/۵۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ نیز میرے مرنے کے وقت جو جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ مالک ہوگی۔ العبد: حاجی نور احمد بقلم خود۔ گواہ شد: ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد: کریم بخش بقلم خود قائد مجلس خدام الاحمدیہ لودھراں ضلع ملتان۔

وصیت نمبر ۱۰۹۹۷: میں محمد رفیق ولد بھگو خان قوم جٹ پیشہ دوکانداری عمر ۔۔ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۴۲ء ساکن کھرڈ ڈاکخانہ ضلع میرپور ریاست جموں بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد کوئی نہیں ہے کیونکہ میرے والد صاحب بفضل خدا زندہ ہیں۔ میرا گذارہ تجارت پر ہے۔ میری آمدنی ماہوار مبلغ -/۴۰ روپیہ اندازاً ہو جاتی ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد ثابت ہوگی تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ آمدنی کی کمی بیشی کے مطابق حصہ آمد ادا کرتا رہونگا۔ العبد: محمد رفیق بقلم خود گواہ شد: خورشید احمد انسپکٹر وصایا گواہ شد: چوہدری عزیز اللہ امیر جماعت احمدیہ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ۔

وصیت نمبر ۱۴۰۳۵: میں محمد ابراہیم ولد جیون قوم راجپوت پیشہ زمیندارہ عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۳۰ء ساکن چک 19/W.B ڈاکخانہ 21/W.B ضلع ملتان صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۹/۵۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اراضی ۱۰ کیلہ جو عارضی اراضی گورنمنٹ کی طرف سے کاشتکاری کیلئے ملی ہوئی ہے جس کی سالانہ آمدنی -/۲۰۰ روپیہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور آمدنی کی کمی بیشی کے مطابق حصہ آمد تازیست ادا کرتا رہونگا۔ اور اگر اراضی مذکور کا حق مالکانہ مل گیا تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میرے مرنے کے بعد اگر جائداد مترو کہ ثابت ہوئی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد محمد ابراہیم بقلم خود گواہ شد خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد: فیروز الدین بقلم خود سکرٹری مال انجمن احمدیہ۔

وصیت نمبر ۱۴۳۰۴: میں محمد سلیم اللہ ولد سراج علی صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر تخمیناً ۴۳ سال تاریخ بیعت تخمیناً سنہ ۱۹۳۶ء ساکن گھاٹورا ڈاکخانہ گوتم پاڑا ضلع تپرہ صوبہ مشرقی بنگال۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱/۵/۵۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے:۔ (۱) میرے والد بزرگوار کے وفات کے بعد ہم سب ورثاء کو ایک کانی زرعی زمین ملا ہے جس کی قیمت تخمیناً Rs 500/- ہوگی (2) میرا نانا کے جائداد سے ہم سب ورثاء کو ایک مکان خام ملا ہے جس کی قیمت تخمیناً Rs 400/- ہوگی (3) ہم دو بھائی اجمالی طور پر ۱/۲ کانی زمین خرید کیا ہوں جسکی قیمت Rs 250/- ہوگی میزان قیمت کل جائداد Rs 1150/- اس جائداد کا جو حصہ تقسیم ہو کر مجھ کو ملیگا۔ تو اس کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی لیکن میرا گذارہ صرف جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت -/56/12 روپیہ ہے

میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور نیز بھی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کی مد میں کروں تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد: محمد سلیم اللہ ساکن گھاٹورا ڈاکخانہ گوتم پاڑا ضلع تپیرہ صوبہ مشرقی بنگال۔ مشرقی پاکستان

گواہ شد: سید سعید احمد عفی عنہ انسپکٹر بیت المال مشرقی پاکستان

گواہ شد:۔ عبد العلی سگنیلر برہمن بڑیہ ۔ ضلع تپیرہ

وصیت نمبر ۱۲۲۶۸: میں غلام حسن ولد چوہدری عظیم بخش قوم سندھو جٹ پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۱ء ساکن موضع سمرا چاہ باغوالا ڈاکخانہ سمرا ضلع ملتان۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۵۶-۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ غیر منقولہ اراضی نہری ۶ کنال جو کہ بسلسلہ مستقل الاٹمنٹ چک ۶۶/ج۔ب دھاندوہ ڈاکخانہ خاص تحصیل وضلع لائلپور میں ہے اس کی سالانہ آمد تقریباً تین صد روپیہ ہے۔ اور میں بطور پٹواری ملازم بھی ہوں جسکی آمد ماہوار -/۷۵ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد: غلام حسین پٹواری بقلم خود

گواہ شد: کریم بخش قائد مجلس خدام الاحمدیہ لودھراں۔ گواہ شد۔ ولایت شاہ انسپکٹر وصایا

وصیت نمبر ۱۲۲۷۳: میں خواجہ محمد احمد ولد خواجہ نانک دین قوم بٹ کاشمیری پیشہ دوکانداری عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکن جڑانوالہ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۵۵-۲۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری غیر منقولہ جائداد ایک دوکان واقع غلہ منڈی ربوہ رقبہ پونے چار مرلہ اور دس مرلہ زمین محلہ دار النصر (ج) میں برائے تعمیر مکان ہے جس کی مالیت قریباً ۵۰۰ اروپیہ ہے۔ اس کے علاوہ میرا نقد سرمایہ -/۲۰۰ دو ہزار روپیہ ہے جو میں نے تجارت پر لگا رکھا ہے اور اس سے ماہوار آمدنی قریباً چالیس روپے ماہوار ہے۔ میں اپنی جائداد اور ماہواری آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔ اگر کوئی مزید جائداد پیدا کروں تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ العبد: خواجہ محمد احمد بقلم خود۔

گواہ شد: ڈاکٹر محمد انور امیر جماعت احمدیہ جڑانوالہ۔

گواہ شد: عبد الرحمن سلطان ہوزری مارکیٹ بازار جڑانوالہ۔

وصیت نمبر ۱۲۶۹۶: میں غلام فرید خاں ولد الٰہی بخش خاں بلوچ پیشہ زمیندارہ عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۰ء ساکن ٹبی ارائیاں ڈاکخانہ علی پور ضلع مظفر گڑھ صوبہ مغربی پنجاب پاکستان۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۵۴-۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ غیر منقولہ جائداد جدی حسب ذیل ہے۔ دو ایکڑ زمین مزروعہ واقعہ ٹبی ارائیاں میں جسکی قیمت مبلغ -/۸۰۰ روپے ہے۔ ایک جوڑا بیل جسکی قیمت -/۱۲۰ روپے کل -/۹۲۰ روپے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری متروکہ جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔

العبد نشان انگوٹھا غلام فرید خاں۔ گواہ شد: سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا

گواہ شد: گل محمد خان ساکن ٹبی ارائیاں ضلع مظفر گڑھ۔

وصیت نمبر ۱۲۶۹۷: میں گل محمد خاں ولد اللہ دتا خاں صاحب مرحوم قوم بلوچ پیشہ زمیندارہ عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۵ء ساکن بیٹ ٹبی شاہ ڈاکخانہ علی پور ضلع مظفر گڑھ صوبہ مغربی پنجاب پاکستان۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۵۴-۱۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ غیر منقولہ جائداد حسب ذیل ہے:۔ گیارہ ایکڑ زمین جو کہ جدی ہے جسکی قیمت بازاری ریٹ کے مطابق -/۵۴۰۰ روپیہ ہے ایک جوڑا بیل جسکی قیمت -/۲۰۰ روپیہ ہے ایک گائے دودھ دیتی قیمت -/۶۰ روپیہ۔ ایک رہائشی مکان پختہ قیمت -/۹۰۰ روپیہ کل میزان -/۶۵۶۰ روپیہ۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد متروکہ ثابت ہو اس کے بھی

۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ العبد: گل محمد خان بقلم خود
گواہ شد: سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد عبدالرحیم بقلم خود برادر حقیقی موصی

وصیت نمبر ۱۳۸۵۲: میں غلام قادر ولد چوہدری علم دین صاحب قوم جٹ کاہلو پیشہ زمیندارہ عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۷ء ساکن چک ۱۹۲/۷ مراد ڈاکخانہ منڈی حاصل پور ضلع بہاولپور صوبہ ریاست بہاولپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۵/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری منقولہ و غیر منقولہ جائداد حسب ذیل ہے۔ غیر منقولہ جائداد چھ ایکڑ واقعہ چک ۱۹۲/۷ مراد ضلع بہاول پور ریاست بہاولپور میں ہے جسکی قیمت مبلغ -/۲۵۰۰ ڈھائی ہزار روپے ہے۔ اسکے علاوہ ایک راس بھینس اور تین راس جھوٹیاں ہیں جنکی قیمت مبلغ پانصد روپے ہے کل میزان تین ہزار روپیہ ہوتی ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں نیز میرے مرنے کے بعد جو جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی
العبد: غلام قادر بقلم خود۔ گواہ شد: نشان انگوٹھا چوہدری اللہ بخش چک ۱۹۲/۷ مراد
گواہ شد:۔ نشان انگوٹھا چوہدری کرم بخش چک ۱۹۲/۷ مراد ضلع بہاولپور

وصیت نمبر ۹۱۷۱: میں میاں پیر محمد ولد میاں سجاول قوم ماگر پیشہ امام الصلوٰۃ عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۶ء ساکن ہانگٹ اوچے ڈاکخانہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۸/۵۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائداد قادیان سکنی اراضی مکان پختہ ایک کوٹھڑی ایک احاطہ ۵ مرلہ میں کوٹھڑی مذکور واقع ہے جس کی قیمت -/۵۰۰ روپیہ ہے۔ ایک کیلہ اراضی واقع موضع اوچے ہانگٹ جو قیمت خرید -/۲۲۵ روپے کی ہے۔ جو کل -/۷۲۵ روپے ہوئے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ -/۶۰ روپے سالانہ مجھے جماعت احمدیہ اوچے ہانگٹ دیتی ہے اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ آئندہ جو جائداد پیدا کرونگا یا ملیگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی جو پیدا کرونگا اسکی اطلاع دیتا رہونگا نیز ایک کیلہ اراضی -/۱۰۰ روپے کا میرے پاس رہن ہے جس پر قرضہ -/۵۰۰ روپے ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں قرضہ منہا سمجھا جائیگا۔
العبد: میاں پیر محمد۔ گواہ شد: چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا بقلم خود
گواہ شد: بقلم خود محمد عبد اللہ برادر موصی۔

وصیت نمبر ۱۴۲۳۱: میں رحیم بخش ولد منشی محمد بخش قوم بلوچ گبول پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن چاہ گوسے والا ڈاکخانہ شہر سلطان ضلع مظفر گڑھ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ ۲/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری منقولہ و غیر منقولہ جائداد درج ذیل ہے۔ ایک مکان قیمتی -/۲۵۰ روپے اور اراضی ایک بیگھہ زمین ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمد بذریعہ ملازمت مبلغ -/۸۹ روپے ملتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔
العبد: رحیم بخش سکرٹری مال موصی بقلم خود۔ گواہ شد: محمد بخش والد موصی بقلم خود
گواہ: ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔

وصیت نمبر ۱۴۳۵۷: میں اعجاز احمد ولد ڈاکٹر محمد طفیل قوم جٹ کول پیشہ طالب علمی و ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ ۳/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ فی الحال میری کوئی جائداد نہیں۔ صرف ابھی -/۱۰۰ روپیہ ماہوار آمد ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد جو بھی میری منقولہ و غیر منقولہ جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ العبد اعجاز احمد معرفت چوہدری آفتاب احمد صاحب گورنر جنرل باڈی گارڈ کراچی۔ گواہ شد: عبدالرحیم بیگ سکرٹری رشد و اصلاح کراچی۔ گواہ شد: شمیم احمد جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ کراچی

وصیت نمبر ۱۴۳۳۸: میں شیخ عبدالرحمٰن خلف میاں حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم قوم شیخ قانونگوئی پیشہ ملازمت عمر ۵۵ سال پیدائشی احمدی ساکن حال منڈی ماندلیانوالہ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ بتاریخ ۵ ۲/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد زرعی قریباً ایک مربعہ عارضی مستقل الاٹ شدہ موضع لدھیکے اوچہ ضلع شیخوپورہ تحصیل شاہدرہ میں ہے۔ جو اسکی سالانہ آمد مختلف ہوتی ہے اور تقریباً -/۳۰۰ روپیہ سالانہ بحصہ آمد بٹائی ۱/۴ کے ہے یا کم و بیش ہوتی ہے اسکے علاوہ میری ملازمت کی آمد بھی بمع ڈیرنس الاؤنس -/۱۲۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار و سالانہ آمد زمیندارہ سے ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ نیز میرے مرنے کیوقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد: عبدالرحمٰن ایڈیشنل نائب تحصیلدار ساکن

منڈی تاندلیانوالہ۔ گواہ شد: ولایت شاہ انسپکٹر وصایا دفتر وصیت
گواہ شد: محمد بخش پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شہر سلطان ضلع مظفر گڑھ بقلم خود

وصیت نمبر ۱۴۳۵۲: میں بشیر احمد ولد محمد علی قوم ڈوگر پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن نانو ڈوگر ڈاکخانہ مانگا بستہ کوٹ رادھا کشن ضلع شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۳/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری منقولہ و غیر منقولہ جائداد حسب ذیل ہے۔ غیر منقولہ اراضی یک ایکڑ بارانی جس کی قیمت مبلغ دوصد (۲۰۰) روپے ہے۔ منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ نیز اس کے علاوہ میری آمد ماہوار بذریعہ ملازمت مبلغ /۸۹ روپے صرف بوجہ مہنگائی الاؤنس ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ نیز میرے مرنے کیوقت جسقدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔
العبد: بشیر احمد ولد محمد علی گواہ شد ناصر احمد برادر حقیقی موصی مذکور
گواہ شد: عبد الواحد مدرس سکرٹری مال نانو ڈوگر۔

وصیت نمبر ۱۴۳۵۳: میں عبد الرحمن ولد میاں محمد عاشق صاحب قوم راجپوت پیشہ تجارت، عمر چالیس سال تاریخ بیعت ۱۹۳۰ء ساکن نانو ڈوگر ڈاکخانہ مانگا بستہ کوٹ رادھا کشن ضلع شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۳/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔۔ میری منقولہ یا غیر منقولہ جائداد اس وقت تین کنال زمین جو دریا برد ہے جسکی قیمت مبلغ /۳۰ روپیہ ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں۔ نیز اس کے علاوہ آمد بذریعہ تجارت سالانہ مبلغ تین صد (۳۰۰) روپے ہوتی ہے۔ میں تازیست اپنی سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا رہونگا۔ نیز میرے مرنے کیوقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ العبد: بقلم خود عبد الرحمن گواہ شد ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔
گواہ شد: نذیر احمد مدرس نانو ڈوگر وصیت ۸۹۳۲

وصیت نمبر ۱۴۳۵۴: میں سمی محمد بخش ولد غلام محمد قوم ارائیں پیشہ زمیندارہ عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۸ء ساکن نانو ڈوگر ڈاکخانہ چوہنگ ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۳/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ میری اراضی چاہی و بارانی ۶ ایکڑ ہے جسکی کل قیمت اسوقت مبلغ /۲۴۰۰ روپے ہے۔ جو کہ زمین /۲۰۰۰ پر مذکورہ زمین سے رہن بھی ہے۔ باقی اس سے /۴۰۰ روپے بچے۔ اسکے علاوہ ایک رہائشی مکان خام جسکی قیمت اس وقت /۵۰ روپے ہے کل میزان /۲۰۵۰ روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔
العبد: نشان انگوٹھا محمد بخش ولد غلام محمد۔ گواہ شد محمد ابراہیم ڈوگر بقلم خود
گواہ شد: عبد الواحد سکرٹری مال نانو ڈوگر ضلع شیخوپورہ

وصیت نمبر ۱۴۳۵۶: میں محمد اشرف ولد چوہدری فضل محمد قوم ارائیں پیشہ تجارت عمر ۳۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۹ء ساکن ڈاور بلڈنگ ۲۱ دہلی مال ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۳/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ جائداد غیر منقولہ (۱) اراضی مزروعہ برقبہ تعدادی ۴ گھماؤں مالیتی /۴۰۰ روپے واقعہ لیہ ضلع مظفر گڑھ۔ جائداد غیر منقولہ (۲) ایک عدد بائیسکل فلیپ مارکہ مستعملہ مالیتی /۱۰۰ روپیہ۔ ماہانہ آمدنی اندازاً۔ اس وقت میری ماہانہ آمدنی دوسو روپیہ ہے۔ میں آج مورخہ ۲۶/۳/۵۶ کو بقائمی ہوش و حواس برضامندی خواہش بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کے دسویں حصہ (۱/۱۰) کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ اگر کوئی نئی جائداد پیدا کروں تو اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں جائداد کی کمی بیشی کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو دیتا رہوں گا۔ میرے ورثاء میری ہر قسم کی جائداد سے میرے مرنے کے بعد ادائیگی حصہ وصیت کردہ کے ذمہ وار ہونگے۔ نیز آمدنی ماہانہ مبلغ /۲۰۰ روپے کی وصیت دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ نوٹ: میرے مرنے کے بعد ادا کردہ حصہ جائداد وصیت سے منہا متصور ہوگا۔ العبد: محمد اشرف بقلم خود
گواہ شد: غلام احمد بقلم خود ساکن ڈاور بلڈنگ مال روڈ لاہور
گواہ شد: نور احمد خاں سکرٹری مال جماعت احمدیہ حلقہ سول لائن لاہور

وصیت نمبر ۱۴۳۵۹: میں عنایت اللہ صاحب ولد محمد رمضان صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن گھنوکے ججہ ڈاکخانہ قلعہ صوبا سنگھ براستہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۳/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے بفضل خدا والدین حیات ہیں۔ اگر اسکے

بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر ۱/۱۰ حصہ کی وصیت حاوی ہوگی۔ خاکسار کا اس وقت گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو -/۷۰ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد: عنایت اللہ صابر حال دارالبرکات ربوہ

گواہ شد: محمد جمیل کارکن دفتر وصیت ربوہ گواہ شد: مسعود احمد کارکن دفتر وصیت ربوہ

وصیت نمبر ۱۴۳۴۲: میں جمال الدین احمد ولد مولوی احمد الدین صاحب قوم بسرا جٹ پیشہ تجارت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن جھنگ مگھیانہ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۳/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں: ۔ میری موجودہ منقولہ و غیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے میرے والد صاحب بفضل خدا زندہ ہیں۔ میری ماہوار آمد بذریعہ تجارت وغیرہ -/۳۰ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی اس آمد کے ۱/۱۰ حصہ کو بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کرتا ہوں۔ کمی بیشی کی اطلاع دفتر وصیت کو باقاعدہ دیتا رہونگا۔ نیز میرے مرنے کے بعد جو بھی میری جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں اپنے حصہ جائداد کے طور پر کوئی رقم داخل خزانہ کردوں تو اس قدر رقم میرے ترکہ کے حصہ سے مجرا ہوگی۔ العبد جمال الدین احمد کلاتھ مرچنٹ جھنگ بازار مگھیانہ

گواہ شد: احمد الدین بقلم خود سکرٹری تعلیم و تربیت جھنگ بازار

گواہ شد: محمد ابراہیم انسپکٹر دفتر وصیت حال مگھیانہ

وصیت نمبر ۱۴۳۱۴: میں محمد اسلم بھٹی ولد چوہدری مراد خاں قوم راجپوت پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۱۱۲ کلاں ڈاکخانہ چک ۱۰۶ بھرالہ ضلع لائلپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۲/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میں بی اے میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں اور کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ ہاں جیب خرچ پانچ روپے ماہوار ہے جس کے دسویں حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ اگر میری زندگی میں یا میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد: محمد اسلام بھٹی فورتھ ایئر سٹوڈینٹ تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔ گواہ شد: عطاء اللہ ایم اے تعلیم الاسلام ربوہ۔ گواہ شد: سعید اللہ خاں ایم اے تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔

وصیت نمبر ۱۴۳۰۹: میں برکت علی ولد چوہدری نظام الدین صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۳۹ سال پیدائشی احمدی ساکن حال محلہ میانہ پورہ سیالکوٹ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۲/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں: ۔ میری موجودہ جائداد غیر منقولہ مشترکہ ۹ بیگھہ ہے جس میں میرا حصہ نصف ہے جسکی قیمت موجودہ وقت میں اندازاً -/۲۰۰۰ روپیہ ہے اور ایک مکان پختہ واقع موضع طوطے والی تحصیل ناروال ضلع سیالکوٹ میری ذاتی ملکیت ہے۔ اور اراضی مذکورہ بھی اسی موضع میں ہے۔ میں اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں II میں ملازم ہوں اور -/۱۱۰ روپیہ تنخواہ معہ الاؤنس لے رہا ہوں اس کے ۱/۱۰ حصہ ماہوار کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ جو جائداد پیدا کروں گا یا میرے مرنے پر مزید ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ لہذا یہ تحریر لکھ دیتا ہوں کہ سند رہے۔ العبد Barkatali

گواہ شد: بقلم خود محمد طفیل ولد بابو فضل الٰہی محلہ ٹبہ جالیاں شہر سیالکوٹ

گواہ شد: اللہ دتا سکرٹری مال انجمن احمدیہ سیالکوٹ بقلم خود

وصیت نمبر ۱۴۳۱۲: میں محمد شفیع ولد چوہدری محمد خاں صاحب قوم جٹ وڑائچ پیشہ ملازمت مدرس عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن شیخپورہ ڈاکخانہ خاص ضلع گجرات صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۲/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری منقولہ و غیر منقولہ اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ کیونکہ بفضل خدا میرے والد صاحب زندہ ہیں۔ اس وقت ماہوار آمد -/۸۶ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ ماہ بماہ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ کمی بیشی کی صورت میں مرکز کو اطلاع کرتا رہونگا نیز میرے مرنے کے بعد میری جو جائیداد بھی ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد: بقلم خود محمد شفیع۔

گواہ شد: بقلم خود نذیر احمد سکنہ جلووالی ضلع گجرات حال شیخپورہ۔

گواہ شد: محمد ابراہیم انسپکٹر وصایا حال شیخپورہ گجرات

وصیت نمبر ۱۴۳۱۳: میں حاجی عبدالرزاق ولد میاں سلطان محمود صاحب قوم جٹ پیشہ زمیندارہ عمر ۶۰ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۲۶۰/۱۴۰

ڈاک خانہ دنیا پور ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس
بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-
میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے - اراضی نہری ۳۶ بیگھے واقع
چک نمبر ۳۶ ضلع ملتان قیمتی مبلغ ۱۴۴۰۰/- روپیہ - میں اس کے ۱/۱۰
حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں - نیز میرے
مرنے کے وقت جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ ہوگی - العبد : حاجی عبدالرزاق بقلم خود - گواہ شد :-
بشیر محمد بقلم خود بھتیجا حقیقی موصی مذکور - گواہ شد : ولایت شاہ انسپکٹر وصایا دفتر
وصیت حال وارد چک نمبر ۳۶ ضلع ملتان -

وصیت نمبر ۱۴۳۰۸ : میں احمد الدین ولد عبدالغفور قوم ارائیں پیشہ زمیندارہ
عمر ۶۵ سال پیدائشی احمدی ساکن جلہ ارائیں ڈاکخانہ خاص ضلع ملتان
صوبہ مغربی پاکستان - بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۵۶
حسب ذیل وصیت کرتا ہوں : میری منقولہ جائداد حسب ذیل ہے :-
اراضی نہری و چاہی ۱۲ بیگھہ آباد ۴ بیگھہ غیر آباد کل ۱۶ بیگھہ واقع
جلہ ارائیاں ضلع ملتان قیمت مبلغ ۵۴۰۰/- روپیہ ہے میں اسکے
۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں - نیز میری
آمد بذریعہ کاشتکاری مبلغ ۱۰۰۰/- روپیہ سالانہ ہوتی ہے - میں
تازیست اپنی سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ کرتا رہوں گا - نیز میرے مرنے کے وقت جس وقت میری جائداد
ہوگی - اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی -
العبد : احمد الدین بقلم خود گواہ شد : ولایت شاہ انسپکٹر وصایا
گواہ شد : سید محمد حسن شاہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جلہ ارائیاں

وصیت نمبر ۱۴۰۲۰ : میں لطیف احمد ولد نواب خاں قوم راجپوت
پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۴ء ساکن محمد آباد اسٹیٹ
ڈاک خانہ خاص ضلع تھرپارکر صوبہ سندھ - بقائمی ہوش و حواس
بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-
اس وقت میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے - میری ماہوار
آمد ۸۰/- روپیہ ہے - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ
داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا - نیز
میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی
۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی -
العبد :- لطیف احمد موصی گواہ شد : نذیر احمد محمد آباد اسٹیٹ
گواہ شد : عبدالغنی ڈرائیور محمد آباد اسٹیٹ

وصیت نمبر ۱۴۳۴۴ : میں محمد اسمٰعیل ولد امام الدین قوم رائیں پیشہ
نانبائی عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن ربوہ ضلع جھنگ
صوبہ مغربی پاکستان - بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج
بتاریخ ۴/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :- میری جائداد
اس وقت کوئی نہیں - اس وقت ماہوار آمد بصورت پنشن ۱۲/- روپے
ماہوار ہے - اصل پنشن ۶/- روپیہ - الاؤنس ۶/- روپے - کل
۱۲/- روپے - میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں - اور
حصہ وصیت ۱/۱۰ بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں - نیز
میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کی بھی
۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی -
العبد : نشان انگوٹھا محمد اسمٰعیل ولد امام الدین - گواہ شد :-
عطاء اللہ کارکن صدر انجمن احمدیہ گواہ شد : محمد شفیع صدر محلہ دار الرحمت وسطی ربوہ

وصیت نمبر ۱۴۳۳۷ : میں چوہدری رحمت اللہ ولد چوہدری خدا بخش صاحب
قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن علی پور
کھلواں ڈاک خانہ خاص ضلع مظفر گڑھ صوبہ مغربی پاکستان
بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۵۶ حسب ذیل
وصیت کرتا ہوں :- میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ
نہیں ہے - میری آمد ماہوار بذریعہ تجارت مبلغ ۴۲ روپے ہے -
میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا - نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر
میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ ہوگی - العبد : رحمت اللہ بقلم خود - گواہ شد :
نور محمد اوورسیر پنشنر امیر جماعت احمدیہ علی پور کھلواں ضلع مظفر گڑھ
گواہ شد : ولایت شاہ انسپکٹر وصایا دفتر وصیت -

وصیت نمبر ۱۴۳۳۵ : میں مرزا سردار محمد ولد مرزا نتھ محمد صاحب
قوم مغل پیشہ ٹھیکیداری عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۴ء ساکن
لیہ ڈاک خانہ خاص ضلع مظفر گڑھ - بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ
آج بتاریخ ۲۸/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :- اس وقت میری کوئی
جائداد نہیں ہے - میری آمد بذریعہ ٹھیکیداری مبلغ ۱۵۰/- روپیہ ماہوار

ہوتی ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے پر جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

العبد: مرزا سردار محمد ولد مرزا فتح محمد گواہ شد: ولایت شاہ انسپکٹر وصایا

گواہ شد: فضل الرحمٰن پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لیہ وارڈ نمبر ۲

وصیت نمبر ۱۴۳۳۶: میں امیر عالم ولد شیخ ولی محمد صاحب قوم جٹ مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۷ء ساکن لیہ ڈاکخانہ خاص ضلع مظفر گڑھ صوبہ مغربی پاکستان: بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۲/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ اس وقت میری منقولہ غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں ہے۔ میری ماہوار آمد بذریعہ ملازمت مبلغ -/۱۲۰ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

العبد: امیر عالم ولد ولی محمد مکان ۹۲/۲ لیہ ضلع مظفر گڑھ

گواہ شد: فضل الرحمٰن پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لیہ وارڈ نمبر ۲

گواہ شد: سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا دفتر وصیت۔

وصیت نمبر ۱۴۳۳۳: میں اللہ بخش ولد عبد الرحمٰن قوم راجپوت بھٹی پیشہ تجارت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۵ء ساکن لیہ ڈاکخانہ لیہ ضلع مظفر گڑھ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۲/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ کیونکہ میرے والد صاحب بزرگوار بفضل خدا زندہ ہیں۔ میری اس وقت آمد بذریعہ تجارت ماہوار -/۱۵۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد: اللہ بخش ولد عبد الرحمٰن

گواہ شد: نادر علی بقلم خود اسسٹنٹ ایگریکلچر آفیسر لیہ

گواہ شد: فضل الرحمٰن پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لیہ

وصیت نمبر ۱۴۳۴۳: میں عبد الرحمان خاں ولد اللہ دتہ قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن اوکاڑہ ڈاکخانہ خاص ضلع منٹگمری صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۲/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے پاس کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ماسوائے اثاث البیت قیمتی -/۲۰۰ روپیہ کے اور کوئی جائداد نہیں ہے۔ میری تنخواہ ماہوار -/۱۱۴ روپے ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان مقام ربوہ کرتا ہوں چنانچہ میں عشر حصہ آمدنی ماہوار ماہ بماہ ادا کرتا رہونگا اور میری وفات کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن مذکور کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی رقم بطور حصہ جائداد اپنی زندگی میں صدر انجمن مذکور کو ادا کروں اس قدر رقم وصیت کردہ جائداد کے عشر حصہ میں سے منہا تصور ہوگی۔

العبد: عبد الرحمٰن خاں۔ گواہ شد: غلام احمد ایڈووکیٹ بمقام عارف والا

گواہ شد: چراغدین ایس۔ وی ٹیچر ہائی سکول عارف والا۔

وصیت نمبر ۱۴۳۱۰: میں خالد سیف اللہ خاں ولد رحمت اللہ خاں شاکر قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن کچہری بازار لائل پور ڈاکخانہ خاص ضلع لائل پور صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۲/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ مجھے اس وقت اپنی ملازمت سے مبلغ -/۲۰۰ روپے صرف تنخواہ ماہوار ملتی ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان

کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی آمد یا جائداد پیدا کروں تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ نیز میرے مرنے پر بھی جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔

العبد: خالد سیف اللہ خاں کچہری بازار لائلپور۔

گواہ شد: فضل کریم سیکرٹری وصایا۔ گواہ شد: محمد یوسف بقلم خود

وصیت نمبر ۱۴۳۶۱: میں حامد احمد ولد نواب محمد احمد خان صاحب قوم پٹھان پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۵۶ ، حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں کیونکہ خدا کے فضل سے میرے والد زندہ ہیں۔ اور وہی جائداد کے مالک ہیں۔ وہ موصی ہیں۔ اس وقت ماہوار وظیفہ ۔/۳۰ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

العبد: بقلم خود حامد احمد خاں گواہ شد: بقلم خود علی محمد دار الصدر غربی

گواہ شد: شاہ احمد خاں ۱۰۸ اسی بلاک ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

وصیت نمبر ۱۴۳۴۵: میں شاہد احمد خاں پاشا ولد نواب محمد عبد اللہ خاں قوم افغان پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ۱۰۸ سی بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور ڈاکخانہ ماڈل ٹاؤن ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۵۶ ، حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری ذاتی جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے کیونکہ خدا کے فضل سے میرے والد صاحب زندہ ہیں اور وہی جائداد کے مالک ہیں اور خدا کے فضل سے موصی ہیں۔ اس وقت میرا ماہوار جیب خرچ ۔/۲۵ روپیہ ہے میں خدا کو حاضر ناظر جان کر وعدہ کرتا ہوں کہ جبتک میں زندہ ہوں میں اپنی آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

العبد: شاہد احمد خاں پاشا۔ گواہ شد: مرزا مبارک احمد بیت العافیت ربوہ

گواہ شد: بقلم خود علی محمد حصہ دار الصدر غربی ربوہ ضلع جھنگ۔

وصیت نمبر ۱۴۱۹۷: میں غلام رسول ولد سردار خاں صاحب قوم ونڈ جٹ پیشہ زمیندارہ عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن چک ۹ پنیار شمالی ڈاکخانہ بھلوال ضلع سرگودھا صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ جون ۱۹۵۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے:۔ (۱) ایک مربع زرعی زمین واقع موضع چک ۹ پنیار شمالی ۱۱۳ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ (۳) اگر اس کے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد: غلام رسول گواہ شد: سید عبد الرزاق وکالت زراعت ربوہ

گواہ شد: محمد الدین وکالت زراعت ربوہ

وصیت نمبر ۱۴۲۹۴: میں محمد حسن ولد نادر خاں قوم اعوان پیشہ تجارت و زمینداری عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن چکوال ضلع جہلم صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۱/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل غیر منقولہ واقعہ چکوال شہر ہے۔ (۱) پختہ مکان تقریباً رقبہ ۹ مرلہ اندازاً قیمتی ۴ ہزار روپیہ جس کی نصف حصہ کا میں مالک ہوں۔ (۲) اراضی زرعی تقریباً ۲۳ بیگھہ واقعہ چکوال ہے جس میں ایک کنواں بھی ہے اس جائداد زرعی کے بمعہ کنواں کے ۱/۲۴ حصہ کا مالک میں بلا شرکت غیرے ہوں۔ اس جائداد سے ۴ کنال زمین زرعی ۵ ½ صد روپیہ میں رہن ہے۔ بمعہ اس غیر منقولہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں (۳) میرے پاس منقولہ جائداد تقریباً ۲ صد روپیہ کی اس وقت موجود ہے جس کے ذریعہ میں تجارت و زراعت کا کاروبار کرتا ہوں بصورت تجارت وغیرہ مجھے ماہانہ آمد تقریباً ۔/۶۰ روپیہ ہو جاتی ہے۔ میں تا زیست اس آمد کے ۱/۱۰ حصہ کو داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا انشاء اللہ۔ نیز مذکورہ جائداد کے علاوہ اگر کوئی اور جائداد میں اپنی زندگی میں پیدا کروں یا بطور وراثت مجھے کوئی جائداد ملے تو میرے مرنے کے بعد جس قدر بھی جائداد ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ نوٹ:۔ اراضی زرعی مندرجہ وصیت

سکیم شعبہ اطفال برائے سال ۵۶-۵۵ء

(از جناب مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

جملہ قائدین کرام کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مرکز کیطرف سے جو شعبہ اطفال کی سکیم برائے سنہ ۵۶-۵۵ء منظور ہوئی ہے اس کی روشنی میں بعض امور ذیل میں لکھے جا رہے ہیں براہ کرم جملہ قائدین اپنی اپنی مجالس میں اس کے مطابق عمل کر کے شکریہ کا موقع دیں۔

۱۔ (ا) جہاں جہاں مجالس خدام الاحمدیہ قائم ہیں۔ وہاں مجالس اطفال کا قیام ضروری ہے۔ اس لئے جہاں پہلے ہی مجلس اطفال قائم ہو۔ فبہا۔ اور جہاں قائم نہیں ہوئی۔ قائدین کرام وہاں مجلس اطفال قائم کر کے مہتمم اطفال کو اطلاع دیں۔

(ب) جملہ مجالس اطفال جو قائم ہیں یا اب قائم ہوں۔ وہ اپنے سالانہ بجٹ اسماء وار تیار کر کے بھجوا دیں کیونکہ سالانہ اجتماع کے موقع پر یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اطفال کا علیحدہ بجٹ ہو گا۔

۲۔ چونکہ ہمارے بچے قیمتی متاع ہیں۔ اور کچھ عرصہ بعد انہوں نے احمدیت کی حفاظت کرنی ہے اس لئے ضروری ہے کہ انکی پوری تربیت کی جائے۔ تا وہ خود احمدیت کا صحیح نمونہ ہوں۔ اس لئے مندرجہ ذیل امور کا خاص خیال رکھا جانا چاہیئے۔

ا۔ نمازوں کی نگرانی اور پنجوقت نماز باجماعت کا عادی بنانے کی کوشش۔

ب۔ ننگے سر پھرنے سے اطفال کو روکا جائے۔ نیز پوری کوشش کیجائے کہ ان میں سگرٹ نوشی کی عادت پیدا نہ ہو۔

ج۔ یہ نگرانی کی جائے کہ سٹڈیز کے اوقات میں کوئی طفل باہر نہ رہے بلکہ پورا وقت مطالعہ پر صرف کرے۔

د۔ ہر مجلس میں ماہانہ جلسے اطفال کے منعقد کئے جائیں اور مختلف ذرائع سے ان کو احمدیت کے مسائل یاد کرائے جائیں۔

ھ۔ کوشش کی جائے کہ ہر طفل کو اسکی عمر کے مطابق کچھ قرآن مجید۔ احادیث اور کچھ اشعار درثمین سے یاد ہوں۔

و۔ اجتماعی کھیلوں اور ورزشوں کا انتظام کیا جائے۔

ز۔ اگر خالد میں کوئی مضمون اطفال کے لئے طبع ہو۔ تو سب اطفال کو پڑھایا یا سنایا جائے۔

امید ہے کہ جملہ قائدین اس پروگرام کو اپنی اپنی مجالس میں جاری کریں گے۔

(سید عبدالباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر رسالہ خالد ربوہ ضلع جھنگ سے شائع کیا)